ہمیں نہیں معلوم دنیا اس سے پہلے کتنی مرتبہ تباہ ہو ہو کر پھر آباد ہوئی ہے، لیکن اب فطرت کی ان اٹکھیلیوں کو ختم ہوتا ہے۔ یا تو اسے برباد ہو کر سنورنا نہیں یا اگر سنور گئی تو پھر برباد ہونا نہیں۔ یہ برزخی دور اب اپنی آخری گھڑیوں سے گذر رہا ہے اور وہ ساعت قریب ہے جب اہرمن و یزداں میں کسی ایک کے حق میں فیصلہ ہو جاتا ہے!

اُف رے تجاہل! آپ جو کچھ چاہتی ہیں، وہ ہو چکا، لیکن آپکو کس طرح اس کا یقین تو آئے

کہ سعدی از پے جاناں برفت و جاں انداخت

مسکرائیے نہیں۔ زخم کے ٹانکے ٹوٹتے ہیں، اور پھر وہ گھڑی سامنے آجاتی ہے جب

تغافل از تو می بارید و حسرت می چکید از من

میں نے پہلے بھی کبھی "شیوۂ عشق" کی طرف سے کوئی معذرت بارگاہِ حسن میں پیش نہیں کی تھی اور اب بھی اس کا یارا نہیں۔ اس لئے اس طنز سے کیا فائدہ کہ

ایں آتش نیرنگ نہ سوزد ہمہ کس را

جل کر خاک ہو جانے والوں سے بھی آپ کی محبت کا تماشہ دیکھ چکا ہوں اور پروانوں کی طرح تڑپنے والوں سے بھی! لیکن آپ کو شاید اسکا علم نہیں کہ

حطاب مکرم ماہے!

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ "عدر گناہ بعدار گناہ" اور "کسی رود بستیاں کا بستیاں ہونا" دونوں ایک ہی چیز ہیں آپ نے جو کچھ کیا ہے اس کا نقش لئے ہوئے لاکھوں میل کا چکر لگا چکی اس کو واپس لیا کسی کے امکاں میں نہیں اب آپ جو کچھ کر رہے ہیں یہ بھی تھا ہیں اسی طرح گم ہو جائے گا، پھر یہ فکر کو گزرہ ہوا تو کہاں جائیں، ہو تو کیونکر ہو

بالکل بیکار ہے، مجھ پر آپ کی تلخی کا کوئی اثر ہوا۔ اس "عدم البیانی" کا ساحل پر کھڑا ہوں اور تھپیڑے کھا رہا ہوں موج ہلکی ہو تو کیا، بھاری ہو تو کیا خوش رہئے، کہ آپ نے کم از کم یہ تو مجھے کا موقعہ دیا کہ۔

نہ لا دے تاب جو غم کی وہ میرا راز داں کیوں ہو

میں اچھا ہوں اور کل تمام تک جو کچھ مجھ پر گزری ہے اس سے بالکل حالی الذہن

بخار رستا دہوا، لیکن آپ کو کیا خبر کہ ابھی تو یہاں کیسے کو دفتر کا دفتر پڑا ہوا ہے اتنا کچھ کہنے کے بعد بھی پہلا ورق تمام نہیں ہوا!

رونا کہاں ہوا مجھے دل کھول کر نصیب

دو آنسوؤں میں نوح کا طوفان آگیا

گھبرائیے نہیں، وہ وقت دور نہیں جب یہ "قصر جہل" مٹ کر رہے گا اور انسانیت کا چہرہ اس غبار کے اندر سے مسکراتا ہوا نظر آئے گا۔

ضروری ہو جاتا ہے۔

جس وقت اسلام نے مجسمہ سازی کی مخالفت کی ہے وہ زمانہ تھا جب عرب میں بت پرستی کا رواج فنی حیثیت سے نہیں بلکہ مذہبی حیثیت سے بکثرت پایا جاتا تھا اور اس رواج نے اُن کے قوائے ذہنیہ کو مضمحل کر رکھا تھا۔ خیال تھا کہ اگر بت سازی سے باز نہ رکھا گیا تو اس مذموم عادت کا استیصال نہ ہوسکیگا لیکن سوال یہ ہے کہ آیا اس وقت بھی کوئی مسلمان ایسا ہے جو محض مجسمہ سازی یا تصویر کشی کی وجہ سے بُت پرستی اختیار کرسکتا ہے؟

پھر جب اس کا امکان نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ حکم اس وقت بھی قابلِ عمل قرار پائے اور اسکو کالعدم نہ سمجھا جائے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ خدشہ تمھارے دل میں پیدا ہی کیوں ہوا۔ کوئی اچھی شکل و صورت والا انسان اگر تصویر کھنچوائے تو اسے خیال کرنا چاہیے کہ کہیں لوگ اسے پوجنے نہ لگیں، تمھیں کیا ڈر ہے۔

بندہ نواز، خط پہونچا، دلجوئی کا شکریہ، لیکن

تیری وفا سے کیا ہو تلافی کہ دہر میں

تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے

ہر چند ان ستم ہائے روزگار کی شکایت آپ سے تو نہیں ہوسکتی، لیکن ظلم کرنے والوں کی قوم ساری دنیا میں ایک ہی ہے اسلئے آپ سے خطاب کرنا گویا سب سے

کی طرف مایل ہو جائے کا پایا جائے اور اسی لئے اس نے مجسمہ سازی کی اجازت نہیں دی تصویر کشی کا رواج اسوقت عام نہ تھا کہ اس پر غور کیا جاتا۔ بعد کو جب تصویر کا رواج ہوا تو اس پر غور ہوا اور جواز و عدم جواز کی مختلف صورتیں پیدا کی گئیں، حالانکہ در اصل اب یہ زمانہ اس قسم کی بحثوں کا ہی نہیں، یعنی اب مجسمہ سازی کے لئے بھی علت حرمت باقی نہیں رہی، تصویر کا کیا ذکر ہے۔

جس حد تک اہل علم کا تعلق ہے بت پرستی کا دور بالکل ختم ہو چکا ہے (ہندو مسلمان دونوں کے لئے) رہے جاہل، سو ان کے لئے مجسمہ، تصویر پتھر، مزار سب یکساں ہیں تم کو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں ایک جماعت صوفیہ کی ایسی بھی ہے جو اپنے پیر طریقت کی تصویر سامنے رکھ کر اس کے سامنے سجدہ کرتی ہے اور انھیں اس سے بحث نہیں ہوتی کہ تصویر کیسی ہے پھر ان کے لئے تو تصویر مطلقاً حرام ہو جانا چاہیئے، لیکن صرف انہی پر کیا، ان کے برخلاف اہل فن کی جماعت کو لو، جو تصویر کیا اچھے خاصے بُت بناتی ہے، لیکن اسکا مقصود صرف فن کی تکمیل ہوتا ہے، تو کیا ان کے لئے مجسمہ سازی حرام قرار دیجائے گی؟

یہ انتہائی کج فہمی ہے کہ کسی قانون یا شریعت کے کسی حکم کو دائمی چیز سمجھا جائے قانون، وقت، ضرورت اور مصلحت، کو سامنے رکھ کر بنایا جاتا ہے اور ان تینوں میں سے کسی ایک چیز کے بدل جانے پر قانون میں بھی تغیر و تبدل

اگر آپ کو اس طرح کوئی نقصان بھی پہونچ جائے تو مضائقہ نہیں،
"کشتۂ دشمن" سے "کشتۂ دوست" ہونا بہر نوع بہتر ہے۔

اگر تم اس باب میں کوئی فتویٰ حاصل کرنا چاہتے ہو، تو مولویوں سے پوچھو۔ رہی میری ذاتی رائے سو وہ تم کو معلوم ہی ہے۔

میں جانتا ہی ہوں یہ لوگ کیا کہیں گے۔ ایک کی رائے ہوگی کہ تصویر کھنچوانا بہرصورت ممنوع ہے (اور یہ رائے اس کی ہوگی جس کی صورت واقعی اس قابل نہیں کہ تصویر لی جائے) دوسرا کہے گا کہ نیم رخی ([illegible]) تصویر میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس طرح نقش میں تجسیم کا رنگ پیدا نہیں ہوتا (لیکن یہ قول اس کا ہوگا جو اس آرٹ سے بالکل ناواقف ہے ورنہ ظاہر ہے کہ "تجسیم" کی کیفیت نیم رخی تصویر ہی سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے) تیسرا کہے گا کہ صرف دھڑ (Bust) کی تصویر جائز ہے کیونکہ اس طرح پورا جسم سامنے نہیں آتا (اور یہ رائے اس کی ہوگی جس کے نزدیک خطرہ صرف نیچے کے دھڑ میں ہے اور دل و دماغ بیکار چیزیں ہیں)

الغرض تمام دوسرے مسائل کی طرح اس میں بھی کوئی متفقہ فتویٰ آپکو نہ مل سکے گا، اس لئے میری رائے ہے کہ آپ خود اپنی عقل سے کام لیجئے۔ ہر حکم کا کوئی نہ کوئی سبب ہوا کرتا ہے۔ اسلام چونکہ بت پرستی کا مخالف ہے، اس لئے اس نے کسی ایسے فعل کی اجازت نہیں دی جس میں ہلکا سا امکان بھی بت پرستی

قبلۂ محترم۔ کس قدر شرمسار ہوں کہ گرامی نامہ کا جواب اتنی تاخیر سے جارہا ہے خیال تھا کہ خود حاضر ہوکر عرض کروں گا، لیکن افسوس ہے کہ بعض الجھنوں کی وجہ سے قدمبوس نہ ہوسکا۔

آپ نے جس تنگ دستہ کے لہجہ میں مگر مسب نامہ لکھا ہے اس سے مجھے تکلیف ہوئی آپ کو شاید اب تک یقین نہیں کہ آپ کا ہر لفظ میرے لئے ایک فرمان ہے، اور ارشاد گرامی کی تعمیل کرنا میرا ایمان! آپ ان سے کہدیجئے کہ جو کچھ وہ چاہتے ہیں، ہوچکا اور آج ہی کل میں انھیں اسکی اطلاع بھی براہ راست مل جائے گی۔

یہ بھی کوئی ایسی بات تھی کہ آپ کو اس سے وعدہ کرلینے میں تامل ہوتا!

حضت، آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ سے جدا ہوں! اور جب میں جدا ہوتا ہوں تو خطرناک ہوجاتا ہوں۔ پھر آپ نے سوچا ہے کہ اس خطرہ کا مقابلہ کیونکر کریں گے؟ یہ معاملہ "آہن بآہن" کا نہیں ہے کہ آپ ایک رسی سے اسکا توڑ کرسکیں، بلکہ دق کی اس حرارت کا سا ہے جو آخر میں جان ہی لیکر چھوڑتی ہے اب بھی خیریت ہے۔ کہا مان جائے اور ایا پروگرام ملتوی کرسکے۔ ۲۷ نومبر تک یہاں پہونچ جائیے فرض، اخلاق، مذہب، سیاست میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ اصل چیز میری مرضی ہے اور اسی کی پابندی آپ کو کرنا ہوگی۔۔۔ سنا آپ نے؟ ۔

لیکن یہ بات نشہ کی ترنگ ہو کر رہ گئی   اب اس دورِ اقتصاد میں جبکہ ایک
ایک ذرہ کی قیمت متعین ہو چکی ہے، آپ کی "مہر تابیاں" کسی کا حق نہیں چھین
سکتیں۔ شبنم اور پرتوِ خور، اب بھی دونوں پائے جاتے ہیں، لیکن "فنا کی تعلیم" کا علمی
نام اب "جذب و انجذاب" ہے، یعنی دونوں ایک دوسرے کے محتاج!
حضرت اس دورِ اشتراکیت میں نکاح بھی خطرہ میں ہے "تعلق خاطر"
کا کیا ذکر؟   اپنے پر اعتماد نہ ہو تو دوسروں کا آزمانا اب بیکار ہے!

مکرمی۔ کیا عرض کروں کہ میں نے زندگی کو کیا سمجھا ہے۔ ایک کہتا ہے
زندگی زندہ دلی کا نام ہے!
دوسرا کہتا ہے:۔
باز می جویم دلِ افسردہ را
درانحالیکہ حقیقت کا تعلق شاید "ہنسنے اور رونے" کے علاوہ کسی اور چیز سے ہے
مگر وہ "اور چیز" کیا؟ مذہب۔ اس کے جواب میں کہتا ہے "العاقبۃ للمتقین"
علم، گلیلو، کولمبس اور اڈیسن کو پیش کرتا ہے۔ یعنی ایک کہتا ہے "اب سو رہو اٹھنا
تو دیکھنا" دوسرا کہتا ہے:۔ "جتنا جاگنا ہو جاگ لو، پھر تو ہمیشہ سونا ہی ہے"۔
بالکل نقد اور اُدھار کا فرق ہے۔
میں نے تو ابھی یہ داؤں لگایا نہیں۔ آپ کو اگر یہ "کھیل" اچھا
معلوم ہوتا ہے تو لو، ماشاءاللہ!

اب میں اس ذمہ داری کو اور زیادہ محسوس کر رہا ہوں اور بہت جلد میں اس کی اشاعت کی فکر کروں گا ان کے صاحبزادے کہاں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ انتخاب چھپوا کر تمام جلدیں اُنکے پاس بھیجدوں۔

عنایت نامہ کا شکریہ ا   شکریہ اسلئے کہ "حسن اتفاق" سے

جو تیری خوشی وہی مرا مدعا ہوا

ورنہ ظاہر ہے کہ گالی سے کون خوش ہو سکتا ہے!

غلطی ہو تو جیز معذرت میں کوئی حرج نہیں لیکن دانستہ گناہ کرنا اور پھر عذر کرنا کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا "وقار معصیت" بھی آخر کوئی چیز ہے یا نہیں؟

بیشک میں نے جواب نہیں دیا، قصداً نہیں دیا اور صرف اسلئے نہیں دیا کہ آپ خفا ہوں اور یہ اب میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ کو اور زیادہ غصہ آئے ا   فرمائیے، اب آپ کیا کہتے ہیں؟

ہوش میں آئیے۔ دنیا جانے کہاں سے کہاں پہونچ گئی اور آپ ابھی تک   "روئے محمود و خاک پائے ایاز"   والے زمانہ کا خواب دیکھ رہے ہیں!

ایک صدی قبل کی بات ہے کہ دلی کے ایک شاعر نے کہا تھا۔

عشق و مزدوریِ عشرتگہِ خسرو کیا خوب

شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور اس وقت کا بھی منتظر ہوں، جب آپ یہ لکھیں گے کہ ٹھیک اسی وقت جب آپ کو چلنا چاہیے تھا، بیمار پڑ گئے۔ خدا آپ کو تندرست رکھے!

حضرت! نوید کا شکریہ، لیکن افسوس ہے کہ میں اس خوشی میں شریک نہ ہو سکوں گا، تاہم میری دعائیں اور تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں، خدا کرے آپ اس تقریب سے خاطر خواہ فارغ ہو جائیں۔ جب آپ واپس آئیے گا، اس وقت اطمینان سے بیٹھ کر ساری داستان سنوں گا۔ خدا حافظ!

آپ کیا پوچھتے ہیں، فانی کے مرنے کا کتنا صدمہ ہے۔ اخیری مرتبہ یہیں لکھنؤ میں چند مہینے پہلے ملاقات ہوئی تھی۔ میں ایک تقریب سے بھوپال جا رہا تھا اور وہ بھوپال کے مشاعرہ سے فارغ ہو کر یہاں آئے تھے۔ غم کی گھڑیاں ہنس کر گزار دینے والے ایسے اب کہاں؟ ڈیڑھ سال قبل جب حیدرآباد میں ان سے ملا تھا، تو غریب بہت پریشان تھے۔ بیوی کی موت، اور معاش کی فکروں نے ان کو بہت سوگوار بنا دیا تھا، لیکن خوش دلی کا وہی عالم تھا، چلتے وقت انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ خود ان کا انتخاب کیا ہوا کلام شایع ہو جائے تو اچھا ہے اور میں نے وعدہ بھی کر لیا تھا، لیکن افسوس ہے کہ انکی زندگی میں یہ خواہش پوری نہ کر سکا، جسکا مجھے ہمیشہ صدمہ رہیگا۔

بے وسعت اشکے، نہ مرا رخصت آہے
دارم نہ رخ یار عزیساں نگاہے

عشق و عاشقی سے قطع نظر، یوں بھی یہ شعر ہمارے آپ کے حال کی نہایت اچھی تصویر ہے۔ اسکا یکسا علاج بیدل نے بتایا ہے، اور وہ یہ کہ:۔

از ہمہ یکانہ برآ

لیکن بیدل تمام عمر مجرد رہے، وہ ایسا کہہ سکتے تھے، ہم آپ کس طرح یہ دعوے کر سکتے ہیں، بہرحال میں غور کروں گا کہ آپ کی مشکلات دور ہونے کی کیسا صورت ہے ۔۔ آپ کے خط نے مجھے بیچین کر دیا ہے۔ حرج نہ ہو تو چند دن کے لئے میرے پاس چلے آئیے۔ ممکن ہے دو آدمی مل کر کچھ کام کر جائیں

تسلیم۔ جب سے آپ کا خط ملا ہے، یہی سوچ رہا ہوں کہ میں اتنا بیوقوف کیوں ہوں؟ یعنی باوجود اس یقین کے کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ کبھی نہ کریں گے، کیوں آپ پر بھروسہ کرنے کو جی چاہتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ آپ ایسے فن کے ایک ہی شخص ہیں اور اُس سے زیادہ کھوٹا دنیا میں کوئی نہیں، جو یہ کہے کہ وہ آپ سے زیادہ سچا ہے۔

خوشی ہو یا رنج، ناگہاں دونوں بُرے، لیکن جس حد تک آپ کا تعلق ہے، مجھے یہ دونوں گوارا ہیں، کیونکہ خوشی کی آپ سے توقع نہیں اور رنج کا ہر وقت اندیشہ ہو۔ بہرحال، بغیر اس خیال کے کہ آپ نے کیا فرمایا، میں

زیادہ اصرار ہوگا۔ اتنا ہی اُدھر سے انکار بڑھے گا اس شخص میں فرشتہ و شیطان دونوں کا اجتماع ہے اور یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان میں سے کون کس وقت برو ئے کار ہے!

کیسا پیارا انسان، لیکن کتنا خطرناک! آپ کو کیا خبر کہ اپنی اس فطرت سے خود اپنے آپ کو اس نے کتنا نقصان پہونچایا ہے، دوسروں کا کیا ذکر!

بہرحال آپ مطمئن رہئے، میں موقعہ و محل دیکھ کر اس نوکر کو چھیڑونگا لیکن کسی خوشگوار نتیجہ کی توقع آپ قایم نہ کیجئے۔ اگر مان گئے تو خیر، ورنہ پھر کار برآری کی کوئی اور صورت سوچئے۔

ایک ہفتہ کے اندر ہی میں آپ کو اطلاع دوں گا کہ صورت حال کیا ہے۔

مکرمی۔ آپ کیوں اسقدر پریشان ہیں

کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے

اس میں شک نہیں کہ جب زمانہ "برسر جنگ" ہوتا ہے تو "نادعلی" وغیرہ سے کام نہیں چلتا۔ "موسے بر سے ورے" دنیا کا قدیم ہنجار ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ہم آپ کر بھی کیا سکتے ہیں۔ یہاں کمزور کو جینے کا حق نہیں شکوہ و شکایت کا منہ نہیں۔ رہا ہاتھ پاؤں مارنا، سو اس کی سکت ہوتی تو کمزور ہی کیوں ہوتے۔ ---- مرزا مظہر جانجاناں کا ایک شعر ہے:

مکرمی شاعری میں اس انقلاب کا مطالعہ بہت غور سے کر رہا ہوں، اور ایک حد تک آپ سے متفق ہوں لیکن یہ بتائیے کہ ہندوستان کی ۴۰ کروڑ آبادی اور اسی نسبت سے اسکے ہزاروں شاعروں کا کیا علاج ؟
اگر یہ آبادی مع ان بے تمام شاعروں کے ایک تہائی ہو جائے تو ملک اور لٹریچر دونوں غلامی سے آزاد ہو جائیں۔
یقیناً یہ زمانہ جنگ اور رات لیکر شبستانوں کی رونق بڑھانے کا نہیں اور نہ عرس گا گا کر رقص و مستی کا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ شاعر جو ہاتھ میں پھاؤڑا اور کدال لے کر نکلا ہے وہی کب اس سے کام لیتا ہے جن حالوں میں بیٹھکر یا صرف شاعروں میں واہ واہ حاصل کرنے کے لئے سرمایہ دار کی برائی اور مزدور کی حمایت میں نظم لکھدیا، انقلابی شاعری نہیں
جب تک خود شاعر کی پیشانی سے پسینہ اور آنکھ سے لہو نہ ٹپکے انقلابی شاعری کا دعوےٰ کرنا اسے کیا کہوں، کیا ہے ؟
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں ؟
آرٹ کے لحاظ سے یقیناً شاعری نے بہت ترقی کر لی ہے لیکن جب احساس "حقیقت و صداقت" عام ہو جائیگا تو الفاظ کی یہ شاعری ختم ہو کر کبیر و نظیر کی شاعری کا دور پھر آئے گا، اور غالباً زیادہ گہرے رنگ کا۔

؛ حضرت حفیظ آپ ان کی طبیعت سے واقف نہیں۔ ادھر سے خفا

صدیقی، لکھیے یا بہت دور پہاڑ۔ تو جائیے یہاں تک کہ آپ کا تماچہ ہو بیٹھیں یا یہ سلسلہ خود بخود ختم ہو جائے! فسانہ نگاری کا دور جس میں صرف کاغذ کے پھولوں کو پیش کیا جاتا تھا، گزر گیا، کسی مورت کو سجا کر مصنوعی حرکت و جنبش سے کام لینا، اب مقبول نہیں ۔ دنیا اب صرف حقیقت و واقعیت کی تلاش میں ہے، خواہ اس کا بیان کتنا ہی گھناؤنا کیوں نہ ہو۔ آپ نے بھی عرصہ تک خیال کی دنیا پر حکومت کی اور آپ سنے جس۔ لیکن اب جگہ ان لوگوں کے لئے چھوڑ دینا ہے، جو عمل فعل اور کردار کا علم لیکر نمودار ہوئے ہیں، بہت دن تماشا کیا، اب چند دن تماشائی بنکر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ محبت کی تہذیب و متانت ختم ہو رہی ہے، اور بدستی بلکہ بیہ مستی نے اس کی جگہ شروع کر دی ہے، لیکن اس میں حرج بھی کیا ہے۔ یہ سلسلہ اسی طرح آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا جائے گا، یہاں تک عورت، مرد، محبت و عداوت سب کی تشکیل بالکل نئے انداز پر ہوگی، وہی انداز جو جنت سے باہر آتے وقت آدم و حوا کا تھا!

جب دماغ و خیال کی نزاکتیں ختم ہوتی ہیں تو اعصاب میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمارے اعصاب کمزور تھے اور خیال قوی، اب اعصاب قوی ہیں اور خیال کمزور۔ پہلے بھی اعصاب ہی کی حکومت تھی اور اب پھر ہونے والی ہے۔ ذہن و دماغ کا دور یقیناً پھر آئے گا، لیکن ابھی نہیں۔ جنگ کے بعد آفتاب کو کم از کم دو سو سال تک تو اس ویرانہ پر طلوع ہونے دیجئے!

داس کو صحیح و سلامت لے آیا۔ لیکن یہ تجربہ بار بار نہیں کیا جاتا
میں آپ کو بھول تو نہیں سکتا لیکن یاد رکھنے کی کنجی کوئی سے ہاتھ میں نہیں
آتی ـــــ خوش رہیئے ۔

مکرمی۔ تسلیم یہ دور مشین کا دور ہے اگر پرزوں کا دور ہے ہر تحیسہ
میکانکی رہے mechanic اور ہر بات غیر طبعی اُردو کا ایک محاورہ
ہے "چلتا پرزہ" جو عالباً پارہ بڑا محاورہ نہیں ہے اور مشینوں کو دیکھ کر ہی
اختیار کیا گیا ہے سوچ تک آپ یہ چیز " میں کامیابی دشوار ہے ۔
اس میں وضع داری اخلاق، اور عہد و پیماں کو مطلق دخل نہیں۔ ہوا کا رُخ
دیکھا اور اپنا کام لیا جاہے کسی طریقہ سے ہو۔ یہ ہے اس لفظ کا صحیح مصداق۔
یہ سچ ہے کہ دنیا اب آپ کے رہنے کی جگہ نہیں رہی، لیکن شکوہ و شکایت بھی
بیکار ہے اُس کا آئین بدلتا نہیں، آپ کا اپنی وضع چھوڑتا نہیں۔ سوال صرف
جیتے رہنے کا ہے، سو وہ بھی اب کتنے دن کے لئے۔ انتر التر کیجئے اور ایک جگہ
اپنے آپ کو سمیٹ کر بیٹھ جائیے ۔ ۔

عیش سود امس آرام رہینگے سب ایسا
مذہب، غریبوں اور بیکسوں کا سہارا اسی معنی میں ہے۔

جنابِ بندہ۔ سوال کسی کی بے نیازی یا نیازمندی کا نہیں ہے بلکہ اس امر کا کہ میری "خوئے تسلیم" کس حد تک ان کے لئے گوارا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جہاں سر جھکانا بھی "سرکشی" میں داخل ہو وہاں جان دینے کی بھی صورت کوئی اور رہونا چاہیے وفا اور عاشقی کیسی؟
اُدھر یہ طعن کہ گل ہمہ گوش ست، صوتِ بلبل نارساست!
یہاں یہ حال کہ

نسبتی یک جرم را صد عذر گفت
گرچہ تقصیرے کہ می باید نداشت

اب آپ ہی فرمایئے اس صورت میں سوائے خاموشی کے کیا چارہ ہے۔ بہرحال میں تعمیلِ ارشاد کے لئے حاضر ہوں، لیکن جانتا ہوں کہ سوائے شرمندگی کے اور کوئی نتیجہ نہیں۔ شرمندگی، اپنے آپ سے، اُن سے اور ساری دنیا سے!

نیاز نوازا۔ کرم نامہ پہونچا۔ شکریہ کا محل نہیں، لیکن رسماً عرض ہے۔ آپ کی تمام داستانِ الم میں مجھے صرف اتنا یاد رہ گیا ہے کہ "میں جو اچھا ہوا بُرا نہ ہوا"
پھر اب جو ان نشتروں سے کام لیا جا رہا ہے تو کیا آپ کو یقین ہے کہ دل پھر خون دینے لگے گا۔ خوشی مجھے بھی ہوگی اگر ایسا ہوا، لیکن یہ خوشی اب میسر آسکے ایسے نصیب کہاں!

دنیا سے "دامن کشاں" گزر جانا اتنا مشکل نہیں جتنا کانٹوں میں الجھا کر

اس کی نوعیت بالکل ایسی ہی ہو گی جیسے کوئی شخص سورج سے صرف اسکی روشنی
لیکر حرارت کو واپس کر دیا جائے ۔

جن سے آپ کی قسمت وابستہ ہے، ان کو میں نے دیکھا تو نہیں لیکن یہ جانتا
ہوں کہ کوئی انسان آپ کو بے چین کر کے خود بھی عرصہ تک چین سے نہیں
بیٹھ سکتا، اس لئے آپ رواداری سے کام لئے جائیے، وہ کب تک اپنی
غلطی کو محسوس نہ کریں گے۔

آپ آئندہ کوئی خط مجھے ان کو دکھائے بغیر نہ بھیجئے، ورنہ ممکن ہے اس سے
گتھیوں میں اور اضافہ ہو جائے

آپ نے دیکھی اپنے دوست کی حماقت! میں نہ کہتا تھا کہ ۶ فٹ کے آدمی
سے کبھی عقل کی توقع نہ رکھئے اور وہی ہوا کل دوپہر کو وہ میرے پاس تشریف
لائے، میں نے ان سے کہا کہ یہ وقت مناسب نہیں ہے آج شام یا کل صبح
میں خود چلکر ملا دوں گا۔ مجھ سے تو کچھ نہیں کہا، لیکن میرے مکان سے اٹھ کر
سیدھے وہیں چلے گئے

مجھے معلوم نہیں کیا کیا باتیں ہوئیں لیکن آج صبح جب میں وہاں گیا،
تو دیکھا کہ تیور بہت خراب تھے۔ پہلے خاموشی طاری رہی اور پھر عتاب شروع
ہوا ان کی حماقت کی وجہ سے مجھ پر!

ذرا پوچھئے تو سہی، کیا کہہ گئے ہیں؟ کوئی تسمہ باقی لگا رکھا یا نہیں ؟

تک ہے اور میں آپ کو اس وقت کی حسین سمجھتا ہوں جب کعبہ آپ کا صحیفہ بلکہ "بت کدہ" تھا!

خیر فی الحال اسکو چھوڑئیے، لیکن سوچکر مجھے بتائیے ضرور کہ میں آپ کو کیا لکھا کروں۔ یعنی جو سوچتا ہوں وہی لکھوں یا کچھ اور؟

ہاں مجھے یاد ہے اور اچھی طرح یاد ہے کہ اب سے دو سال پہلے آپ کیا تھیں، لیکن اس سے متفق نہیں کہ اب آپ کچھ اور ہو گئی ہیں۔ دیکھئے عورت کی زندگی میں بڑی چیز صرف اس کا احساس ہے مرد کو تو خیر ہمیشہ احساس سے جنگ کرنا پڑتی ہے، اور شاید زیادہ تر عورت ہی کے لئے۔ اور اسی کو حد سے نہ گزرنے دینا اس کی کامیابی ہے۔

حالات کے لحاظ سے احساس میں تغیر پیدا ہونا لازمی ہے، اس لئے اگر آپ یہ چاہتی ہیں کہ شادی ہونے کے بعد بھی آپ عہدِ دوشیزگی کی "رنگین دنیا" میں زندگی بسر کرتی رہیں تو یہ آپ کا ظلم ہے خود اپنے اوپر!

ماضی کی یاد سے لطف اٹھانا برا نہیں، لیکن اس یاد سے حال و مستقبل تباہ کرنا حماقت ہے بیشک بہت سی خلاف توقع باتیں آپ کے سامنے آ رہی ہوں گی، لیکن اتنے دنوں تک آپ نے پھولوں کی سیج پر راتیں گذاری ہیں اب کچھ لطف خارزار کا بھی اٹھائیے، اور اگر آپ نے اسے گوارا کر لیا تو پھر کانٹوں پر بھی نیند آنے لگے گی۔

مجھے یقیناً آپ سے انتہا ہمدردی ہے، لیکن کوشش کیا کر سکتا ہوں جب کہ

اگر رضی یہی ہے تو اس سے کہہ دیجئے جو آپ کا جی چاہے، لیکن یہ سمجھا دیجئے کہ
اب اس "ستودہ نا روا" کی بات مجھ میں نہیں

رفتیم زکوئے یار ایک
اور واس مانسب حاصل!

ماشاء اللہ! کیا کہنا!
دنیا ادھر کی ادھر ہوگئی اور آپ ابھی تک یہی کہہ رہے ہیں کہ سورج
ڈھلا بھی نہیں! اعجب!

دیر ست کریم قافلہ بر در بسوس را
کیا بتاؤں، دل کی ویرانی کا کیا عالم ہے
"ہمارا جاتا ہے کہ اس راہ سے لشکر گزرا"
آپ اس کے جواب میں صبر کی تلقین دیجئے گا، وہ پہلے ہی آچکا ہے اور اب
تکلیف یہی ہے کہ وہ کیوں آیا؟ حسرت تو خیر سو ماہی تھی!

میں جب کبھی آپ کو خط لکھتا ہوں تو دیر تک سوچتا رہتا ہوں کہ آپ سے
خطاب کس طرح کروں آپ تو "محترم" لکھ کر اس فرض سے بہ آسانی سبکدوش
ہو جاتی ہیں۔۔۔ تصنع و تکلف ہی ٹھہرا نا؟ ۔۔۔ لیکن میں اس کے جواب میں آپکو
"محترمہ" لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ "احترام" کی حد زیادہ سے زیادہ "حرم کعبہ"

"جوابِ تلخ" اور "لبِ لعلِ شکر خا" کا نہیں، بلکہ صرف یہ کہ میں کبھی اس پر بھی پرنس ہنس کر آپ کی بے اعتنائیوں کا انتقام لے سکوں گا اور اب آپ کو پتہ چلے گا کہ غصہ کا جواب قہقہہ سے دینا کتنی خون کھولا دینے والی چیز ہے!

اچھا تو آپ خفا ہیں! — کیوں؟ اس لئے کہ میں آپ کے فریب میں مبتلا رکھنے کے لئے جھوٹ نہیں بولا۔ یا اس لئے کہ آپ اس سے زیادہ سچ بولنے پر قادر نہ تھے؟ بہرحال وجہ جو کچھ بھی ہو۔ واقعہ در اصل بہت سخت ہے۔ اور "جان" عزیز ہو یا نہ ہو، لیکن اب تو اس سے ہاتھ دھونا ہی پڑے گا۔ پھر کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس کے لئے بہتر صورت آپ نے کیا سوچی ہے؟ سنکھیا؟ — افیون؟ ریل کی پٹری یا بجلی کا تار؟ میں ممنون ہوں گا اگر آپ قبل سے مجھے مطلع فرما دیں سکے، تاکہ میں آپ سے رخصت ہونے کے لئے بروقت وہاں پہونچ جاؤں

سنئے جناب،

زندگی گزرتی یا نہ گزرتی، سوال یہ ہے کہ کس کا رہگزر یاد ہی کیوں آئے؟ میں۔ نے آپ کو خط اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ آپ میری سفارش کر کے "دو سیاست درباں" کے عذاب سے مجھے نجات دلوائیں، بلکہ صرف اس۔ لئے کہ آپ میری مردانگی کی داد دیں۔

معلوم ہوتا ہے آپ خود ہی نہیں چاہتیں کہ اب میں زندہ رہوں۔ بہتر ہے

اگر ہم آپ دو مختلف کُروں میں ہوتے تو یہ فاصلہ اربوں میل ظاہر کیا جاتا
آپ ابھی جوان ہیں اس لئے یہ سُنکر شاید نہیں تھکے لیکن مجھے تو اس خیال
سے اختلاج ہونے لگتا ہے آپ نے یہ لکھ کر میری واپسی کا کچھ ٹھیک نہیں" اور
زیادہ مایوس کر دیا بار بار میر کا شعر یاد ہے

تیرے ایفائے عہد تک نہ جئے
عمر نے ہم سے بے وفائی کی

جنگ کارنامہ ہے، ہندوستان میں رہتا ہوں، ملاحظات میں کیا رکھا
ہے کہ انہیں علیٰحدہ کر کے آپ کو پرچہ بھیجوں رسالہ گم ہونے کی وجہ اب
اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ درمیان میں جگہ جگہ احتساب و مراقبہ ہوتا ہے
اور معلوم نہیں کس جگہ وہ پرزے پرزے ہو کر اس قابل نہیں رہتا کہ آگے
بڑھایا جاسکے مارچ و اپریل کے پرچے پھر بھیج رہا ہوں، لیکن اسکے پہونچنے
یا نہ پہونچنے کی اطلاع بھی غالباً چار مہینے کے بعد آئے گی معاذ اللہ!
اس دوران میں آپ کے پاس جتنے عربی رسائل جمع ہوگئے ہیں وہ
سب یا ان میں سے خاص خاص بھیج دیجئے کتابوں کی ضرورت نہیں

حضرت!

عتاب نامہ پہونچا جواب تو پھر بھیج دوں گا، لیکن فی الحال مجھے اس کا
لطف اٹھانے دیجئے کہ کتنی کوشش کے بعد میں آپ کو برہم کر سکا ہوں! معاملہ

محترم! آپ نے جو سلوک ... صاحب کے ساتھ کیا ہے اسکا اعتراف کون نہ کرے گا لیکن اس کا یہ پہلو کہ آپ اس احسان کو بھولنے کے لئے تیار نہیں اور بار بار اس کا اعتراف چاہتے ہیں، عجیب ہے۔ اگر آپ کی یہ عنایتیں صرف محبت و خلوص کی بنا پر ہوتی ہیں، تو آپ کو شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اسکے مناسب موقعے آپ کو ملتے رہتے ہیں، لیکن اگر آپ ان کا کوئی معاوضہ بھی چاہتے ہیں (خواہ وہ زبان ہی سے کیوں نہ ہو) تو معاف فرمائیے یہ ایک سودا ہے جسمیں آپ زر و سیم کے عوض لوگوں کے اخلاق خریدنا چاہتے ہیں۔

آپ کو ہمیشہ یہ شکایت رہی کہ آپ دوستوں کی دوستی سے محروم ہیں۔ لیکن کبھی آپ نے یہ بھی غور کیا کہ ایسا کیوں ہے؟

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ جس پر آپ احسان کرتے ہیں، اسکا دل اپنی زبان سے خون کر دیتے ہیں اور جب وہ آپ کے احسان کا بدلہ احسان سے نہیں کر سکتا، تو اس میں آپ کی طرف سے تنفر کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، ہر چند میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی "آمرانہ" فطرت اس سے کبھی باز نہ آئے گی، لیکن ایک بار صاف صاف کہدینا میرا فرض ضرور تھا۔ اسکے بعد انشاءاللہ یہ ذکر میری زبان سے کبھی نہ سنیں گے۔

دیقی۔ ۵ جون کا گرامی نامہ کل ۱۰ اگست کو ملا۔ آپ نے دیکھا آپ مجھ سے کتنی دور ہیں! یعنی اس دورِ برق و کہربا میں بھی پورے دو مہینے دور!

انکار پر جان دینے کا کارنامہ اب گذر گیا۔ پہلے "منہ ستم رسید" کا تعلق صرف
ہجر سے تھا لیکن اب وصل بھی یونہی نصیب ہوتا ہے یہ خدا کی دین نہیں،
سائنس کی برکت ہے — ویڈیو ریڈیو، ٹیلی ویژن اکس کس سے بچئے گا
اور پھر تصور اکہ

آنکھ کی سد ہوا کو ہے جاناں پیدا

اس سے کہاں مفر
دیکھئے اب بھی سویرا ہے، مان جائیے ورنہ اس سے کیا فائدہ کہ سر بازار
آپ کا دامن میرے ہاتھ میں ہو اور لڑکے تالیاں بجائیں!

بندہ نواز مجھے سخت افسوس ہے کہ اس وقت تک تعمیل ارشاد نہ کرسکا
اور آئندہ بھی بظاہر کوئی توقع نہیں۔ سبب دریافت نہ فرمائیے، کیونکہ آپ میری
نااہلی کا عذر سنیں گے نہیں اور میں عدیم الفرصتی کا لایعنی بہانہ کر کے وقت
ٹالنا مناسب نہیں سمجھتا۔

میں پھر عرض کروں گا کہ جب مجھ سے بہتر آدمی اس کام کے لئے مل سکتے
ہیں تو مجھے شرمندہ کرنے پر آپ کو اسقدر اصرار کیوں ہے؟ علاوہ اس کے
"تحسین ناشناس" کی یوں بھی کوئی قیمت نہیں
مسودہ واپس کرنے کی اجازت دیجئے۔

بہاری رسد از موجِ گل کمند فروش

دو مہینے کی زہرہ گداز اور دماغ پاش گرمی کے بعد "ہوائے برشکالی" کیا آئی کہ "جامِ سفالی" یاد آگیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ در ساغر کشانِ محفلِ شوق" میں تم کہاں؟

"آجاؤ جو تم کو آنا ہے، ایسے میں ابھی شاداب ہیں ہم"

جی ہاں، وہ یہاں سے چلے گئے اور سب کچھ اپنے ساتھ لے گئے آسمان و زمین، در و دیوار سب۔ تبا یئے کیا کروں۔

آپ اگر مکر نہ جائیں، تو وہ وعدہ آپ کو یاد دلاؤں جو، اب سے ایک سال پہلے آپ نے کیا تھا۔ اب وقت اس کے ایفا کا ہے۔ آپ فرمائیں گے میں کیا کر سکتا ہوں، میں کہوں گا آپ کیا نہیں کر سکتے۔ سوچئے شاید یاد آجائے۔

اگر یہ معلوم ہو جائے کہ آپ آج کل باہر نہیں ہیں، تو خود حاضر ہو کر رُو در رُو گفتگو کروں، یاد رکھئے میں آپ کو چھوڑنے کا نہیں، اگر مسیحا اچھا نہ کرے، تو مجھے مسیحا کا علاج بھی معلوم ہے!

نگاہیں دیکھئے، کوسئے، ہاں، ہاں،
ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو
"یہ سب سہی، پر ایک نہیں کی نہیں سہی!"

میں پوچھتا ہوں کہ تم نے یہ ذکر چھیڑا ہی کیوں ؟ اس کے جواب میں تم ہزارہا تاویلیں کرو گے، لیکن دل کی "محوری" کا ذکر نہ کرو گے۔ تم خود چاہتے ہو کہ کوئی بہانہ پیدا ہو اور "داستان زلف عنبر بار دوست" چھڑ جائے،
اچھا، اگر مقصود یہی ہے تو، سراپا سن لو۔

جلوہ گر سے آمد سنتارہ رتن رتمتال وسے انگارہ
رنگ گل، آئینہ دیدار او موج پری جوہر رفتار او
جلوہ حسن رعنا رتن رہے چشمۂ کوثر محیطش سے

اس تیر سا ہوس ہوا ؟ — جاؤ ـ یہ یاد رہاں کر سو رہو

قبلہ، رحمت تو ہوگی، لیکن اپنے کسی شاگرد سے کہہ دیجئے کہ ملا ل مرحوم کے تمام دواوین کتابخانہ سے نکال کر میرے پاس بھیجدے واپس کر دینے کا ذمہ دار ہوں لیکن تاریخ متعین نہیں کر سکتا دوسری بات یہ کہ جو تراشے آپ کے پاس محفوظ ہیں، وہ بھی بھیجدیئے کیوں نہ آپ یہ خدمت مجھ سے لیں حلال کا حق آپ پر آپ کا مجھ پر فرض ہی کیا ہے ؟ یقیناً آپ سے بہتر اس خدمت کو انجام دینے والا کوئی نہیں، لیکن آپ کے پاس وقت کہاں ؟ کب تک انتظار کروں ؟

کیا پوچھتے ہو کیا عالم ہے ؟

آجائیں، ایک ٹھکانا ہیں۔ ہم ان کے لئے ڈھونڈھ لیا ہے "خرما" اور "ثواب" دونوں کا ٹھکانا۔

حضرت۔ آپ میری اتنی ستائش نہ کیجئے کہ مجھے خود اپنے آپ سے شرم آنے لگے۔ کہاں وہ، کہاں میں، ذرہ و آفتاب کی بھی تو نسبت نہیں وہاں یہ عالم کہ

بادہ بیدار ندو بہ ساغر نکنند

یہاں یہ رنگ کہ

گریہ کنم تا جرعۂ تر کنم

آپ ہی فرمائیے کہ یہ "نسبت یکرنگی" ہے یا "تضادِ دورنگی"!

میں خود آپ سے ملنے کے لئے بیتاب ہوں، ایک زمانہ سے شرف ملازمت حاصل نہیں ہوا، لیکن اس کا کیا علاج کہ آپ "قطب" ہونے کی وجہ سے اپنی جگہ نہیں چھوڑ سکتے اور میں اپنی "شکستہ پائی" سے مجبور رہوں۔ بہرحال اب تو زندگی اسی طرح بسر ہو رہی ہے کہ

مائیم و جبہۂ و سجودِ رضائے دوست

اگر اسی طرح ختم ہو جائے، تو سودا بُرا نہیں!

بجا ہے، یہ لن ترانیاں اسی وقت تک ہیں، جب تک وہ "زخشک آفتاب بالائے بام" نہیں آیا۔ اسکے بعد میں جانتا ہوں کہ تم کیا کرو گے اور کیا کہو گے۔

"خورشید" کو،

ہر چند میں جانتا ہوں کہ اس نوع کی غلط فہمیاں خودستائی اور تعلّی پسندی کا
لازمی نتیجہ ہوا کرتی ہیں لیکن آپ میں شاید یہ عیب اس حد تک تو نہیں کہ سیاہ و
سفید کی تمیز باقی نہ رہے۔

معاف فرمائیے، اگر آپ کا حافظہ آتا تو کبھی اس مسئلہ میں آپ کو لکھنے والا تھا
کیونکہ سوال میرے آپ کے تعلقات کا نہیں، بلکہ اسکی زندگی کا ہے جسے میں نے
برسوں گود میں کھلایا ہے اور جس کے درد دکھ کے بیان سے مجھے واقعی سخت
تکلیف ہوتی ہے۔

اگر آپ ایسی زندگی میں جائداد کی تقسیم مناسب نہیں سمجھتے تو "وقف
علی الاولاد" میں کیا حرج ہے۔ یہ نوچ کھسوٹ کسی طرح ختم تو ہو، اب نہ سہی
کچھ دن بعد سہی،

چھوڑو اس ذکر کو

پتہ پتہ، بوٹا بوٹا، حال ہمارا جانے ہے

تم نہیں جانتے تو نہ جانو،

اچھا ہوا تمہارا تبادلہ وہاں سے ہوگیا، لیکن نہیں کیا دمشق میں قحط سالی
ہو یا نہ ہو، لیکن تمہاری "فراموشکاری" تو بہرحال قایم رہتا ہی ہے
تمہارے "گیسودراز" آجکل کہاں ہیں اگر وہاں ہوں تو کہہ دو کہ یہاں

کوئی تعویذ۔ کوئی گنڈا کوئی فلیتہ!

آپ لوگ تو ادنیٰ توجہ سے انسان کی صورت و شکل بھی بدل دیتے ہیں، احمق بنا دینا کیا مشکل ہے۔ باور کیجئے، میں خود اس عقل سے بہت بیزار ہوں، یار۔ اب آپ کی تحریر سے کچھ امید ہوئی ہے، شاید سودا اچھا ہو جائے!

ٹوٹی دریا کی کلائی زلف الجھی بام میں
مورچہ مخمل میں دیکھا آدمی بادام میں

مکرمی۔ بالکل بجا فرمایا۔ واقعی ذمہ داری کا احساس بڑی سخت چیز ہے، لیکن شاید اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ذمہ داری کی نوعیت بھی سمجھ لی جائے۔ لیکن آپ کے سامنے وہ ہے، یہ نہیں!

اس میں شک نہیں کہ "غیر مشروط" رحم و کرم کا بڑا مرتبہ ہے، لیکن شاید اتنا بڑا کہ انسانی تمدن اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔ خدا ہی اسکو نباہ سکتا ہے، کیونکہ اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

انسانی ذمہ داریاں باہر سے شروع ہو کر گھر کی طرف آتی ہیں، یا گھر سے شروع ہو کر باہر کی طرف جاتی ہیں، اس کا فیصلہ اجتماعی حیثیت سے ناممکن ہے۔ یہ بالکل انفرادی حالات سے متعلق ہے اور کوئی کلیہ یا ضابطہ اس کا نہیں بنایا جا سکتا، لیکن پیش نظر صورت میں آپ کی الجھنیں یقیناً آپ کے اسی غلط فیصلہ کا نتیجہ ہیں جس میں پہلے "درویش" کو جگہ دی گئی ہے اور پھر

نہں دعوی کیا گیا ہے
کہکشاں کے وجود کو سیاروں کے تصادم کا نتیجہ سمجھنا انتہائی کم فہمی ہے
کہکشاں تو ستاروں کے جھرمٹ یا اجتماع کا نتیجہ ہے نہ کہ تصادم کا۔ سیاروں
کا تصادم تحریب ہے نہ کہ تعمیر۔ اس لئے یہ شعر لفظی و معنوی دونوں حیثیتوں سے
بالکل بے معنی ہے۔ اگر اس شعر کو یوں کہا جائے

کشش کیا ہو گئی برسے تماکے ستاروں کی
تجاذب ہی سے ہے حسن عروس کہکشاں پیدا

تو تعبیر کی غلطی بیشک دور ہو جائے گی لیکن کوئی خاص بات پھر بھی پیدا نہ ہوگی

ماحسن مشفق، پیدنامہ کا شکریہ۔ لیکن اس کے حقیقی احترام کے لئے
"عطاری و سنائی" کہاں سے پیدا کروں!
ماشاءاللہ، کیا کیا باتیں پیدا کی ہیں اور کتاب کی کیسی عجیب و غریب راہیں
دکھائی ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تو بتائیے کہ ان باتوں کے سمجھنے کے لئے
آپ کا سا دماغ کہاں سے لاؤں؟
پہلے کامل چوتھائی صدی تک شام کو دعائے گنج العرش اور صبح کو
"دلائل الخیرات" کا ورد کر لوں تو آپ کی ہمسری کا دعویٰ کروں، لیکن اتنی عمر
اب کہاں؟
اگر کوئی اور آسان ترکیب دماغ خالی کرنے کی آپ کو معلوم ہو تو وہ بتائیے

ضروری ہو تو کم از کم "وصل محبوب" کے لئے تو یقیناً ضروری نہیں پھر جو اصل مدعا بغیر ان جھگڑوں کے حاصل ہو سکتا ہے تو وہ کیوں اپنا دامن اس خارزار میں الجھاتے ہیں۔ "چیں کی غبی بجائے" کا نام شاعری نہیں ہے!

مکرمی،

مری امید کے دھندلے ستارے منجمد کیوں ہیں
تصادم سے ہوئی ہے جب عروسِ کہکشاں پیدا

یہ شعر چاہے (بقول آپ کے) کتنے ہی بڑے "علامۂ دہر" اور "استاد العصر" کا ہو لیکن ہے بالکل مہمل، اول تو انجماد اور منجمد دونوں غلط لفظ ہیں، عربی میں اس مادے سے انفعال کے وزن پر اشتقاق دیکھا نہیں گیا، لیکن اگر اسے صرف اسلئے صحیح سمجھ لیا جائے کہ اردو میں رائج ہو گیا ہے، تو معنے اس کے وہی ہیں جو لفظ جامد کے ہیں، یعنی جمی ہوئی، یا غیر متحرک چیز

پہلے مصرعہ میں شاعر "امید" کے دھندلے ستاروں کے منجمد ہو جانے پر حیرت یا طعن کرتا ہے۔ اول تو دھندلے کا لفظ بالکل بیکار ہے اور یہاں کوئی معنی نہیں دیتا، دوسرے یہ کہ ستارے جامد و مشتعل دونوں حالتوں میں ساکن نہیں ہیں بلکہ گردش کر رہے ہیں اس لئے شاعر نے جس معنے میں منجمد کا لفظ استعمال کیا ہے وہ صحیح نہیں لیکن اگر ان تمام مہملات کو صحیح فرض کر لیا جائے تو بھی دوسرے مصرعہ سے اسکا کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اس میں پہلے مصرعہ سے زیادہ

وسعت تو وہی ہے، لیکن ایسی گرت ہی کچھ ڈھیلی پڑتی جارہی ہے سچ بتایئے
رہی کی یہی وجہ تو نہیں؟
ہر چند یہ جانتا ہوں کہ اگر آپ نے بھی اس کی تصدیق کر دی تو سوائے زہر
کھا لینے کے اور کوئی چارہ نہیں لیکن جدا جانے کیوں اس بات کا بھی یقین ہے
کہ آپ جھوٹ بول کر میری جان لیں گے آہ،

دل وصد آرزوئے خام بدل
یار خیدین قریب و من تنہا

سدہ ۱۰ار، اگر شاعری وہی ہے جو آپ کے دوست کرتے ہیں تو
لرزتا ہے مرا دل زحمت مہر درخشاں پر
یعنی اُن سے زیادہ مجھے آپ پر رحم آتا ہے
ایک مہمل گو شاعر کی سب سے بڑی جائے پناہ "تصوف" ہے لیکن اس
غریب کے کلام میں یہ بھی نہیں پھر آپ ہی بتایئے کہ لکھوں تو کیا لکھوں آپکی
ہر جراءت میرے لئے فرمان سہی لیکن "امتثال امر" کا تعلق انسان کے
"تاب و تواں" سے بھی تو ہے اور جب یہی جواب دیدے تو کوئی کیا کرسکتا ہے
میری رائے میں تمام مسودہ کو دریا برد کیجئے اور ان سے کہئے کہ دیسا ہیں
غیر شاعر" رہ کر جینا "شاعر" رہ کر جینے سے زیادہ پُر لطف ہے یہ ان سے کس نے
کہدیا کہ "عاشق" ہونے کے لئے شعر کہنا ضروری ہے اور اگر "عاشق" بنکر

ضروری ہو تو کم از کم "وصل محبوب" کے لئے تو یقیناً ضروری نہیں پھر جب اصل مدعا بغیر ان جھگڑوں کے حاصل ہو سکتا ہے تو وہ کیوں اپنا دامن اس خار زار میں الجھاتے ہیں۔ "چین کی نسبی بجائے" کا نام شاعری نہیں ہے!

مکرمی،

مری امید کے دھندلے ستارے منجمد کیوں ہیں
تصادم سے ہوئی ہے جب عروس کہکشاں پیدا

یہ شعر چاہے (بقول آپ کے) کتنے ہی بڑے "علامۂ دہر" اور "استاد العصر" کا ہو لیکن ہے بالکل مہمل، اول تو انجماد اور منجمد دونوں غلط لفظ ہیں، عربی میں اس مادہ سے انفعال کے وزن پر اشتقاق دیکھا نہیں گیا، لیکن اگر اسے صرف اسلئے صحیح سمجھ لیا جائے کہ اردو میں رائج ہو گیا ہے، تو معنے اس کے وہی ہیں جو لفظ جامد کے ہیں، یعنی جمی ہوئی، یا غیر متحرک چیز

پہلے مصرعہ میں شاعر "امید" کے دھندلے ستاروں کے منجمد ہو جانے پر حیرت یا طعن کرتا ہے۔ اول تو دھندلے کا لفظ بالکل بیکار ہے اور یہاں کوئی معنی نہیں دیتا، دوسرے یہ کہ ستارے جامد و مشتعل دونوں حالتوں میں ساکن نہیں ہیں بلکہ گردش کر رہے ہیں، اس لئے شاعر نے جس معنے میں منجمد کا لفظ استعمال کیا ہے وہ صحیح نہیں لیکن اگر ان تمام مہملات کو صحیح فرض کر لیا جائے تو بھی دوسرے مصرعہ سے اسکا کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اس میں پہلے مصرعہ سے زیادہ

وسعت تو وہی ہے، لیکن ایسی گرت ہی کچھ ڈھیلی پڑتی جارہی ہے سچ بتایئے
مزاجی کی یہی وجہ تو نہیں؟

ہرچند یہ جانتا ہوں کہ اگر آپ نے بھی اس کی تصدیق کر دی تو سوائے زہر
کھا لینے کے اور کوئی چارہ نہیں لیکن خدا جانے کیوں اس بات کا بھی یقین ہے
کہ آپ جھوٹ بول کر میری جان لیں گے آہ!

دل و صد آرزوئے خام بدل
یار چندیں قریب و من تنہا

سدہ وار، اگر شاعری وہی ہے جو آپ کے دوست کرتے ہیں تو
لرزتا ہے مرا دل زحمت مہر درخشاں پر
یعنی اُس سے زیادہ مجھے آپ پر رحم آتا ہے

ایک جہل گو شاعر کی سب سے بڑی جائے پناہ "تصوف" ہے لیکن اس
غریب کے کلام میں یہ بھی نہیں پھر آپ ہی بتایئے کہ لکھوں تو کیا لکھوں۔ آپکی
ہر خواہش میرے لئے فرمان نہیں لیکن "امتثال امر" کا تعلق انسان کے
"تاب و تواں" سے بھی تو ہے اور جب یہی جواب دیدے تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔
میری رائے میں تمام مسودہ کو دریا برد کیجئے اور ان سے کہئے کہ دنیا میں
"غیر شاعر" رہ کر جینا "شاعر" رہ کر جینے سے زیادہ پُرلطف ہے یہ ان سے کس نے
کہدیا کہ "عاشق" ہونے کے لئے شعر کہنا ضروری ہے اور اگر "عاشق" بن کر

وہ "تن بخشن" وہ "جو چلے" کہ کیا حیدر رجان۔ اور کا لکاد ستی ہوں گے،
خدا کی شان ہے کہ فطرت یہ، اور قسمت وہ!
آپ بھی عجیب شخص ہیں میں کہتا ہوں آپ نے انتخاب صحیح نہیں کیا، آپ فرماتے ہیں، دیکھا جائے گا، میں عرض کرتا ہوں کہ یہ کام ان کے بس کا نہیں، آپ کہتے ہیں۔

یکسرہ مرز آبگینہ و ساغر برآورم

بہتر ہے، آپ وہی کیجیے جو نہ کرنا چاہیے، لیکن اخیر میں مجھ پر الزام نہ رکھیے گا، سوئی کا کام آپ پھاوڑے سے لینا چاہتے ہیں، تو لیجیے، لیکن اپنی ذمہ داری پر

آپ کی رنجشیں تو بارہا دیکھی ہیں

"پر کچھ اب کے سرگرانی اور ہے" میری طرف سے تو آپ کو ہمیشہ کوئی نہ کوئی سبب بہم ہو جانے کا ملا اور آپ نے اسے ٹال دیا، لیکن اب آپ کی "خوئے عفو و درگزر" میں یہ تبدیلی کیوں ہو گئی، یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی یعنی "بے سبب آزار" تو میں آپ کو کہہ نہیں سکتا۔ لیکن "آبروئے رنجش" "کیفیت" سے جو بے اعتمادی دل میں پیدا ہو رہی ہے، اس پر اپنے تئیں ملامت کرنے کو ضرور جی چاہتا ہے۔ پھر ایسی صورت میں "ساقی کوثر" کا فتویٰ کیسا ہونا چاہیے؟ اسے آپ ہی سمجھیے اور آپ ہی بتائیے۔

کچھ دنوں سے اک نیا وہم دل میں یہ پیدا ہو رہا ہے کہ "دامن یار" کی

کہتا ہے ۔

تو و صد موج گوہر تکیں   مں و یک اشک اصطراب فروش

آپ نے دیکھا کہ اس میں ہلکا سا مفہوم تحقیر و طنز کا پوشیدہ ہے لیکن ذیل کے شعر میں محض مساوات کا رنگ ہے ۔

سایہ پرورد جلوۂ یارم   خاک ماگیر و آفتاب فروش

آپ نے جو کلام بھیجا ہے' اس میں آخر جگہ فروش کا استعمال غلط کیا گیا ہے لیکن آپ کیوں اس الجھن میں پڑیں لکھ دیجئے

عزتے گل کس و گلاب فروش

آپ نے بھی کس کا ذکر کیا ۔۔۔ اُن کا کیا ہے

وہ جسے چاہتے ہیں اپنا سا لیتے ہیں

مجھے بتائیے میں کیا کروں   ہیں ؟

کار دردہر بیداری وطن نیست ،

بہر حال اگر کامیابی کی صورت وہی ہے ، جو آپ نے بیان کی تو ما شاء اللہ ، لیکن اگر کوئی اور طریقہ ممکن ہے تو لکھئے ۔۔۔ اور لکھا کیسا ! اسے اختیار کیجئے اور انجام تک پہونچائیے

دُردانہ کے میاں یہاں آئے تھے ، ماشاءاللہ کیا کہنا !

تو کوئی کر رہے جو دیر سجدہ بھی

خیال اچھوتا، زبان دلکش، انداز بیان پیارا لیکن قصور معاف، روح کا
کہیں پتہ نہیں! آپ پوچھیں گے کہ روح کیا، اور میں اسکا کوئی جواب نہ
دے سکوں گا۔

آپ نے بعض لوگوں کو دیکھا ہوگا کہ ناک، کان، آنکھ، لب سب اپنی اپنی
جگہ نہایت اچھے ہیں اور نقش بھی برا نہیں، لیکن خدا جانے نگاہ کیوں نہیں
جچتی۔ بس یہی "خدا جانے" والی چیز آپ کے مقالہ میں نہیں ہے۔

آپ نے اگر میری آزاد رائے دریافت نہ کی ہوتی تو شاید میں یہ جرات
نہ کرتا اور اب بھی بہت ڈرتے ڈرتے لکھ رہا ہوں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا
ہوں کہ جو باتیں میں نے کہی ہیں اس کے سمجھنے والے بہت کم ہیں، آپ ضرور
شائع کرائیے، دنیا ضرور داد دے گی۔

مکرمی۔ جی ہاں، میں نے فروش والے اشعار دونوں حضرات کے دیکھے
ان میں سے ایک تو خیر معذور ہیں کہ انھوں نے فارسی پڑھی ہی نہیں لیکن
دوسرے اس کے مدعی ہیں اور ان پر ضرور حیرت ہے، آپ کی رائے سے میں
بالکل متفق ہوں فارسی میں اس لفظ کا استعمال ایک تو بالکل لغوی معنے
میں ہوتا ہے جسے ہر شخص جانتا ہے، لیکن دوسرا استعمال ذرا مشکل ہے کیونکہ
اس میں زیادہ تر مجازی رنگ ہوتا ہے اور وہ بھی کبھی طنز کا رنگ لئے ہوئے اور
کبھی فخر و مباہات کا جس کو یہ "حقیقی" شاعری کرنے والے کم سمجھتے ہیں۔ بیدل

اس کے ؟ تھوڑی دیر کے لیے میں بھی مدعو ہو جاؤں اور آپ بھی تیوریاں چڑھا کر منہ پھیر لیں، کوئی تعجب کی بات نہیں ـــ خیر،
ہاں، تو فرمائیے آپ مسوری کب جا رہی ہیں، اور ۔ ہاں آپ کیا کریں گی؛ وہی کروشیا کی سلائی اور وہی کسی طرف ۔ دیکھتے ہوئے انگلیوں کی مسلسل حرکت ایسی وہی !

تو اد رسوئے غیر لطرہائے تیر تیرا
سچ کہتا ہوں آپ کی اس کروشیا نے اتنا ستایا ہے کہ شاید ہی کوئی رقیب مجھے اتنا دُکھ دیتا، اگر میرے آپ کے تعلقات میں واقعی کسی رقیب کا گذر ہو سکتا آپ پہلی مرتبہ مسوری جا رہی ہیں، آپ کو معلوم نہیں وہاں جب کالے کالے بادلوں میں سُرخ سُرخ ڈیلیا پھولتا ہے، تو یہ کاک ٹیل ، دماغ انسانی پر کیا اثر کرتی ہے مجھ پر اول اول جو اثر ہوا تھا، اس کو میں اگر بیان کروں بھی تو آپ کو اعتبار نہ آئے گا اور اعتبار آ بھی جائے تو زباں سے کبھی اسکا ذکر نہ کریں گی، اس لئے کہنا فضول ہے۔
آپ کی اس ' دعوت آب وہوا " کو میں ضرور قبول کرتا، اگر میں یہ جانتا کہ " موسم " سازگار ہے

خدا حافظ!

مکرمی ۔ آپ کے مقالہ کو کئی بار پڑھا اور ہر بار بہت غور سے پڑھا۔

ہوں، اور "تذبذب" میں زندگی بسر کرنا میرے امکان ہی نہیں۔ بہرحال آپ جس حد تک کوشش کر سکتے ہوں کیجئے اور نتیجہ سے مطلع فرمایئے۔ لیکن اگر آپ کچھ نہ کر سکتے ہوں تو بھی صاف صاف کہہ دیجئے، میں مایوسی و ناکامی سے ڈرنے والا انسان نہیں۔

محترمہ۔ اس دوران میں آپ کے دو خط مجھے ملے اور اس قدر جلد جلد کہ میں کچھ بدحواس سا ہو گیا۔ بدحواسی صرف اس لئے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو دیکھنا کیسا، سننے کی بھی تاب نہیں لا سکتے!

یقیناً وہ زمانہ مجھے یاد ہے جب آپ یہاں "مردانہ عزم وثبات" کی زندگی بسر کر رہی تھیں اور میں آپ کی "مرد شکن" نسائیت کو دیکھ دیکھ کر کبھی کبھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ کیا ایک عورت کے لئے اس سے زیادہ عذاب ممکن ہے لیکن خیر، شکر ہے یہ زمانہ جلد ختم ہو گیا اور آپ اس "اعصابی کشاکش" سے آزاد ہو گئی ہیں۔

اس کے بعد جب دہلی سے آپ کا خط آیا تو میں پھر یک گونہ متردد ہو گیا کیونکہ آپ نے خود اس بات کو چھیڑا تھا، جس کے جواب میں، ایک بار میں آپ کے "پُرحقارت تبسم" کا منظر دیکھ چکا تھا۔ یاد نہیں میں نے آپ کو کیا جواب دیا، لیکن اتنا ضرور یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آپ کے ارادہ کی مخالفت نہ کی ہوگی بہرحال وہ تو جو کچھ ہونا تھا، ہو چکا، اب ماضی کی داستان دُہرانا، سوائے

آپ اور مجھے یاد فرمائیں الیکن اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ آپ یاد فرمائیں اور میں اس کا شکریہ ادا کروں ادیا میں کسی پر احسان کرنا تساد شوار ہیں تھا اعتراف احسان آپ کے لئے ان اداؤں کی کمی ہیں اور میں جان صرف ایک ہی بار دے سکتا ہوں

رجاک سینہ آہے می نویسم	کتام حرف ماہے می نویسم
محبت نامہ یر دارست امرور	تہرزرگ کاہے می نویسم

حضرت المکرم۔ عطوفت نامہ ہونچا اور اسوقت کہ اگر دو ایک دن اور انتظار کرنا پڑتا تو شاید میں نہ ہوتا اس سے اسی احتیاج وضرورت کا اظہار مراد نہیں بلکہ آپ کی چارہ سازیوں کی اہمیت کا اعتراف مقصود ہے

یہ آپ نے سچ فرمایا کہ عدو بھی سب۔ خیر ہوجاتا ہے اگر خدا چاہے لیکن یہ آخری شرط ہی تو بڑی کٹھن ہے مجھے عدو کی طرف سے اتنا اندیشہ نہیں، جتنا اس سے کہ خدا کیوں چاہنے لگا

میری خواہش تو یہ تھی کہ آپ خود اپنی سعی وتدبیر پر اعتماد کرکے مجھے کسی بات کا یقین دلاتے، لیکن آپ نے پھر معاملہ کو خدا پر چھوڑ دیا اور خدا کا تصور میرے ذہن میں اتنا ملند ہے کہ اگر میں اپنی رسائی اس تک ممکن سمجھ لوں تو اسکے معنے یہ ہیں کہ میں نے خدا کے وجود کو محال تسلیم کرلیا، دراںحالیکہ وہ واجب الوجود ہے آپ کو شاید یہ بات پسند نہ آئے، لیکن کیا کروں اپنی فطرت سے مجبور

اللہ اللہ! وہ یاد فرمائیں اور میں کچھ نہ کہوں، وہ میرا ذکر کریں اور میں اپنے آپ میں رہوں!

شاد باش اے دل کہ آخر عقدہ ات وا می شود
قطرۂ ما می رسد جائے کہ دریا می شود

تسلیم غائبانہ پہونچا دیجئے اور کہہ دیجئے کہ گو میرا قافلۂ دل، جرس سے خالی ہے لیکن خدمت فریاد بجالانے کی تمنا سے خالی نہیں۔

با ہمہ کلفت دوری بہ ہمیں خورسندیم
کہ در آئینۂ ما حسرت دیدار ہست

بندہ نواز، محبت کی نگاہ بھی الگ ہوتی ہے اور زبان بھی، پھر میں کیونکر یقین کروں کہ آپ کو میرے ساتھ لاگ نہیں، لگاؤ ہے؟ آپ یہاں ہوں تو ملیں نہیں، وہاں ہوں، تو کسی سے پوچھیں نہیں، اور پھر اصرار یہ کہ آپ کی محبت کا اعتراف بھی کروں!

خدارا، آپ ہی انصاف فرمایئے کہ اس "شیوۂ ترکانہ" کو کیا سمجھوں اور کس امید پر بارگاہِ گرامی میں شرف ملازمت رکھنے کا دعویٰ کروں؟

با کہ ایں ذرہ سنجم آبرو بے اعتبار
آنقدر ہیچم کہ از خود شرمسارم کردہ اند

سے مشکل سے، لیکن رائے دینے میں اسقدر الجھاؤ کا اندیشہ کبھی نہ تھا۔
آپ کو شاید معلوم نہیں کہ "احتیاط" اور "دھوکے" میں تھوڑا ہی سا
فرق ہے۔ براہ کرم میرے پچھلے خط کو پھر پڑھئے اور پھر اسکا جواب دیجئے

آپ بھی عجیب چیز ہیں۔ "لب لعل وخط رنگاری" کی فکر تو اتنی لیکن "کاروبار
دلداری" میں جو اور ہزاروں بکھیڑے پوشیدہ ہیں ان کی خبر نہیں۔ انسان یونہی
ہر وقت اپنے آپ کو دھوکا دیتا رہتا ہے لیکن عورت اور مذہب کے نام میں
اس کا دھوکا ایک مستقل فتنہ ہے کوئی ان میں سے کسی ایک میں مبتلا ہوگا لیکن
آپ ماشاء اللہ دونوں کے مارے ہوئے ہیں۔ تہجد سے لیکر عشاء کے آخری
تشہد تک آپ کو انسانیت میں آنے کی ایک لمحہ فرصت نہیں۔ اخدار حم کرے!
نصیحت کا مجھے حق نہیں، ہمدردی کی آپ کو ضرورت نہیں۔ پھر اسکا ذکر
مجھ سے بار بار کیوں؟ شاید اس لئے کہ میں آپ کی اس زندگی سے لطف اٹھاؤں!
لیکن غالباً آپ کو معلوم نہیں کہ

ستیم را سو و نعمہ و صہا ساماں ا

جب بے سروسامانی اس حد تک پہونچ جائے کہ "دعوت رنگ و نوا"
سے میوا نیاں اور ڑجنے لگیں تو پھر سوائے فاتحہ پڑھ دینے کے اور کیا چارہ
ہے۔ غالب کا ایک شعر سنئے:-

خط بر ہستی عالم کشیدیم از مژہ بستن ز خود رفتیم و باہم خویشتن بُردیم دُنیا را

نہیں، دوسرے یہ کہ حسن کا تعلق صرف "محالات" سے ہے۔ یعنی اچھے سے اچھے انسان کی طرف سے بھی ہر وقت بد تمیزی کی توقع رکھنا چاہیے۔ اور حسن نام ہے صرف "عدم دسترس" کا۔ اب آپ نے "قامت دوست" سے ان دونوں کا یقین دلایا۔ بہرحال آپ انسان کامل بنیں یا نہ بنیں، لیکن یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تصدق ہونے کے لئے "قامت دوست" کا سایہ آپ کو ایکبار ضرور میسر ہو جائے۔

خدا آپ کو صحیح وسلامت رکھے، کہ اس بیسویں صدی میں قیس و فرہاد کا نام آپ ہی کے دم سے زندہ ہے، ورنہ یوں تو دنیا میں آپ کی طرح بہت بے فکرے نظر آتے ہیں لیکن "عشق" کا سلیقہ کسی کو حاصل نہیں۔

یہ آپ نے خوب لکھا کہ "آزمایش شرط ہے" یہ اشتہار والی ذہنیت آپ میں کیونکر پیدا ہو گئی۔ آپ کو معلوم ہے میں مرحوم کی اخبار نویسی کو صرف اس لئے پسند نہیں کرتا تھا کہ وہ "انتقال" کے ساتھ "پر ملال" اور "حضور" کیساتھ "فیض گنجور" ضرور لکھتے تھے اور اپنے اخبار میں اشتہارات حاصل کرنے کیلئے اس فقرہ کے علاوہ کبھی کچھ نہیں لکھا کہ "اس میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے"!

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ معاملۂ خاص میں کہاں تک ان پر اعتماد کیا جائے، آپ فرماتے ہیں "آزمایش شرط ہے" معقول! اس کے بعد یہ بھی کیوں نہ لکھ دیا کہ "فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس"

یہ تو میں جانتا تھا کہ معاملہ کو معاملہ کی طرح طے کرنا آپ کی ضعیف قوت ارادی

خدا سلسلے میں ایسا وقت ضایع کرتا رہا لیکن اب عقل آئی ہے اور وہ انسان مانا جاتا ہے جو الٰہی تیر میں قدرتی آسانی تھی کہ جو چیز سمجھ میں نہ آئی اس کو خدا ٹھہرا دیا، لیکن انسان تو وہی چیز مان سکتی ہے جو سمجھ میں آجائے، پھر سمجھ جتنی زیادہ بڑھتی جائے گی اتنا ہی بہتر انسان مانا جائے گا یہاں تک کہ خدا کا وجود جو اس وقت کائنات میں صرف بادل کے چھوٹے سے ٹکڑے کی طرح نظر آرہا ہے وہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے گا اور انسانیت کامل پہلی مرتبہ صحیح معنے میں آزادی کی سانس لے گی۔

سنا آپ نے یہ ہے آجکل کی روداد یہ ہے زمانہ کا رجحان، پھر کیا آپ اسکا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں؟

اس میں شک نہیں انسانیت سخت مصیبت میں مبتلا ہے، لیکن اسکا درد ابھی حد سے نہیں گزرا کہ دوا ہوجائے فی الحال تو اسے اسی طرح تڑپنا ہے اور ہم کو آپ کو بھی، کیونکہ شاید ہم لوگ اس مرتبہ کے نہیں کہ مرتبے دار تک پہونچنے کی جرأت کر سکیں۔

"تو اور طوبیٰ وما و قامت دوست" کا ارشاد ہوا اس سے عالم طوبیٰ ہی کو فخر حاصل نہ ہوگا "قامت دوست" کا مرتبہ اس سے کہیں بلند ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر انسان اس قدر وجود غلط نہ ہو تو دنیا ویران ہو جائے۔

دو باتیں عرصہ سے سنتا چلا آتا تھا ایک یہ کہ دنیا کا کوئی انسان پورا انسان

زمانہ کہلاتا ہے۔

معاف فرمایئے آپ نے زمانہ کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا۔ دنیا کے عام رجحان کا نام زمانہ ہے اس رَو کا نام زمانہ ہے کہ اس کا ساتھ نہ دیجئے تو مصائب کا مقابلہ کیجئے۔ مثلاً ایک زمانہ تھا جب حکومت مذہب کی تھی اور عقل سے کام لینا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ لوگوں نے عقل سے کام لیا اور مصائب جھیلے۔ اسی طرح اب زمانہ ہے سرمایہ داری کا لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہم اس کا ساتھ دیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہم غلامی یا ذلت و افلاس کے اس قدر عادی ہو جائیں کہ ہمارے احساس کو کوئی تکلیف نہ ہو لیکن جن میں غیرت و خودداری ہے وہ ہمیشہ اس کا مقابلہ کریں گے اور پامال ہوتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ دنیا میں سوشلزم کا زمانہ آجائے۔ میں نہیں کہتا کہ سوشلزم انسانیت کا انتہائی مقصد ہے لیکن مدعا تو یہ ظاہر کرنا ہے کہ زمانہ کا مفہوم زیادہ وسیع قرار دیجئے اور اسکی مخالفت کو گناہ سمجھئے۔

انسان ایک حال پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر دنیا فردوس ہو جائے تو بھی ایک ایک دن وہ اسے جہنم میں ڈال کر باہر نکل آئے گا۔ انسان کے ابتدائی عہد کا حال تو معلوم ہے لیکن اس کا مستقبل کیا ہوگا کسی کو خبر نہیں بندگی کے دور سے گزر کر وہ خدائی کے مرتبہ تک تو فرعون ہی کے زمانہ میں آچکا تھا، لیکن اب وہ خدا بننا بھی اپنی توہین سمجھتا ہے۔ اس سے پوچھئے کہ اس سے زیادہ ارتقا اور کیا ہو سکتا ہے؟ وہ کہتا ہے یہ عہد تاریکی کی باتیں تھیں، یعنی جب انسان جاہل تھا تو

حن کے تو۔ واستغفار" سے آپ اسقدر مرعوب ہیں، ان کے "سجدۂ ریائی" کا
راز دار مجھ سے زیادہ کوئی نہیں آپ تو صرف نشان سجدہ دیکھتے ہیں اور میں انکا
دل دیکھتا ہوں جو اس سے زیادہ بڑے سیاہ داغ کا مالک ہے ا

جی ہاں، میں نے ان کے سب سے بڑے دینی کارنامہ کو دیکھا ہے۔ آپ
اسے تعبیر کرتے ہیں میں اسے "تصنع" کہتا ہوں حیران ہوں کہ آپ کے ذوق سلیم
کو کیا ہو گیا ہے، سچ کہتا ہوں کہ اگر میں چار دن اس شخص کے پاس رہوں تو استغفار
ہو جائے، چہرہ کا تبسم تو دیکھئے گویا جلد کے پیچھے کچھ لہو بھرا ہوا ہے اور بے رونقی کا
تو جیرا کیا پوچھنا معلوم ہوتا ہے کربلا میں خاک اڑ رہی ہے۔

خدا کے لئے بتایئے بعض دینداروں کی صورتیں کیوں مسخ ہو جاتی ہیں۔
آپ کہیں گے یہ "فرط انوار" ہے، میں کہوں گا خدا کی پھٹکار ہے

آپ نے اگر اس خطبہ کے ساتھ خط نہ لکھا ہوتا تو شاید میں بھی اتنی صاف گوئی
سے کام نہ لیتا بہرحال اب بھی وقت ہے کہ آپ اس چیلنج کو واپس لے لیں ورنہ
تو دانی حرف تیشہ واری ا

محترم۔ آپ نے بالکل درست فرمایا کہ زمانہ کا ساتھ نہ دیجئے تو وہ ساتھ
چھوڑ دیتا ہے لیکن میں اس کا موید نہیں، علاوہ اس کے سوال یہ بھی ہے کہ آپ
"زمانہ" کسے کہتے ہیں کیا زمانہ عزیز و اقارب کا نام ہے، محلہ والوں کا نام ہو دوست
احباب کو زمانہ کہتے ہیں محلہ کے نمازیوں کا نام زمانہ ہے، مسجد کا موذن وا نام

میری جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً وہ شکایت بھی کرتا اور آپ سے تلافی بھی چاہتا، لیکن میں آپ کی "بیگانہ وشی" کو بھی محبت و خلوص سمجھتا ہوں اس جرم کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔

چشم خطا نظارہ ندا اپنے دیدہ است...!

بندہ نواز!

آپ وہاں جا تو رہے ہیں لیکن کس اہتمام کے ساتھ؟ اس کی خبر نہیں۔ جس وقت یوسف مصر جا رہے تھے تو کیا وہ جانتے تھے کہ وہاں ایک زلیخا بھی ہے۔ ڈر رہا ہوں کہ مبادا آپ کے سفر کا بھی کچھ ایسا ہی انجام ہو۔ وہ تو خیر پیمبر تھے کہ الزام عائد ہوا تو صفائی میں قمیص کا پچھلا دامن پھٹا ہوا دکھا دیا اور لوگوں نے اسے مان بھی لیا، لیکن آپ اپنی چاک دامانی کو کیونکر چھپائیں گے۔

اگر آپ کو اپنے صبر و ضبط کا امتحان لینا تھا، تو گھر بیٹھے بھی ہو سکتا تھا وہاں جانا ضروری نہ تھا۔ بہرحال وہاں پہونچکر تو خیر کیا، لیکن وہاں سے واپس آنیکے بعد ضرور لکھئے گا کہ آپ کس عنوان سے پہونچے اور کس حال سے واپس آئے۔

جناب والا۔ مکرمت نامہ پہونچا۔ اگر آپ نے یہ نہ لکھا ہوتا کہ جواب کی ضرورت نہیں، تو شاید میں خاموش رہتا۔

آپ کی تنبیہ کا شکریہ، لیکن اسی کے ساتھ آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ

گفتا کہ دلت کجاست؟ گفتم برِ او   پرسید کہ او کجاست؟ گفتم در دل

مطلب یہ کہ دل کا صحیح ٹھکانہ معلوم ہوا تو اس پھیر کُشل کا۔

کچھ کہتا ہوں تو آپ کو تکلیف ہوتی ہے، نہ کہوں تو آپ خاموش نہیں رہتے دیتے، پھر آپ کی تکلیف گوارا، نہ ایسی خاموشی پسند، حیران ہوں کیا کروں کیا نہ کروں،

میں اس سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ مجھے ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور نہ کیجئے اور اب پھر وہی کہتا ہوں لیکن اگر یہ اتہام صرف اس لئے ہے کہ آخر میں یہ الزام میرے ہی سر قائم رہے تو میں اس قربانی کے لئے تیار ہوں لیکن جو کچھ کیجئے اس یقین و اعتراف کے ساتھ کیجئے کہ مجھے آپ سے بالکل اتفاق نہیں ہے

دربار داری کا سلیقہ مجھے کبھی حاصل نہیں ہوا، اس لئے آپ کیوں بار بار اس بات کو چھیڑتے ہیں جس کے متعلق میں اپنی رائے قطعی طور پر ایک بار ظاہر کر چکا ہوں میں آپ کا ہی، لیکن میری رائے تو میری بھی یاد نہیں کسی اور کا کیا ذکر ہے!

حسنِ اگر امی نہ سمجھا یہ آپ نے کیا فرمایا میں اور آپکے عدم التفات کا گلہ مسدا

زعارت چمنِ رہِ بہار منت ہاست -

کہ گل بدستِ تو از شاخ تازہ تر ماند

اس سے زیادہ سیر دگی و فنادگی" اور کیا چاہیئے!

جواب تو خیر بڑی بات ہے مجھ سے تو "ہاں ہاں" بھی مشکل سے کہا جاتا ہے۔ وہ کہہ لیں جو جی میں آئے اور آپ سمجھ لیں جو آپ کی سمجھ میں آئے میری طرف سے سوائے خاموشی کے آپ اور کچھ نہ سنیں گے یہ "عافیت طلبی" نہیں بلکہ میری نااہلی ہے خدا کرے آپ اپنے یقین کی طرف سے شرمندہ نہ ہوں۔

لاحول ولاقوۃ! آپ نے بھی کس کا ذکر کیا۔ وہ جو پیدا ہوا ہے انسانوں میں اور زندگی بسر کرتا ہے حیوانوں کی سی! صرف "جسم ہی جسم" رکھنے والے انسان تو بہت ہیں، لیکن بغیر روح کے انسان کبھی کبھی نظر آجاتے ہیں۔ انھیں میں سے ایک وہ بھی ہیں جن کے آپ اس قدر دلدادہ ہیں۔ مجھے ان سے بہت کم واسطہ پڑا ہے، لیکن انھیں جانتا اچھی طرح ہوں۔

انسان کا انسان نہ ہونا اور اس کا دشمنِ انسانیت ہونا، ان میں بڑا فرق ہے لیکن اس کا کیا علاج کہ آپ اسی کو انسان سمجھتے ہیں جو زندہ چیزوں کو کچلتا ہوا گزر جائے، جو پھولوں کو توڑتا اور مسلتا ہوا نکل جائے، جو خوب ہنسے لیکن صرف اسوقت جب دوسرے مصائب میں مبتلا ہوں۔

میرا یہ خط انھیں سنا دیجئے، لیکن جو کچھ وہ کہیں اسکو مجھ تک نہ پہونچائیے۔

کرمی۔ کیا عرض کروں، کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک رباعی یاد آگئی۔ سنیئے۔

پرسید یکے منزل آں مہر گسل   گفتم کہ دل من است او را منزل

ہاں ہاں جوب جانتا ہوں اور بہت ڈرتا ہوں۔ تم نے دیکھا ہوگا بعض لبوں کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا رہتے ہیں اور ہر وقت مسکراتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن شاید تم یہ جانتے ہوگے کہ یہ قسم ایک قسم کا "زہر جند" ہے اور میں ایسے لوگوں سے بہت خائف رہتا ہوں

تم نے جس کا ذکر کیا ہے اس میں یہ کیفیت بہت زیادہ نمایاں ہے اس لئے میں اس سے بہت زیادہ ڈرتا ہوں یہ درست ہے کہ بعض اوقات انسان خراب چیزوں کی طرف بھی مائل ہوجاتا ہے۔ محض اس لئے کہ وہ حسین ہیں لیکن یہ قدرت کا قانون نہیں بلکہ ہمارے جذبات کی اثر پذیری ہے اسکی عمر بھی کم اور نتیجہ بھی خطرناک!

بہرحال وہ تو جو کچھ ہونا تھا ہوچکا میں اسی کو غنیمت سمجھوں گا اگر تلخیاں جلد شروع ہوں مجھ سے داد نہ چاہو کیوں اپنے لطف کو غارت کروگے۔

جناب آپ نے بالکل درست فرمایا کہ انھوں نے میرے متعلق آپ سے جو کچھ زیادہ کم از کم آپ کے لئے ضرور اطمینان بخش ہے لیکن آپ اس بارہ میں مجھ سے کچھ نہ پوچھئے دنیا میں دو قسم کے آدمی پائے جاتے ہیں ایک وہ جو کہتے اچھا ہیں اور دوسرے وہ جو سچے اچھا ہیں! میں ان دونوں میں سے کوئی نہیں ہوں اور وہ صاحب ان دونوں کے ماہر ہیں۔

کہیں آپ پھر نہ غائب ہو جائیں۔ آپ ہی فرمائیے کہ پھر کب حاضر ہوں۔ آپ حسب معمول اس کا جواب شاید یہی دیں گے کہ "ابھی نہیں" لیکن میں زیادہ خوش ہوں گا اگر آپ کہدیں "کبھی نہیں"۔ کسی طرح یہ "رد و قبول" کا جھگڑا تو ختم ہو!

ماشاء اللہ! کیا کہنا۔ حقیقت یہ ہے کہ تم جانتے ہو دنیا میں کس طرح جینا چاہیئے۔ یہ فن تم نے کہاں سیکھا، کس سے سیکھا۔ حیران ہوں! لیکن افسوس ہے کہ تم اس کی داد ایک غلط شخص سے چاہتے ہو۔ ہر چند جی تو میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ میں بھی نیرو بن جاؤں اور جس وقت ساری دنیا میں آگ لگی ہو، میں رنگ رلیوں میں مصروف رہوں۔ لیکن انسانیت کا یہ بلند مرتبہ مشکل ہی سے کسی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ دنیا میں پیغمبر تو کافی پیدا ہوتے ہیں، لیکن چنگیز بہت کم۔ پھر یہ اس وجہ سے نہیں کہ قدرت نے دنیا پر رحم کیا بلکہ شاید اس لئے کہ بگاڑ کر بنانا اس کے لئے بھی آسان نہیں۔ فرعون نے جس قوم کو ایک دفعہ اپنے اندر اپنے ملک سے نکال باہر کیا تھا، موسیٰ چالیس سال کی سرگردانی کے بعد بھی کوئی گھر نہ اس کے لئے بنا سکے!

تمہاری کامیابی پر مجھے خوش ہونا چاہیے، لیکن اسی کے ساتھ جب دیکھتا ہوں کہ یہ کامیابی تم کو کتنی مہنگی پڑی ہے۔ تو زیادہ خوشی نہیں ہوتی۔ خدا کرے یہ دیرپا ثابت ہو اور تم کو پھر اخلاق کا خون کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

حضرت سلامت۔

آپ نے میرا حال پوچھکر واقعی مجھے اچھا کر دیا مسیحا کا ذکر کتابوں میں سُنا کرتے تھے اب خود آنکھوں سے دیکھ لیا دنیا کا تعلق آپ سے جو کچھ ہوا لیکن میں تو ساری دنیا کھو دینے کے بعد بھی آپ کو حاصل کرنے کا سودا کرسکتا ہوں بشرطیکہ آپ سر۔ راضی ہوں

ہر چند میری ارادت وعقیدت آپ کے ساتھ بالکل غیر مشروط حیثیت رکھتی ہے تاہم فطرت انسانی قدم کے ساتھ نقش قدم کو بھی دیکھتی ہے اور دنیا میں ہر محنت کرنے والے کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ محنت کا ثمرہ اس محنت سے پا جائے اک زمانہ ہوا جب میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ کو ہو یا نہ ہو لیکن مجھے آپ کی ضرورت ہے اور پاؤں توڑ کر بیٹھ جانے کے لئے غریب خانہ حاضر ہے لیکن اس دعوت راہ پیمائی کا جواب یہ ملا کہ آپ خود دنیا میں گم ہوگئے اور میں آپ کو ڈھونڈ ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا رہ گیا پھر

اے حاجۓ تو جستہ ترو جائے دگراں

میں آپ سے اس کی شکایت تو نہیں کرتا، لیکن اس تمنا کو اپنے دل سے نکال دوں یہ بھی میرے امکان میں نہیں۔

میں واقعی اس دوران میں بہت مضمحل رہا لیکن حیران ہوں کہ آپکو اسکی اطلاع کیونکر ہوئی؟ غالباً گرسانۓ کشف!

اچھا تو فرمایئے کیا ارادہ ہے میں تو آپ کو بلاتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ

توقع کے خلاف کوئی بات ہوتی ہے تو یقیناً بہت رنج ہوتا ہے لیکن پہلے اپنی زندگی کا جائزہ لیجئے اور دیکھئے کہ اسوقت تک آپ نے اپنی عہد شکنی سے کتنے دل توڑے ہیں۔ اگر آپ اس کی کوئی توجیہ ایسی کرسکتے ہیں کہ آپ کا ضمیر اس سے مطمئن ہو جائے تو پھر میں کیوں آپ کی برہمی سے ڈروں؟

آپ سے کبھی ملاقات ہوگی تو زبانی عرض کروں گا۔ محبت کی شکایتیں کہیں خطوں سے دور ہوتی ہیں۔

—

محترمہ۔ یاد فرمائی کا شکریہ اور گلہ مندیوں پر سر نیاز خم! حقیقت یہ ہے کہ آپ کے خلوص نے تاویل و معذرت کے بھی دروازے بند کر دئے ہیں ورنہ میں آپ کو یقین دلاتا کہ میری خاموشی کا مقصود سوا اس کے کچھ نہ تھا کہ آپ کو کیوں زحمت تحریر میں مبتلا کروں۔ رہا سوال میرے قلب کے اطمینان کا سو آپ جانتی ہی ہیں کہ "رجائی" انسان ہوں اور حشر کی ملاقات کا قائل ہوں یا نہ ہوں لیکن

زبوئے گل تو انی واکشید آواز بلبل را

کا ضرور قائل ہوں۔

آپ نہیں جانتیں کہ "تصور" کے برکات کیا کیا ہیں اور اس نے کتنے گھر سنبھال لئے ہیں۔ لیکن اگر آپ اس "خاموش تعلق" کو پسند نہیں فرماتیں تو مجھے بھی گھل گھل کر جان دینا زیادہ پسند نہیں۔ لیجئے

نظارہ کن زچاک کتاں ماہتاب را!

بہت غلط گو ہیں اس میں تعلق یا عدم تعلق کو مطلقاً دخل نہیں ہے
میری رائے میں اس بات کو اسی جگہ ختم کر دیا چاہیئے ورنہ بات پبلک میں
آگئی تو پھر مجھے بھی پبلک ہی کو بتانا پڑے گا کہ آپ کی خوش ذوقی و سخن کا معیار
کس قدر غلط ہے؟

قبلہ رحمت تو ہو گی، لیکن قربان حسین صاحب کو بلا کر کہہ دیجئے کہ اگر وہ بہ
ثانی موٹی شرائط پر حیدرآباد جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں وہ اسی سوی کی علالت
کی وجہ سے مجبور تھے لیکن اب غالباً وہ اچھی ہوں گی اور ان کے جانے میں کوئی
چیز مانع ہو گی
اگر وہ راضی نہ ہوں، تو پھر آپ ہی کوشش فرمائیے کہ کوئی شخص جیسی کی سی
"دستگاہ" رکھنے والا مل جائے مجھ پر اُدھر سے سخت تقاضہ ہے اور میں اس کا
التقام آپ سے لیتا رہوں گا جب تک آپ نے کوئی آدمی فراہم نہ کیا آپ چاہیں تو
یہ بات زیادہ مشکل نہیں جواب کا منتظر ہوں

حضرت المکرم یقیناً میں تعمیل ارشاد نہیں کر سکا اور اگر بات معافی سے ٹل
جائے تو میں طلب عفو کے لئے ہزار بار تیار ہوں لیکن پہلے اس کا یقین دلائیے کہ
اس کے بعد آپ کا دل صاف ہو جائے گا عرب نسل کے لوگوں سے ڈرتا ہوں کیونکہ
مستر کینہ کی بہت سی ہولناک مثالیں میری نگاہ سے گزر چکی ہیں

خط ۴

ئیں تبدیل ہوتی جاتی ہیں۔ کتنا اچھا زمانہ تھا جب آپ کچھ نہ تھے۔ سچ ہے "سرمایہ داری" سے زیادہ لعنت دنیا میں کوئی نہیں۔

شکایت یہ نہیں کہ آپ خطوں کا جواب نہیں دیتے، بلکہ رونا اس بات کا ہے کہ اب آپ غریبوں کو قابلِ التفات ہی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہی وقت [illegible] کی آزمایش کا ہوا کرتا ہے۔

مجھے آپ کی بڑھی ہوئی مصروفیتوں کا علم ہے، لیکن یہ بھی جانتا ہوں کہ انھیں مشاغل میں آپ کے وہ قہقہے بھی شامل ہیں جن سے آپ کی "شبستانِ عیش" گونجا کرتی ہے۔ کاش کہ آپ مہینے میں کم از کم ایک ہی شام آنسو بہانے کے لئے بھی وقف کر سکتے۔

خیر، آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تو نہ آئے۔

در دریا دم نگاہ بر یار ست

مکرمی۔ آپ نے اس قدر صاف صاف باتیں کی ہیں کہ میں ان کا جواب دینے کی ہمت اپنے آپ میں نہیں پاتا۔ میری تحریر غور سے پڑھئے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ میں نے بعض مشہور شاعروں کو کیوں چھوڑ دیا اور بعض اچھا نہ کہنے والوں کو کیوں شامل کر لیا۔

میں جانتا ہوں کہ آپ نے جن صاحب کا ذکر کیا ہے وہ بہت مشہور ہیں لیکن نوجوان طبقہ سے میں نے صرف انکو لیا ہے جو واقعی اچھا کہتے ہیں اور "مشار الیہ"

یاد کے بخاطر ما شاد می رسد

آپ کو معلوم ہے کہ میں کبھی "محرومِ تماشا" نہیں رہا لیکن یہ بات اب سمجھ میں
آئی ہے کہ فطرت شاید اس سے زیادہ ظلم کر بھی سکتی تھی منزل تک پہنچنے کا لطف
اسی میں ہے کہ انسان ٹھوکریں کھا کھا کر وہاں تک پہنچے لیکن اس کا علم
اسوقت آتا ہے جب ٹھوکریں کھا چکی، ہمت باقی رہی، ظلم نہیں تو اور کیا ہے

آپ کی میری عمر میں زیادہ تفاوت نہیں لیکن احساس میں شاید ہے اسی لئے
آپ ماضی کے ذکر سے بھی لطف لیتے ہیں اور یہاں تنگ نظری کہئے یا مایوسی۔
حال کے متعلق بھی احساس کی رسائی اس سے زیادہ نہیں کہ

حادثہ بسیار است امّا یک تماشہ بیش نیست !

ایک وقت وہ تھا کہ تماشۂ دنیا کھیل نظر آتا تھا یا اب یہ عالم ہے کہ ؟
ہر ہر آرزو پر مٹ جانے کو جی چاہتا ہے جذبات انسانی کے بہار و خزاں میں اتنا
فرق! معاذ اللہ! یا پھر اس کا سبب یہ ہوگا

مرا صبر سے کم است و درد بسیار است می دانم

امتحانِ صبرِ عاشق اینقدر با خواست نیست
اے نظر مات زدم آخر دلم مایوس نیست

اور مایوس بھی ہوتا تو کیا؟ اس کا چارۂ دردِ صبر سے کب ہوا تھا کہ مجھے اس سے
کچھ فائدہ پہنچتا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ آپ کی دلداریاں کیوں اسقدر دل آزار ہیں

اصل مقصود تو مجھے یہیں تڑپنے رہنا ہے اور مجھے یہ نہیں دیکھنی کہ تڑپانے والا کون ہے۔

ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد

اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ اگر کوئی اور "صاحبدل" آپ کی نگاہ میں ہو تو اس کا پتہ بتائیے، شاید حشر و نشر والا خدا اپنے بندوں کو آگ میں جھونک کر خوش ہونے والا خدا وہیں مل جائے۔

مکرمی۔ آپ زحمت نہ فرمائیے، میں خود فراہم کر لوں گا۔ میرا مدعا تو صرف اس قدر تھا کہ آپ کو بھی اسکا علم ہو جائے کہ مجھے ایسی چیز کے وجود کا علم ہے۔ آپکے رفیق کار یہاں تشریف لائے تھے مجھ سے ملے تو نہیں لیکن مجھے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ یہاں سے بامراد واپس گئے۔ کیا آپ کو اس کے خلاف کوئی اطلاع ملی ہے؟

نوید کا شکریہ، لیکن "دعوت آب و ہوا" کے اتنا زمانہ گذر گیا ہے کہ اب ہمت نہیں ہوتی۔ علاوہ اس کے یوں بھی بعض مصروفیتیں ایسی ہیں کہ دوسرے دل کا حق تلف کئے بغیر فی الحال لکھنؤ نہیں چھوڑ سکتا۔

موسم خوشگوار ضرور ہے، لیکن شاید ضرورت سے زیادہ۔ اب تو ہر چیز میں تلخی چاہیئے۔ کاش ذرا بھی کسیطرف جھکاؤ اور خلش پیدا ہوئی۔

معاذ اللہ یہ آپ نے کیا ذکر چھیڑ دیا!

ہو بھی تو کیا؟ آپ کو ڈھونڈھ نکالنے میں چاہے حتیٰ رحمت ہو لیکن ایک بار آپ کا دامن ہاتھ آگیا تو کیا آپ فردوس میں تنہا چلے جائیں گے؟ زندگی کے ابھی کچھ دن اور باقی ہیں، انھیں بھی بے خبری میں گزر جانے دیجئے، آپ کیوں ایسی بات اپنے منھ سے نکالیں جس کے سننے کو کسی کا جی نہ چاہے۔

دیر بست کہ خاطرم بجا است!

محترم۔ یقیناً میں بیدل کا شیدا ہوں اور اس لئے مجھے "بیگانۂ لذت تصوف" کہنا درست نہیں لیکن وہ چیز تصوف میں ہے کہاں، جو آپ مجھ سے تسلیم کرانا چاہتے ہیں وہاں تو خدا بھی اتا ہے اور آنا ساری کائنات پر محیط۔

تصوف کی دنیا، حشر ونشر، فردوس وجہنم سے بہت بلند واقع ہوئی ہے اور وہاں کفر و اسلام دونوں ہم آغوش نظر آتے ہیں کبھی آپ نے اس کے اس شعر پر بھی غور کیا ہے؟

در ہائے فردوس وا بود امروز   از بیدماغی گفتیم فردا

اس سے زیادہ صریح انکار حشر ونشر یا دوسرے عالم کا اور کیا ہو سکتا ہے یعنی جس چیز کو فردوس بتاتے ہیں اس کے دروازے تو ہم پر آج ہی، اسی دنیا میں کھلے ہوئے تھے، لیکن یہ ہماری بد دماغی تھی کہ ہم نے اسے فردا پر ٹال دیا۔

رہ گیا طاعت وبندگی کا سوال سو اس باب میں بیدل کا فیصلہ یہ ہے۔

منتر سے پر دارد آتش بدامن طور زد

کو ایسا ہی سمجھتا ہوں اس لئے بہتر ہے کہ والدین کے سامنے میں ان سوں بھی تو اسکا اثر کیا ہو سکتا ہے۔ کہئے تو لکھ کر آپ کا پیام ان تک پہونچا دوں، لیکن شاید یہ اس سے زیادہ نامعقول بات ہوگی۔

جی ہاں: مجھے آپ کی "سخاوت" و "کرامت" دونوں کا حال معلوم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو آپ نے کیا ہے وہ تو جعفر برمکی اور جنید و شبلی کے بس میں نہ تھا، کسی اور کا کیا ذکر ہے۔
شکریہ، میں اچھا ہوں، اور اتنے حواس مجھ میں باقی ہیں کہ سیاہ و سفید میں تمیز کر سکوں۔

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ

قبلہ، مجھ پر یہ الزام کہ میں دنیا کا آدمی نہیں، بالکل درست ہے۔ لیکن اس "طبع سہل انگار" کا کیا علاج۔

در ہر کہ بنگرد غلط یار می خورد — چشم خطا نظارہ ندانم چہ دیدہ است

جاہل بھی ہوں اور کاہل بھی۔ نہ حقیقت سے واقف، نہ اس کی جستجو۔ آپ کب تک ایسے بد نصیب پر آنسو بہائیں گے۔
عاقبت کا ذکر کر کے البتہ آپ نے دل میں دھڑکا سا پیدا کر دیا ہے کہ "حشرات" کی طرح میری عاقبت اس دنیا سے گزر کر کسی دوسری دنیا تک نہ پہونچے، اور اگر ایسا

قاروں، ابھی ابھی تمھارا خط ملا، اگر جگر کا خون کرنے کی فرصت ہو تو اسمیں شک نہیں، دل کا معاملہ کرنے میں تم سے بہتر اس وقت کوئی نہیں عصب خدا کا میں ایک بات کہتا ہوں صرف محبت و خلوص کی بنا پر اور تم اسے سن کر ہی کھا تا لے بیٹھے ہو۔ خدا تمھاری اس ریاضی دانی اور علمیت لیسدی کو غارت کرے اور کیا کہوں

آیندہ کے لئے عہد کرتا ہوں کہ کبھی تم سے کوئی بات ایسی نہ کہوں گا جس کا تعلق انسانیت و اخلاق سے ہو۔

سید نوار کرمت نامہ کا شکریہ۔ افسوس ہے کہ میں تعمیل ارشاد سے قاصر رہوں گا کیونکہ وہاں جانے کے لئے جس تصنع و تکلف کی ضرورت ہے وہ مجھ سے نہ برتے گا اور میرے ساتھ خواہ مخواہ آپ بھی بدنام ہو جائیں گے

آپ کو شاید معلوم نہیں کہ میں ایک زمانہ سے گوشہ نشیں ہوں اور لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر چکا ہوں یہاں تک کہ اب مجھے یہ بھی یاد نہیں رہا کہ عوائد مجلسی کیا ہیں اور کسی سے ملتے وقت سے پہلی بات کیا کہئے

معلوم نہیں اور لوگ کیا کرتے ہیں، لیکن زمانہ کی "اندرگیبی" کا اثر تو تحریر یہی ہوا ہے اس لئے ایسی خدمت کے لئے جن میں سب سے پہلے چہرہ پر مصنوعی تبسم پیدا کرنے کی ضرورت ہو بھلا میں کیا موزوں ہو سکتا ہوں

میں اپنی ذات سے قنوطی نہیں ہوں لیکن اپنے سوا ساری دنیا کو

آپ کیوں اس بحث میں پڑ کے وقت ضایع کریں گے۔ کوئی اور کام کی بات کیجیے۔

حضرت،

معلوم ہوا ہے کہ آپ ترک دنیا کر کے کسی طرف ہجرت کرنے والے ہیں۔ ٹھیک تاریخ معلوم ہو تو جامۂ احرام لیکر حاضر ہوں۔ کچھ تو سعادت مجھ کو بھی حاصل ہونا چاہیے پوچھنے کا حق تو حاصل نہیں لیکن جی نہیں مانتا اور پوچھنا پڑتا ہے کہ کیا یہ ارادہ کسی جذبۂ روحانی سے مجبور ہو کر اختیار کیا گیا ہے؟ اگر کوئی درویش کامل ایسا مل گیا ہے تو مجھے اس کا پتہ بتا دیجیے میں بھی اب یہی چاہتا ہوں کہ بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے روزی مل جایا کرے اور ممکن ہو تو وہ سامان تعیش بھی جن کی خانقاہوں میں کمی نہیں۔ اللہ آپ پر رحم کرے!

قبلۂ عالم، میں اور آپ کے آستانے سے منحرف ہوں! اس زندگی میں تو ممکن نہیں ہے آپ نے کیا فرمایا؟ ایک عمر کی جستجو کے بعد یہی تو ایک در ملا ہے۔

گرد از سر کوئے یار برخاست آہ ہے ز دم و غبار برخاست

کچھ دن اور خاک اڑانے دیجیے، اس کے بعد اگر میرا ذوق جنوں اور کسی طرف لے گیا تو بیشک مجبوری ہے، لیکن ابھی تو مجھ سے خفا نہ ہو جیے۔

نفی سے کرتا ہے اثبات تراوش گویا   دی ہے جائے دہن اس کو دم ایجاد نہیں

دل آشفتگاں خال کنج دہن کے   سویدا میں سیر عدم دیکھتے ہیں

بادہ سرمایۂ یک عالم و عالم کف خاک   آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے

بس گیا تیغ نگاہ یار کا سنگ فساں   مرحبا میں کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے

مشکیں لباس کعبہ علی کے قدم سے جان   ناف زمیں ہے نہ کہ ناف غزال ہے

ہوا چرچا جو میرے پاؤں کی زنجیر بننے کا   کیا بیتاب کاں میں جنبش جوہر نے آہن کو

حلقے ہیں چشمہائے کشودہ بسوئے دل   ہر تار زلف کو نگہ سرمہ سا کہوں

آپ اس کو کیا کہیں گے، کیا ناسخ کچھ اور چیز تھی، کیا شاہ نصیر کچھ اور کیا تھا فرق اتنا ضرور ہے کہ لکھنؤ نے اس کو ایک مکمل آرٹ بنا دیا، اور دہلی یہ بھی نہ کر سکا (گو یہ کوئی فخر کی بات نہ ہوتی)

اس میں شک نہیں کہ صحیح رنگ تغزل کی مثالیں ہم کو دہلی اسکول میں زیادہ ملتی ہیں، لیکن "تراش خراش" کا سہرا یقینا لکھنؤ کے سر ہے۔

تفصیل تو خیر آپ کے خط سے معلوم ہو گی لیکن قیاس کہتا ہے کہ شاید بیگم کی طبیعت
خدانخواستہ زیادہ مضمحل ہے۔

میں نے آپ کو پہلے بھی لکھا تھا اور اب پھر لکھتا ہوں کہ بہترین علاج تبدیل
آب و ہوا ہے۔ میں جانتا ہوں آپ کو اپنے مشاغل سے فرصت نہیں لیکن اسے کیا کیجئے
کہ جگہ چھوڑ دینے والی بیماریاں انہیں کے یہاں زیادہ آتی ہیں جنہیں جگہ چھوڑ دینے
کی فرصت نہیں۔ پھر کیا ضرور ہے کہ آپ بھی ساتھ رہیں۔ آپ جا کر ٹھہرائیے اور
انھیں کسی صحت گاہ میں چھوڑ دیجئے۔

آپ کی یا ان کی عمر اب "تاب وصل" یا طاقت جدائی کے مسائل پر غور کرنے
کی تو ہے نہیں کہ آئندہ شکوہ و شکایت کا اندیشہ ہو اس لئے میری رائے تو یہی
ہے کہ آٹھ دس دن کا وقت نکال کر انھیں پونا پہونچا دیجئے اور پھر واپس آ جائیے
بچے ماشاء اللہ سیانے ہیں جو بورڈنگ میں رہ سکتے ہوں انھیں بورڈنگ
بھیج دیجئے اور جو اس قابل نہیں ہیں ان کے لئے آپ کے پاس اناؤں دداؤں
کی کمی نہیں۔ رہ گئے آپ، تو آپ کا دل بہلانے کے لئے داغ و جرأت کی شاعری
کا موضوع ہر جگہ میسر آ سکتا ہے۔

میں آپ کے خط کا منتظر ہوں۔ اگر نہ لکھا ہو تو اب لکھئے دل کو تردد ہے۔

مکرمی۔ یہ صحیح نہیں کہ دہلی دیار "ناسخیت" سے بچا رہا۔ ناسخ نے کیا کیا تھا
جو شاہ نصیر نے نہیں کیا اور غالب ایسا معیاری شاعر بھی اس بلا سے نہ بچ سکا۔

کا ساتھ یوں دفعتاً چھوٹ جانا، معمولی بات نہیں جس پر آسانی سے صبر کر لیا جائے۔
لیکن صبر نہ کریں گے تو کریں گے کیا

ہم روز سینکڑوں چیونٹیوں کو پامال کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں، ممکن ہے
ان کی دنیا میں ان حوادث پر شور قیامت بپا ہوتا ہو، لیکن ہمیں خبر نہیں ہوتی پھر
قدرت سے تو ہم کو وہ نسبت بھی نہیں جو چیونٹی کو ہم سے ہے اس لئے شکایت
کیجئے بھی تو سنتا کون ہے

پھول کی پنکھڑیاں جب خشک ہو کر زمین پر گر جاتی ہیں، تو باغبان انھیں
درخت کے پاس بھی نہیں رہنے دیتا، چن کر دور پھینک دیتا ہے نباتات کی
دنیا میں اس ظلم پر کتنا ماتم ہوتا ہوگا، اس کا خیال ناممکن ہے، پھر بھی تو سوائے سہنے
کے اور کیا کر سکتا ہے۔

میں نے انھیں تعزیت کا خط لکھ دیا ہے، تم بھی لکھ دو۔ تسکین نہ سکیں تو جبر کیا
ہوگی، لیکن "تہذیب ماتم" کا خیال تو بہرحال رکھنا ہی ہے

میں نے سوچا تھا کہ چند دن کے لئے انھیں اپنے پاس بلا لوں، لیکن میں چاہتا
ہوں کہ وہ ابھی چند دن اور رو لیں غم کو آنسوؤں ہی سے دُھلنا چاہیئے
شفیق کا کوئی خط عرصہ سے نہیں آیا غالباً اچھے ہی ہوں گے

صدیقی، آپ کے خط نے بہت مایوس کیا یہاں ہر شخص منتظر تھا کہ آپ آتے
ہی ہوں گے، لیکن جب تار ملا تو "بس جوں ٹیک ڑانگہ انتظار ہے"

جناب من۔ خط ملا لیکن یہ رُک رُک کر باتیں کرنا مجھے پسند نہیں، اگر آپ
مجھ سے کھُل کر بات نہیں کر سکتے تو اس ظاہرداری کی کیا ضرورت ہے۔ اگر اس
ترکیب سے یہ مقصود ہے کہ میرے دل کا حال آپ کو معلوم ہو جائے اور آپ کے
خیال سے میں بےخبر رہوں تو میں اس کے لیے آمادہ ہوں لیکن صاف صاف کہہ دیجیے
کہ ہاں مدعا یہی ہے۔

بہر حال میں اس باب میں کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ کہنے کی ضرورت۔ میرے
نزدیک آپ اور وہ، دونوں ایک ہیں۔ اگر آپ برے ہیں، تو وہ بھی اچھے نہیں،
اور اگر آپ اچھے ہیں تو وہ بھی ایسے برے نہیں۔ آپ کے دماغ کی راہیں جتنی پیچیدہ
ہیں اتنی ہی میری بھی ہوتیں، تو شاید میں سمجھ سکتا کہ آپ کس زاویہ سے ہر معاملہ کو
دیکھتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ سعادت مجھے نصیب نہیں۔ آپ کیوں مجھے
اس مظلمہ میں گرفتار کرانا چاہتے ہیں جو تنہا آپ ہی کی "اختراعِ فائقہ" ہے۔ اس
فخر میں کسی اور کا شریک ہونا آپ کی ذہانت کی توہین ہے۔

ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو؟

ہاں بھئی، شکریہ "موسم دیر غنودن بہ شبستان آمد" لیکن اس کا کیا
علاج کہ میں تو دنیا کی اس بھری انجمن میں بھی تنہا ہوں۔

کون سنتا ہے کہانی میری!

پرسوں ذکی کا خط آیا تھا غریب حد درجہ ملول ہیں اور ہونا چاہیے۔ بیس سال

ہو تھیوریاں راکھ ہو سچائیں آپ کے نزدیک قابل اعتبار نہیں
اسلام زندگی لے کر آیا اور زندگی ہی کا درس اس نے دیا لیکن آپ فرماتے ہیں اسلام نام ہے انوت وکفن کی یاد کا۔ اگر آپ کسی کو ہنسا نہیں سکتے تو کم از کم رلائیے تو نہیں، اکابر کے کارناموں کو یاد کر کے خوش ہونا چاہیئے نہ یہ کہ ان پر آنسو بہایا جائے گو مادہ کوئی تڑار جسے دیں میں ڈال گئے ہیں۔
میں آپ کے تصنیف کی کیا داد دوں اور اس پر کیا لکھوں کتاب کے اچھے ہونے میں شک نہیں آپ کی زبان آپ کی تلاش اور آپ کی نیت سب اپنی اپنی جگہ ستائش کے قابل میں لیکن افادی حیثیت سے البتہ اسکو بیکار سمجھتا ہوں اگر اسی قسم کی رائے آپ چاہتے ہیں تو یہ حاضر ہے

- محترم یاد دہانی کا شکریہ۔ مجھے اپنا وعدہ یاد تھا لیکن دکن سے واپسی ایسی عجلت میں ہوئی کہ نہ میں پیشتر سے اطلاع دے سکا اور نہ سفر قطع کر کے آپکے پاس قیام کر سکا مجھے اس سے زیادہ افسوس ہے لیکن جانتا ہوں کہ زندگی نام ہے انہیں افسوسناک حوادث کا۔ ہم آپ کہاں تک صبر دیکھیں گے جو ہو جائے اسی کو ٹھیک سمجھئے اور جو نہ ہو اسکا غم نہ کیجئے
اس آخری ادبی مشغلے کا یہ ڈھب معلوم ہوا ہے آپ بھی اس سے فائدہ اٹھائیے جیسے مسئلہ میں آپ نے میری تنہا رائے طلب کی ہے اس کو ان اکسال ملتوی کر دیجئے تو بہتر ہے اور وقت آیا تو پھر خود مسرآپ کی یاد دہانی کے لکھ بھیجوں گا۔

خدا کا وہ تصور جو عام طور پر مسلمانوں کے دلوں میں قائم ہے صحیح نہیں ہو سکتا اور اسی وقت سے میری روح میں اضطراب برپا ہے جو کسی طرح کم ہونے میں نہیں آتا میں قومیت کے لحاظ سے بیشک مسلمان ہوں اور اسلام کے بتائے ہوئے اصول کو بھی اچھا سمجھتا ہوں لیکن اسلام کے اس عقیدہ کو کبھی نہیں مان سکتا کہ سوائے مسلمانوں کے سب گمراہ ہیں اور اخروی نجات سے محروم!

تصوف سے مجھ سکون ہوتا ہے اور صرف اس لئے کہ وہ خدا کے ٹکڑے نہیں کرتا۔ اس کے ہاں ہندو، مسلمان، گبر و ترسا، یہود و نصاریٰ، سب کا خدا ایک ہی ہے اور بہت مہربان خدا ہے۔

اورنگزیب سیاسی حیثیت سے کتنا ہی قابل ستائش بادشاہ رہا ہو لیکن اخلاقی دنیا کا بادشاہ دارا شکوہ تھا اور میں بھی اسی طرح اس مشرب کا قائل ہوں کہ

کفر و اسلام در رہش پویاں
وحدہٗ لا الٰہ گویاں

اگر آپ نے اپنی کتاب میں بھی اس پہلو کو سامنے رکھ کر بحث کی ہے تو میرے نزدیک صحیفۂ آسمانی ہے لیکن اگر آپ صرف اصطلاحات و حرف میں الجھ گئے ہیں تو میں اسے دیکھ کر کیا کروں گا۔

حضرت! "گورکنی" کی حد ہو چکی، خدا کے لئے اب "عزرائیل" سے متھ موڑ کر زندگی کی طرف توجہ فرمائیے، یہ کیا قیامت ہے کہ جب تک کسی کا کفن گل کر خاک نہ ہو جائے

ماحول کو اسلام کی روشنی سے دور رکھنے والا کوئی خدا ہو سکتا ہے؟ کیا ایسی قوت جو ساری عمر ایک ایک دانے کا محتاج رکھے اور مرنے کے بعد بھی آگ میں جھونک دے، واقعی خدا کہلانے کے قابل ہے؟ کیا خدا انسانوں کا سا احساس رکھتا ہے، کیا واقعی اس کو تکلیف ہوتی ہے اگر کوئی اسے نہ مانے؟ کیا وہ صحیح خوش ہوتا ہے اگر کوئی اسکی پوجا کرے، کیا واقعی اس میں حسد، بغض و انتقام پایا جاتا ہے؟ کیا اتنی بڑی کائنات کا پیدا کرنے والا اسقدر پست ذہنیت رکھتا ہے کہ وہ اس بڑھیا کو جہنم میں ڈال دے صرف اس خطا پر کہ اسے مسلمان ہونے کا کوئی موقعہ نہ ملا تھا۔ کیا وہ سوائے مسلمانوں کے اور تمام دنیا کے انسانوں سے جو یقیناً مسلمانوں سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں، ناراض ہے؟ کیا وہ ان سب کو دوزخ کی آگ میں ڈال دے گا؟ کیا یہ کوئی بڑی عمدہ بات ہے کہ وہ اپنے تمام بندوں کو صرف مسلمانوں کی خوشنودی کیلئے ہمیشہ عذاب میں مبتلا رکھے۔ اسے کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ جہنم کا ایندھن بننے والی مخلوق اتنی تعداد میں پیدا کرے۔ اس سے کس نے کہا تھا کہ وہ انسان پیدا کرے جن کو اسقدر "مسموم ماحول" کہ جو اس کے اختیار میں کچھ نہ ہو۔ کیا اس کے اختیار میں نہ تھا کہ سب کو مسلمان پیدا کرتا؟ کیا یہ اسکی قوت سے باہر تھا کہ دنیا میں ہر شخص کو اسلام کے برکات سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیتا؟ پھر اگر ایسا نہیں ہے تو انہیں انسان کی کیا غلطی ہے اور وہ کیوں اس جرم کی پاداش میں پکڑا جائے جس کے کرنے پر وہ مجبور تھا۔

الغرض یہ اور اسی قسم کے خیالات تھے جنھوں نے مجھے یہ سمجھنے پر مجبور کیا کہ

ضعیف ہو گئی تھی کہ کبھی کبھی بجائے پتھر کے وہ اپنے ہاتھ کو زخمی کر لیتی تھی، بدن پر کپڑے کے تو
خیر کیا، کپڑے کے کچھ تار تھے جن کے اندر سے اس کے جسم کی جھریاں نظر آتی تھیں میں نے
اسکی قومیت پوچھی، تو معلوم ہوا کہ "تیلن" ہے۔

یہ سنتے ہی میرے ذہن میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ ابھر آیا کہ جو مسلمان نہیں اُسے
اُخروی نجات نہیں مل سکتی۔ اسی کیساتھ خیال آیا کہ کیا خدا واقعی اس عورت کو جہنم میں
ڈال دے گا! میں ایسے خدا کے خیال سے کانپ اٹھا، اسلام کے اس ظالمانہ فیصلہ کی
طرف سے میرے دل میں کراہت سی پیدا ہوئی اور میں نے سوچا کہ اسلام کی حقیقت کچھ
اور ہونی چاہئے، ایک فطری مذہب، خدا کا ایسا بُرا تصور کبھی پیش نہیں کر سکتا کہ ایک
بڑھیا جس کی ساری عمر انتہائی تکلیف میں گذری ہو جس کے ماحول نے اسے ایک
جانور کی طرح زندگی بسر کرنے پر مجبور رکھا ہو جس کی بیدرد دنیا نے کبھی اس بات
کا موقعہ نہ دیا ہو کہ وہ دنیا میں کسی کو ستا سکے، بلکہ ہمیشہ وہی ستائی گئی ہو اور وہ
محض اس تصور پر جہنم میں ڈال دی جائے کہ اس نے اصول اسلام کے مطابق خدا
کو نہیں مانا تھا۔ اس کی ساری زندگی اس بات سے بالکل خالی الذہن ہو کر بسر ہوئی
کہ خدا کیا اور مذہب کیسا۔ اسکو اپنی مصیبتوں سے کبھی نجات ہی نہیں ملی کہ وہ "مصیبتوں
سے نجات دلانے والے خدا" کا شکریہ ادا کر سکتی۔ لیکن اسلام کا فتویٰ یہ ہے کہ
اسے ضرور جہنم میں ڈالا جائے گا کیونکہ وہ ایک بت پرست ہندو خاندان میں پیدا
ہوئی اور اسلام کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

اس کے بعد میں سوچنے لگا کہ کیا ہندو دھرم انسان پیدا کرنے والا اور اس کے

اصطلاحوں سے محبت کی جاتی ہے، بلکہ اس کا اخلاقی پہلو، اس کا دو انہاء مترب، اس کا نعرہ "ہمہ اوست" اس کا آدارہ "بیدارم تو ئی" کہ اگر آپ عملی زندگی میں اس کی تفسیر کریں تو نتیجہ وہی "انسانیت پرستی" نکلتا ہے۔

محبت کا بندہ ہوں محبت ہی کی آواز مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے اور میری سمجھ میں یہ بات کسی طرح نہیں آسکتی کہ خدا آپ کا ہو سکتا ہے مرا نہیں، حرم بھی اسی کا اور دیر بھی اسی کا، اذاں میں بھی اسی کی پکار ہے، ناقوس میں بھی ایک جیسا ہے، صلوات و گمراہی، مکتی و نجات" ہماری وضع کی ہوئی اصطلاحیں ہیں، وہ ان سب سے بلند ہے، مذاہب نے حقیقی خدا کی حقیقت کو کبھی نہیں سمجھا، بلکہ خود ہی ایک خدا وضع کیا، اور اس کے حدود دنیا کے سامنے پیش کئے یہ سب خدا کا "انسانی تصور" ہے، خدا نہیں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ مجھے اصطلاحی مذہب سے کیوں نفرت پیدا ہوئی۔

ایک دن مجھے نہایت ضعیف عورت نظر آئی جو دھوپ میں بیٹھی ہوئی پتھر توڑ رہی تھی، میں نے اسے بلا کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ بہت کمسنی میں اسکے والدین کا انتقال ہو گیا شادی کے بعد اس کے شوہر نے چھوڑ دیا، اس کے دو بیٹے تھے، جن کو مزدوری کر کر کے اس نے پالا پوسا کیا، لیکن وہ بھی جوان ہو کر طاعون میں مر گئے اب پورے بیس سال سے اس کی زندگی یہ ہے کہ پتھر توڑ توڑ کر آنے دو آنے پیدا کر لیتی ہے اور جہاں جگہ ملی رات کو پڑ رہتی ہے

اس کے ہاتھ اسقدر کمزور تھے کہ ہتھوڑا بھی نہ سنبھال سکتی تھی اور بینائی اتنی

گرامی محترم۔ مکتوب محبت کا شکریہ۔ آپ نے تذکرہ کا جو تصور تحسین کیا ہے وہ ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے سوائے اس کے کہ ایسی آرزو کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ قدرت اتنی فیاض نہیں کہ وہ ایک ہاتھ سے آپ کو جام شراب دے اور دوسرے ہاتھ سے سنبھالتی بھی رہے۔ جلوۂ طور کو غالب نے جلتا ہی شکست میں لکھا ہے۔ بہر حال مجھے آپ کی ان روحانی بےچینیوں کا حال معلوم کرکے اس کا یقین تو ضرور ہو گیا کہ آپ کو کچھ نہ کچھ بننا ہے۔ لیکن کیا؟ اسکی خبر نہیں۔ آپ اپنے افسانے یا نظمیں میرے پاس بھیجئے میں ضرور ان سے استفادہ کروں گا

حضرت محترم کتاب پہونچی۔ سرسری نگاہ سے دیکھنا اس کی توہین ہے اور تفصیلی مطالعہ و استفادہ کی فرصت شاید ابھی چند دن اور میسر نہ آئے۔ لیکن ایک جاننے والا سمجھ سکتا ہے کہ یہ تحفہ کتنی پاکیزہ ہوگی۔

آپ نے جس موضوع کو لیا ہے وہ نیا نہیں لیکن جو پہلو بحث کا آپ نے اختیار کیا ہے وہ بالکل نئی چیز ہے اسی کو ماہرانہ بصیرت اور عالمانہ درک کہتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں صرف اسی مذہب کا قایل ہوں جو غیر فطری اور غیر ضروری این و آں سے بلند ہو کر محض "انسانیت" کی پرستش کا درس دنیا کو دے اور اگر یہ مقصد "لامذہبیت" سے حاصل ہو سکتا ہے تو میرے نزدیک یہی بہترین مذہب ہے۔ تصوف ہمیشہ میری پریشاں خیالی کی جائے پناہ رہا ہے لیکن اس کا علمی یا فلسفیانہ پہلو نہیں جس میں "لطایف قلب" یا "حقیقت" و "معرفت" وغیرہ کی

کب اور کس وقت پہونچیں گے

—

جراحت دوا ہے۔ مکتوب جمیل کا شکریہ، لیکن بالکل رسمی احرمات خلوص سے نہ ہو؛ اس کا جواب رسمی ہی ہوا کرتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے یک وقت دو خط لکھے، ایک اپنے "اُن" کو اور دوسرا مجھے آپ کو شرمندہ کرنا نہیں چاہتا در نہ یاد دلاتا کہ آپ نے اس میں کیا لکھا ہے۔ یہ شکایت نہیں، بلکہ آپ کے شیوۂ کار آگہی" کا اعتراف ہے کوئی ایسا ہو تو؟ اللہ، اللہ

روید دگر دست ایں کماں را

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور پھر عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ کہنا ہو صاف صاف کہئے اگر میں بیوقوف ہوں تو مجھے بیوقوف کہئے عقلمند کہکر میری بیوقوفی سے فائدہ نہ اٹھایئے اس سے میرے حد درجہ استاد کو صدمہ پہونچتا ہے اور ایسا محسوس کرنے لگتا ہوں کہ شاید میں اس قابل ہی نہیں کہ مجھ پر اعتماد کیا جائے۔

اگر میری طرف سے اعتراف حماقت کا اس سے زیادہ کوئی اور ثبوت درکار ہو تو یہ عریضہ حاضر ہے کہ جس بات کا جواب صرف "خاموشی" ہونا چاہئے تھا، اسکے لئے خواہ مخواہ میں نے آپ کا اور اپنا اتنا وقت ضائع کیا

اگر آپ کو جلانا ہی تھا تو اسقدر اہتمام کی کیا ضرورت تھی، میں کوئی "ابراہیم" تو ہوں نہیں کہ میرے جلانے کے لئے پہلے "نمرود اور آتش نمرود" کی جستجو کی جائے۔ معمولی آدمی ہوں بغیر آگ کے بھی مجھے جلایا جا سکتا ہے۔

ہمارا عملی جمود فی الحقیقۃ... ہمارے ذہنی جمود کا نتیجہ ہے۔ ہمارا ایکھ نہ کرتا اس لئے
ہے کہ ہم خود کچھ سوچ نہیں سکتے۔ عقل و فہم کو ہم نے "میراثِ پدر" تو سمجھا لیکن اس پر
قبضہ کرنے کی کوشش کبھی نہیں کی۔

لیکن خیر، کہنے میں کیا حرج ہے، اگر کسی نے نہ سنا تو کم از کم دل کی بھڑاس
ہی نکل جائے گی ہے... بنا کر اسکی پروا کرنیوالا اس سے بے نیاز ہوتا ہے کہ دوسرے
بھی اس کے سامنے جھک جائیں۔

میری شاعری کے متعلق پوچھو تو آپ کا ہر ہر لفظ فرمان کا حکم رکھتا ہے لیکن یہ دیکھ
لیجئے کہ اس کلام میں میرے اور آپ کے درمیان کتنی دوری پائی جاتی ہے علاوہ اسکے
اب میرے تواریں اتنی سکت بھی نہیں رہی کہ اس کوہ کنی میں آپکا ساتھ دے سکوں

ایک بات اور اگر ناگوار نہ ہو آپ نے سنا ہوگا

گل سے جدید کہ اور اگو ... دستار ہے...

اس لئے پہلے مجھے "دستار" کی فکر سے تو بے نیاز ہو جانے دیجئے "خار و گل" کے امتیاز
کا سوال تو بعد کی بات ہے!

خدا کے لئے جلدی بتاؤ، یہ تم نے اپنے خط میں کس کا ذکر کیا ہے؟ ان کا تو نہیں
جنہوں نے زیبا و جود معشوق ہونے کے کبھی بے وفائی نہیں کی! ارے بھئی مجھے تو ان کی
بہت دنوں سے تلاش تھی۔ فوراً بھیجو، ایک کام ہے جو صرف انھیں سے انجام
پا سکتا ہے۔ تم نے اس وقت مجھے خضر و مسیحا سے ملا دیا۔ ہاں تو ... دو کہ وہ یہاں

گر رحیاہیں اور میرے دامن میں آگ لگ جائے!

کیوں دیوانے ہوئے ہو ــــ وہ دن ہوا ہوئے کہ پسینہ گلاب تھا!

میں قیامت تک تمہارے کہنے میں نہ آؤں گا جانتا ہوں کہ تم سے کوئی معاملہ کرنا دل کا خون کرنا ہے۔ اور اب یہاں اسکی تاب نہیں

میں یوں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں، لیکن تمہارے عہد و پیمان کی تائید مجھ سے ممکن نہیں اگر تمہاری کامیابی کا انحصار صرف اس پر ہے کہ میں تمہارے "قول و قرار" کا ضامن بن جاؤں، تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں تمہاری کامیابی کا ساتھی نہیں

عطوفت پناہا! عالباً زندگی میں یہ بالکل پہلا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی کسی تحریر کا جواب اتنی تاخیر سے دیا ہو۔ مجھے زیادہ شرمندگی اس لئے ہے کہ کوئی معقول عذر بھی پیش نہیں کر سکتا۔

میں اس دوران میں تقریباً ایک مہینے باہر رہا اور جب واپس آیا تو جسم و دماغ دونوں اسقدر تھکے ہوئے تھے کہ اب کیا عرض کروں

میں نے آپ کی تجاویز پر پورا غور کر لیا ہے لیکن افسوس ہے کہ مجھے انکی کامیابی پر اعتماد نہیں ۔ اس لئے کہ آپ کی طرف سے سعی کاوش میں کوئی کمی ہوگی بلکہ اس خیال سے کہ

گوش سحر شنو کجا، دیدۂ اعتبار کو؟

آپ نے جس محبت سے یاد فرمایا ہے اس کا اقتضا صرف یہ تھا کہ میں خود حاضر ہو کر "خراجِ نیالیش" پیش کرتا لیکن افسوس ہے کہ اس کی اجازت نہیں، اور ہو بھی تو مصلحت نہیں، اسلئے آپ ہی بتائیے کہ جو باتیں صرف لگا ہوں سے کرنے کی ہیں انہیں الفاظ سے کیونکر ادا کروں!

آپ کی نئی زندگی سے مجھے دلچسپی تو نہ ہونا چاہیئے، لیکن اگر آپ کو بھی اس سے دلچسپی باقی نہ رہی تو مجھے افسوس ہوگا میرے لئے تو زندگی کے تجربوں میں اب "تلخ و شیریں" کا امتیاز باقی نہیں رہا، لیکن خدانخواستہ اگر آپ کو کسی وقت اس پر غور کرنا پڑا تو مجھے سخت تکلیف ہوگی۔

اگر اجازت ہو تو ایک درخواست پیش کروں۔ اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مجھے سمجھے سب سے پہلے یہ سمجھئے کہ آپ نے مجھے بھلا دیا ہے۔ مجھے زندہ رہنے کا شوق تو نہیں ہے لیکن ضرورت یقینی ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ماضی کی تلخ کامیاں مجھے یاد نہ آئیں۔

آپ کے ساتھ میرے ماضی کا تعلق اتنا شدید ہے کہ میں آپ کو "اپنا گزرا ہوا زمانہ" سمجھتا ہوں، اس لئے آپ کیوں میرے حال میں اس کوشش کو شامل کریں جسکے تحمل کا حوصلہ اب مجھ میں نہیں لیکن اگر آپ نے یہی فیصلہ کر لیا ہو کہ بہر صورت مجھے مرجانا ہی چاہئے تو بسم اللہ، رکھے گا کون تم سے عزیز اپنی جان کو!

اللہ، اللہ، کیا تیور ہیں، ذرا دیکھئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ مجھے چھوتے ہوئے

بات کو سوچ رہے ہیں اور میں اس کو جو آساں نہیں
بہرحال اور کچھ کام نہ ہو تو آپ کی طرح بیٹھے بیٹھے یہ سوچتے رہنا کہ کل کیا ہوگا
ہے مزہ کی چیز، لیکن جو آج کی الجھنوں میں گرفتار ہے اسے اس بھلاوے میں نہ
ڈالیے ورنہ وہ کچھ نہ کر سکے گا

ہماری گزاری اور امداد بہا کی کاڑا تعلق یہاں کی حکومت سے بھی ہے کہ
ہاتھ پاؤں چلنے کی حالت میں بھی وہ نقارحیات کی ذمہ داریں سہیں ضعف و درماندگی
کے زمانہ کا کیا ذکر ہے۔ آپ لوگ سرمایہ دار ہیں آپ کی سمجھ میں یہ بات مشکل سے آئیگی
میں مزدور ہوں اور سوائے اس کے میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا
اس بحث لطیف میں یہ کہ وہ عصر حالیہ آپ کو پسند نہ آئے گا لیکن مجھے آپ کا
یہ سچا حیلہ کے بات کرنا کہ پسند آتا ہے میں آپ کی سنتا ہوں تو آپ بھی میری سنئے
ایک سوئیٹ کی تسکین کے لئے یہ بھی کم نہیں

اے تو مجموعہ خوبی بچہ نامت خوانم!
پورے دو دن یہ سوچتے ہوئے گزر گئے ہیں کہ آپ کے خط کا جواب لکھوں لیکن اور
مجھے کہ ہمت نہ ہوئی ہمت حضوری بھی تب تھی دل ہر وقت کا بیقرار رہتا تھا، اور
اب کہ حضوری نہیں، وہی حال ہے۔ آپ کو یقین آئے یا نہ آئے لیکن خدا شاہد ہے
کہ آپ مجھ سے جس قدر دور ہیں اتنا ہی مجھ سے قریب ہیں — اس قدر قریب کہ
"بتواں ترا ز جان و جسم امتیاز کردن"

اٹھانے کی توفیق نہ تھی

میری حالت تو اس دنیا میں ایسی ہے جیسے کسی امیر کے دسترخوان پر بیٹھے ہوئے معدہ کا مریض! کہ سامنے سب کچھ ہے اور پھر کچھ نہیں۔ اکبر مرحوم کا شعر ہے۔

دنیا کی کیا حقیقت اور ہم سے کیا تعلق
وہ کیا ہے اک جھلک ہے ہم کیا ہیں اک نظر ہیں

مگر میرا نظریہ کائنات کے متعلق کچھ اور ہے آپ کہیں گے کہ پھر شاعری شروع کردی لیکن آپ نے بحث ہی ایسی چھیڑ دی ہے کہ سوائے شاعری کے اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔

غالب کہتا ہے۔ "اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ" ہم لوگ اپنی زندگی کا سامان یوں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ "خو نے بہ جگر زن کہ رنگ بر دل ما" میں بالکل بیچارانہ گزر جانے کا قایل ہوں، لیکن "متوکلانہ" نہیں -- ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جانا آپ کی میری سمجھ میں نہیں آیا کیا لذت رکھتا ہے۔

تا دل بہ دنیا دادہ ام در کشمکش افتادہ ام
اندوہ فرصت یک طرف، ذوقِ تماشا یک طرف

یقیناً بعض اوقات مجھے بھی اس گھڑی کا خیال آجاتا ہے جب ولولہ کے ساتھ احساس بھی ختم ہو جائے گا لیکن مستقبل کو "حال" تک کھینچ لانے کی ضرورت بھی کیا ہے زمانہ اور زمانہ کی تباہکاریاں جو تمہارے اختیار میں نہیں، انکو بھلا دینا بیشک ایک حد تک اختیار میں ہے۔ زندگی سے گزر جانا اتنی بڑی بات نہیں جتنا زندگی گزار دینا۔ آپ آسان

بہر حال زندگی کا مدار ہے

خدا کے لئے جب تک آپ وہاں رہیں مزاحاً پوچھا کیجئے مجھے سخت غصہ آتا ہے۔
معلوم نہیں زبان سے کیا نکل جائے اور آپ کو برا لگے

محترمہ مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ آپ کی زندگی کا وہ دور ختم ہو گیا جس کی آزادی
سے لطف اٹھانے کے لئے آپ تیار نہ تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عورت کی محکومی یا مردی بھی کھائے جو ڈری پُر لطف چیز ہے
اگر تہذیب و تمدن کی پریشان چالیاں اسکے سکون کو تباہ نہ کریں
یقیناً آپکے رفیق زندگی آپ سے خوش ہوں گے اور دنیا میں وہ کون ایسا ہے
جو آپ کو شریک حیات پا کر مسرور شادکام نہ ہو۔ آپ کے معصومانہ ادا کی شرارتیں ریچھ
ٹرون کو رام کر سکتی ہیں چہ جائیکہ ایک سریع ڈاکٹر جس کی دنیا اعصاب و عصابات سے
آگے کبھی نہیں بڑھی

گاہ گاہ یاد فرماتی رہیئے زندگی کے وہ چند دن جن میں کبھی کبھی آپ کی محل تبسم
فرمائیوں سے خاموش لطف اٹھایا کرتا تھا میں کبھی نہیں بھول سکتا آپ کی بہن کہاں
ہے۔ وہیں علیگڑھ میں یا آپ کے پاس؟

نوازش نامہ گرامی کا شکریہ۔ جو گفتگو آپ نے چھیڑی ہے اس میں شک
نہیں بہت دلچسپ ہے بشرطیکہ آپ کی طرح کسی کو فراغ حاصل ہو اور اس سے لطف

موقعہ مشکل ہی سے دیں گے۔ بہر حال وہ نہ آئے تو میں جاؤں گا، اور کم از کم یہ تو پوچھ ہی لوں گا کہ اس فساد کا سر رشتہ کس کے ہاتھ میں ہے۔

انجم صاحب۔ آپ جس محبت سے مجھے بلاتے ہیں اور میں جس بدتمیزی سے آپکو مایوس کر دیتا ہوں۔ اس کی سزا مجھ عاقبت میں ملے یا نہ ملے لیکن آپ کو اگر اسکی جزا نہ ملی تو سچ کہتا ہوں کہ جنت میں جانے سے انکار کر دوں گا۔
کیا یہ ممکن نہیں کہ اس معاملہ کو آپ خدا پر چھوڑ دیں۔ کچھ نہ پوچھئے کہ آپ کبھی کبھی یاد فرما کر کیسی خلش دل میں پیدا کر دیتے ہیں اور ہر بار احساسِ نارسائی مجھے کفر کی حد سے کس قدر قریب کر دیتا ہے۔

کیا پوچھتے ہیں آپ کس عالم میں ہوں آپ کو ضد ہے کہ اسی موسم میں میرا حال پوچھیں گے جب مجھے خود اپنی ذات سے بھی نفرت ہو جاتی ہے اور نینی تال کی چوٹی ہی پہ بیٹھ کر پوچھیں گے۔ آپ کو بھی گالیاں سننے میں مزہ آتا ہے۔ سوچتا ہوں کہ خدا اگر بغیر سورج کے کرۂ زمین کو پیدا نہیں کر سکتا تھا تو کیا یہ بھی ممکن نہ تھا کہ وہ خطِ استوا سے دور کسی مقام پر مجھ پیدا کرتا۔
یہ ظالم آفتاب یہ پاجی آفتاب! اُف صبح کو جب اس کی کرنیں دماغ میں جا کر چبھتی ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا احساسِ انسانی کو گرم سلاخوں سے چھید اجا رہا ہے۔ میں آپ کو تو آجاؤں لیکن ان تمام جھگڑوں کو کس کے سر ڈال جاؤں جن پر

یار لوار، میں آپ کے پاس سے لوٹ تو آیا لیکن یہ نہ پوچھیے کہ کس عالم میں لوٹا

جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

دل وہیں رہ گیا ہے ـــــ اور اگر دین وایمان میرے پاس تھا تو یہ بھی وہیں کا ہو کر رہ گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ کو مار رکھنے کے اتنے ڈھب معلوم ہیں کہ اُن سے جان بچا کر نکل آنا ہیں کیا رستم واسفند کے بس میں بھی نہیں

مجھے وہ سب کچھ یاد ہے جو چلتے وقت آپ سے کہا تھا اور اگر وقت و ہمت نے یاری دی تو آپ کی بتائی ہوئی راہ پر چلنے کی کوشش کروں گا لیکن جس چیز کو آپ کامیابی کہتے ہیں وہ میرے نزدیک بدترین ناکامی ہے ہو سکتا ہے کہ فی الحال چند روز اپنے آپ کو دھوکا دے سکوں لیکن یہ دھوکا بھی اس احساس سے خالی نہ ہوگا کہ میں اپنے آپ کو فریب دے رہا ہوں، اس لئے سکون معلوم۔ بہر حال آپ مطمئن رہیں، میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ جذبات کے لئے جذبات ہی کی قربانی ہونا چاہیے میں اس کو خوب سمجھتا ہوں

جی ہاں، تشریف لائے تھے لیکن

پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے

تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔ گفتگو ہی شروع ہونے سے پہلے ہی میں نے روکنا مناسب نہ سمجھا، کہہ تو گئے ہیں کہ پھر آئیں گے لیکن امید کم ہے۔ میری تحریر سے نہیں لیکن آپ کی تحریر سے ضرور ... ہو گئے ہوں گے اردو مدد گفتگو کا

بس یہی عالم ہے کل تشریف لائے تھے نہایت بدحواس و پریشان حال میں۔ نہ قصداً کوئی ذکر نہیں چھیڑا، ورنہ رو پڑتے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ چند دن کے لئے تم اپنے پاس بلالو۔ شاید سنبھل جائیں۔

مکرمی۔ میں آپ کی رائے سے تو متفق ہوں لیکن تدبیر و عمل کی راہ سے نہیں۔ یعنی یہ تو ضرور چاہتا ہوں کہ اُن کو ہموار کر کے یہ کام کیا جائے لیکن ہموار کرنے کی جو صورت آپ نے سوچی ہے وہ میرے نزدیک صحیح نہیں۔

آپ جانتے ہیں وہ نہایت خاموش بلکہ گھنّا انسان ہے، ایک عمر گزرنے کے بعد بھی میں یہ نہ سمجھ سکا کہ جب وہ خفا ہوتا ہے تو مسکراتا کیوں ہے اس لئے اس کے دل میں گھر کرنا تو مشکل ہے، خدا معلوم کیا سوچتا ہے کس ادھیڑ بُن میں لگا رہتا ہے۔

ایسے انسانوں کے متعلق میرا تجربہ یہ ہے کہ جب تک انکے دماغ کو کوئی سخت ضرب نہ پہونچائی جائے ان کی زبان نہیں کھلتی اسلئے زیادہ مناسب ہے کہ بجائے صلح و آشتی کے آپ شروع ہی سے معاندانہ پہلو اختیار کیجئے اور اس کو یقین دلائیے کہ اس نزاع میں آپ کی ہمدردیاں دوسرے فریق کے ساتھ ہیں یہ بات چونکہ اسکی توقع کے خلاف ہوگی اس لئے وہ گھبرا جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ شکوہ و شکایت کے سلسلہ میں دل کی بات زبان پہ آجائے۔ مجھے بھی اس کے ساتھ پوری ہمدردی ہے لیکن پہلے یہ تو اطمینان ہو جائے کہ وہ کس قسم کی دشمنی کو دوستی سمجھتا ہے۔

ہے اس کی قوت محسوس کرتا ہوں لیکن   یہی بات میں جو کہتا تو یہ اعتبار ہوتا
اور سچ پوچھئے تو سوال اعتماد و بے اعتمادی کا بھی نہیں بلکہ اس بات کا ہے کہ
زشلم بخیہ تواں کرد چاک دامن گل را
اس سے زیادہ مدّتمتی اور کیا ہو سکتی ہے

شعراء کہا کرتے ہیں کہ درد حد سے گزر کر دوا ہو جاتا ہے یہاں دوائیں حد سے گزر کر
درد بن گئی ہیں پھر آپ کیوں اپنی محنت رائگاں کریں، دیں تصور بسمل زیادہ ا

کس قدر تکلف ہوئی مجھے یہ سنکر کہ آپ ادھر سے گزرے بھی اور واپس بھی گئے
یہ میں جانتا ہوں کہ مجھ سے ملنا ضروریات زندگی میں داخل ہے نہ شاطر زندگی میں؛
لیکن کم از کم آپ کے لئے معیار انسانیت ضرور تھا" آپ کے لئے" اس لئے کہ آپ سے
آپ کو مجھ سے زیادہ انسان سمجھتے ہیں۔

خیر، میں یہ تو پوچھ نہیں سکتا کہ سفر کا مقصد کیا تھا، لیکن اسقدر بتا دیتے ہیں
کیا حرج ہے کہ آئندہ کب جانے کا مقصد ہے مجھے آپ سے بعض باتیں نہایت
ضروری کرنا ہے، چاہتا ہوں کہ اسٹیشن ہی پر مل کر کہہ لوں جو کچھ کہنا ہے، یوں تو میں
لکھوں گا نہیں اور لکھوں بھی تو آپ جواب کب دیتے ہیں

حط بہو نجا، کیا بتاؤں ان کا کیا حال ہے کسی استاد کا یہ شعر تم نے سُنا ہوگا
ڈیہی تو بس عشق کی تاب رسے   ارے بابا رے، بابا رے بابا رے

اسی "دل سے پیکان نکلنے" کو میر اس طرح کہتا ہے:-

سب ہوئے نادم پئے تدبیر ہو جاناں سمیت   تیر تو نکلا مرے سینہ سے لیکن جاں سمیت

آپ ان دونوں میں کوئی فرق محسوس کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر میر کا شعر آپ کے دل پر کوئی اثر چھوڑ جاتا ہے تو غور کیجئے کہ کیوں؟ اسی چیز کا نام تغزل ہے۔ لیکن اگر آپ کو ذوق کا شعر زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے تو پھر آپ کو کسی رہبری و ہدایت کی ضرورت نہیں آپ آزاد ہیں جو چاہے کہئے اور جو چاہے کیجئے۔

ذوق کی ایک مشہور غزل ہے "قابل ہوتا۔ مقابل ہوتا"۔ قابل کا قافیہ انھوں نے اس طرح نظم کیا ہے۔

سینۂ چرخ میں ہر اختر اگر دل ہے تو کیا   ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا

دوسرا مصرعہ بہت پاکیزہ ہے لیکن پہلے مصرعہ کے سینۂ چرخ اور اختر نے شعر کو تغزل سے علیحدہ کر دیا۔ اسی قافیہ میں شہیدی کا شعر سنئے:-

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر   تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

افسوس ہے کہ شعر کا صحیح ذوق بالکل خدا کی دین ہے اور کوشش کر کے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ کیا ضرور ہے کہ ہر شخص شعر بھی ضرور کہے۔ شاعر ہونا کوئی بڑی عمدہ بات نہیں جس پر آپ کو رشک آئے۔ لیکن اگر آپ اس مشغلہ کو ترک کرنا نہیں چاہتے تو غزلوں کا خیال چھوڑ دیجئے اور بہت سے اصناف سخن ہیں ان کا تجربہ کیجئے۔

بندہ نواز، مکرمت نامہ کا شکریہ۔ آپ نے جن محبت بھرے الفاظ سے مجھے یاد کیا

جناب کی تحریر قضائے مُبرم کی طرح ہوتی ہے اور اسی وقت میں نے تعمیل ارشاد
بھی کر دی، لیکن اگر ناگوار نہ ہو تو یہ بتا دیجئے کہ اس تدبیر سے آپ نے کیا فائدہ سوچا
ہے نفس معاملہ اگر وہ آپ کی خواہش کے مطابق تحریر دے بھی دیں، تو اُس کی
پاسداری کی ضمانت کیا ہے جس کام کا آغاز ہی بے اعتمادی ہو اسکا انجام معلوم!
اگر یہ سب کچھ برائے احتیاط ہے، تو میری رائے میں یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے
کوئی شخص زہر کھا کر مر جانے کے لئے تو تیار ہو لیکن شرط یہ قرار دے کہ پہلے تریاق مہیا
کر دو تریاق کی فکر ہو تو زہر کھانا ہی کیا ضرور ہے
اگر آپ کو ان کی طرف سے بدعہدی کا اندیشہ ہے تو میری رائے میں یہ رشتہ
مناسب نہیں۔ ٹوٹنے والے دل کہیں دستاویز و تحریر سے جڑا کرتے ہیں

گرامی عزیز

غزل دیکھی، یوں آپ کا جی خوش کرنے کے لئے کہئے تو تعریف کر دوں لیکن میری
رائے میں آپ کی غزل کا ایک شعر بھی صحیح رنگ تغزل نہیں رکھتا آپ اس بات میں
میری رہنمائی و ہدایت چاہتے ہیں، لیکن میں کیونکر سمجھاؤں کہ تغزل کس چیز کا نام ہے اور
اسکا صحیح معیار کیا ہے۔

ذوق کا شعر ہے

ساتھ آہ کے سب دل سے وہ پیکاں نکل آیا تھا کام تو مشکل مگر آساں نکل آیا

فن کے لحاظ سے اس میں کوئی خامی نہیں لیکن شعریت یا تغزل سے اسے کیا واسطہ؟

خدا کے لئے کوئی اور مشغلہ اختیار کیجئے، یہ بالکل ذوق کی چیز ہے اور آپ منطق سے کام لیتے ہیں۔ عاقبت خراب ہونے کا تو اندیشہ نہیں، لیکن دماغ خراب ہو جانے کا ضرور ہے۔

مکرمی۔

زحمت تو ہوگی، لیکن میرا بڑا کام نکل جائے اگر آپ سلام صاحب کو فوراً میرے پاس روانہ کر دیں۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ "وہ لبر ندرش" قسم کے انسان ہیں اور جب وہ کبھی سفر کرنا چاہتے ہیں تو ریل ہمیشہ وقت سے پہلے چھوٹ جاتی ہے۔

وہ وعدہ کریں بھی تو یقین نہ کیجئے بلکہ اپنے آدمی سے کہیے کہ کشاں کشاں انہیں اسٹیشن تک لیجائے، بلکہ ممکن ہو تو گاڑی میں بٹھانے کے بعد دروازہ کو بھی مقفل کرا دے اور جب تک ریل کی رفتار کافی تیز نہ ہو جائے دیکھتا رہے کہ کہیں کھڑکی سے باہر کود نے کی کوشش تو نہیں کرتے۔

میں ایک روز خط بھیجتا ہوں اور وہ روز وہاں سے لکھ بھیجتے ہیں کہ آرہا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ قیامت کا آنا برحق ہو یا نہ ہو لیکن انکا نہ آنا ضرور برحق ہے اس لئے مجبور ہو کر آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔

ان کے نہ آنے سے جتنا حرج ہو رہا ہے اس کا اندازہ آپ میری اس بیتابی سے اچھی طرح کر سکتے ہیں۔

دل گرفتار دیارے پروائی تو نہیں ہے تاہم — [1] دیرے ست کہ خاطر تماشا نیست
ابھی دیکھئے جائے کیا ہوتا ہے

خدا کے لئے کبھی تو کوئی غلطی کیا کرو آخر انسان ہو خدا تو نہیں ہو۔ پھر اس ہوشیاری و چالاکی سے کیا فائدہ۔ سچ کہتا ہوں بعض وقت یہ سوچ کر میرا دم گھٹنے لگتا ہے کہ نہ میں تم کو کوئی مشورہ دے سکتا ہوں، نہ تم کسی کی مان سکتے ہو۔ ایسے میں ذرا ایسی صورت تو دیکھو کیسی "روڑھی" ہوتی جاتی ہے حماقتوں کے جھولے میں[2] کا کوسوں پتہ نہیں ہر وقت تمہارے چہرہ سے ایک ایسے خطر کا سا احساس پیدا ہوتا رہتا ہے جیسے دشمن کے ہوائی جہاز بم برسانے والے ہوں۔ لاحول ولا قوۃ! یہ بھی کوئی زندگی ہیں زندگی ہے کہ نہ انسان کسی کے دھوکے میں آئے، نہ کوئی اس کو بیوقوف بنا سکے۔

دہلی کب آؤ گے واقعی مجھے تمہاری ضرورت ہے، میں جھوٹ میں کہتا اور کہوں بھی تو کس توقع پر؟

جناب من! جو شعر آپ نے لکھا ہے وہ غالب کا نہیں، لیکن اگر آپ کو اسی پر اصرار ہے تو غالب ہی کا سہی، بہرحال جس کا بھی ہو، بالکل لغو و مہمل ہے۔ آپ نے اس سے زیادہ کچھ پوچھا نہیں، اس لئے تفصیل میں کیوں پڑوں اور آپ پوچھیں بھی تو میں اس سے زیادہ کچھ نہ کہوں گا کہ مہمل ہے اور بلا دلیل مہمل ہے

کے لحاظ سے تو اپنی جگہ زندگی کا ثبوت ہے۔ یعنی اگر دم آنکھوں میں ہو تو بھی "ساغر و مینا" کو سامنے رہنا چاہیئے۔ یہ تو آپ کی پہلی بات کا جواب ہوا اب دوسری بات لیجئے۔ آپ نے مسلم لیگ کی بے بڑی آزادی کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق میں صرف یہ کہوں گا کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اسے نہ دیکھئے، بلکہ جو کچھ وہ کرتا ہے اسے دیکھئے۔ زبان پر نعرۂ آزادی اور ہاتھ میں برطانوی دامن! لب پہ ذکر پاک یزداں اور دل میں اہرمن!

پھر جناب یہ شراب تو ہے نہیں کہ "یا غفور" کہہ کر آپ چڑھائیں اور کام چل جائے
یہ معاملہ "دار و رسن" کا ہے جہاں "انا الحق" کہے بغیر کچھ ہاتھ نہیں آسکتا۔

محمدؐ نے آزادی کا تخم بویا علیؓ نے اسے پروان چڑھایا لیکن آج محمد علی (جناح) کے نزدیک اس کی حیثیت "سمرقند و بخارا" سے بھی کم ہے کہ بجائے "خال ہندو" کے "زلف چلیپا" پر قربان کر دینے کے لئے تیار ہے!۔ پھر قیامت یہ ہے کہ اس واقعہ کو تاریخ اسلام میں بھی شامل کیا جائے گا ان بردہ فروشوں پر آپ کی اولاد فخر بھی کرے گی — !
معاذ اللہ!

کیا پوچھتے ہو ان کا کیا عالم ہے۔
رنگ کھلتا جا رہا ہے جتنا کہ اڑتا جا رہا ہے!

آپ کا پیام سنکر ہنس پڑے لیکن ایک ایسی سوگوار ہنسی کے ساتھ کہ اس سے زیادہ رونا ممکن نہیں! میں نے زیادہ گفتگو مناسب نہیں سمجھی لیکن سنا میں نے یہی ہے کہ تعلقات کی نزاکت نے زیادہ خطرناک صورت اختیار کر لی۔ یہ ہے صورت ——

ملنا چاہیئے تھا

حزیں تو جواب تھا آپ کی خفگی کا اب اصل معاملہ کے متعلق بھی سن لیجئے اول تو ان سے کئی دن تک ملاقات نہ ہو سکی ، باہر کسی کام سے گئے ہوئے تھے کل واپس آئے تو گفتگو ہوئی پہلے تو انھوں نے آپ کی پیکس کو قابل توجہ ہی نہ سمجھا لیکن جب میں نے تمام اسناد و شمار دکھائے تو انھوں نے بمشکل وعدہ کیا کہ وہ خود جا کر دیکھیں گے اس لئے اب آپ ان کی آمد کا انتظار کیجئے تاریخ کی تعیین انھوں نے ابھی تک نہیں کی ہے ایکس میں ان سے پوچھکر آپ کو مطلع کر دوں گا جلدی نہ کیجئے ورنہ وہ بھڑک جائیں گے ، نہایت سخت قسم کے "رگ ہارال دیدہ" انسان ہیں

یہ آپ نے کیا کہا کہ کل کی خبر نہیں کیا ہوگا۔ آپ کو خبر ہو ، مجھے تو پتا ہے صبح سورج نکلے گا اور شام کو ڈوب جائے گا اسی کا نام کل تھا اسی کا نام آج ہے اور اسی کو فردا کہیں گے ، آپ کا ریستی گردوں پر سوا امیر الوریہ رکر وٹیں بدلنا ، ان دونوں میں کوئی حزیں اس نظام کو بدل نہیں سکتے ، جو آفتاب صبح کو طلوع ہوتا ہے وہ شام کو غروب ضرور ہوگا اور دن کسی نہ کسی طرح کٹ ہی جائے گا

آپ دنیا کو اپنے نقطۂ نظر سے کیوں دیکھتے ہیں۔ آپ اس کی پوری کروی حیثیت کو سامنے رکھئے ، جب تک ہم زندہ ہیں اس کے ساتھ گردش کرتے رہیں گے ، ہمارے بعد جو آئیں گے وہ اسی چکر میں رہیں گے۔ یہ میں نے اس لئے عرض کیا کہ "ریسم و درما" کی زندگی میں جو تعطل پیدا ہو جاتا ہے ، وہ مجھے پسند نہیں ، عمل محض عمل

کو مدّ نظر رکھکر حقیقت سے بھی روگردانی کرلیں۔ گر لیکن میرے یہاں تو وہی ایک ۹۰
ڈگری والی نگاہ ہے۔ یعنی پہلے ایک رائے قایم کرنا اور پھر اسی کو سامنے رکھ کر سیدھا
راستہ اختیار کر لینا خواہ وہ ترکستان جاتا ہو یا عربستان! بالکل اسی قسم کا اختلاف
میرے آپ کے درمیان اس معاملۂ خاص میں بھی ہے آپ یہاں ہیں کی اس منزل
میں جہاں سوائے "کرکرا" کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ میں فطرتِ انسانی کی لغزشوں
کے لئے بھی تھوڑی سی جگہ سادہ چھوڑ دینا چاہتا ہوں۔ البتہ اگر آپ کی رائے میں
اصلاح کی حد سے گذر گئے ہیں (جس سے میں متفق نہیں) تو بیشک مجبوری ہے اور
اس صورت میں مجھ سے کیا سقراط و افلاطون سے بھی رائے لینے کی ضرورت نہیں لیکن
ایک بار پھر بھی عرض کروں گا کہ فیصلہ کرنے سے پہلے ایک بار اور غور کر لیجئے اور یہ سمجھ کر کہ
انسان کی تمام تمنائیں پوری نہیں ہوا کرتیں اور پوری ہو بھی جائیں تو کوئی لطف نہیں

کیا خوب! آپ کے خط کا جواب دینے میں مجھ سے ایک دن کی تاخیر ہو جائے تو
میں نامعقول و بدتمیز لیکن آپ میرے خط کا جواب کبھی نہ دیں تو آپ بدستور معقول
وخوش تمیز بنے رہیں۔ کیا جونپور میں اسی قسم کی منطق پڑھائی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے
وہاں کے قاضی اسی قسم کے استدلال سے مشہور ہو رہے تھے!

میں جانتا ہوں کہ آپ کا خط کوئی تفریحی چیز نہ تھی کہ میں اسے ہنس کر ٹال دیتا،
بلکہ کاروبار سے متعلق تھا۔ آپ زندگی کی اس منزل سے تعلق رکھتا تھا جس میں پیچھے
مڑ کر دیکھنے والا پتھر کا ہو جاتا ہے لیکن ان تمام باتوں کی تحقیق کے لئے مجھے کچھ وقت تو

جب زمانہ قریب آئے تو پھر اطلاع دیجئے گا ۔۔۔ مجھے تو اس ذکر میں لطف آتا ہے۔

بندہ نواز آپ کی مہربانیوں کا شکریہ لیکن
عیبِ ناگفتش ہا رگ عافیت معلوم !

میں آپ کے احکام کی تعمیل فرض جانتا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ زندگی کے اُو فرائض مجھ سے کب ادا ہو سکتے ہیں کہ یہ ادا ہوں گے

آپ کو شاید معلوم نہیں کہ میری "طبع اندوہگیں" نے بہت سے احباب مجھ سے جدا کر دیئے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ میرا یہ جواب آپ کو کسی حد سے متنفر کر دے آپکی محبت کی جو عظمت میرے دل میں ہے اسکا تقاضا تو یہ تھا کہ بغیر کسی پس و پیش کے آپ کے فرمان کے سامنے سرِ اطاعت خم کر دیتا، لیکن اسکا کیا علاج کہ مجھے اپنی ذات سے دشمنی بھی تو ہے اور وہ شاید آپ کی محبت سے زیادہ دیرینہ سال ہے پھر وہ شخص جس نے خودکشی پر کمر باندھ لی ہو اسکی جان آپ کہاں تک بچائیں گے۔

در لعل و تشنہ نہاں ساختہ غالب امروز
گر از بیم نہیں بلکہ   مگر از دیدہ کہ ناکردہ تہہ ساماں ! --

معاف فرمائیے آپ جس زاویے سے دنیا کا مطالعہ کر رہے ہیں وہ میرے زاویۂ نگاہ سے بہت مختلف ہے آپ کا زاویۂ حادّہ ہے یا منفرجہ — یا —
اور میرا مستقیم | — یعنی یا تو آپ تفریط سے کام لیکر فشار کی انتہا کر دیں گے یا افراط

چہ تر، از غلامی جو کاند آب!

آپ اور قصدِ کشمیر! خدا کی شان ہے۔ لیکن سچ کہتا ہوں ایک ایک سانس کا حساب لوں گا، ایک ایک نگاہ کا احتساب کروں گا یہ بھی کوئی تماشہ ہے کہ آپ تو وہاں پہونچکر مزے اڑائیں اور مجھے تڑپنے کے لئے یہاں تنہا چھوڑ جائیں!

نمی ترسی ز آہ آتشینم!

جب میں ہی وہاں نہ پہونچ سکوں تو آپ کو کیا حق جانے کا ہے؟ جناب یہ کوئی جنت تو ہے نہیں کہ جدھر دیکھئے کہنہ مشق نمازی اپنی خشک و عبوس روحیں لئے ہوئے حوروں سے کلمۂ شہادت پڑھوا رہے ہیں۔ یہ کشمیر ہے نائے سرود والا کشمیر، چنگ و رباب والا کشمیر، جہاں گناہ کو گناہ سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ پھر آپکو اتنی توفیق کہاں یقیناً اپریل میں وہاں پہونچ جانا چاہیئے تاکہ آپ ہی کے سامنے وہاں کی برف پگھل پگھل کر پھولوں سے لبریز دامنِ کوہ کو پیش کر سکے۔ کشمیر میں کسی دوست کے یہاں قیام کرنا اپنے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ وہاں تو یہ سمجھ کر جائے کہ سوائے اپنی ذات کے ساری دنیا حرفِ غلط ہے اور یہ بات اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب آزادی کا مفہوم "ہمیں جائے من و جائے تو باشد" کے علاوہ کچھ نہ ہو! پھر یہ لطف کسی کے یہاں قیام کرنے میں کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ دوست لاکھ بے تکلف ہو، لیکن اس حوا کا کیا علاج ہے جو گھر کے اندر ہی بیٹھی بیٹھی آپ اور آپ کے دوست دونوں کا دل خون کرتی رہے گی۔

اس لئے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں ان سے ذکر کروں، تو پہلے اس کا موقعہ دیجئے کہ میں ان سے دوستی پیدا کر لوں گو اس کوشش میں دل و دماغ دونوں کا خون مجھے کرنا پڑے گا لیکن آپ کی خاطر یہ بھی پورا کروں بہرحال جلدی نہ کیجئے اور مجھے کم از کم اتنی مہلت ضرور دیجئے کہ خود ان کے ذرائع و وسائل کی حقیقت معلوم کر لوں اگر وہی کچھ نکلے تو پھر یہ کوشش و کاوش بیکار ہے۔

حضرت، میں اُن لوگوں میں کہاں ہوں جنھوں نے "ساقی کوثر" سے شراب پینے کا توفیق حاصل کیا ہے، میرا شمار تو ان تشنہ کاموں میں ہے جن کا نقطۂ نظر یہ ہے

انتہا یار از ازل ہمیں نہی — سحابیہ جام مرا مے نہی
جہاں از گل لالہ بر لو و رنگ — مس و جحرہ و دامے زرینگ

یہ آپ سے کس نے کہہ دیا اور کسی نے کہا بھی تھا تو آپ نے مجھے اتنا خوش نصیب کیوں سمجھ لیا!

میری ان کی صحبت، یقین کیجئے صرف "جلوۂ برق شراب گاہ گاہی" سے زیادہ نہیں اور وہ بھی اتنے رکھ رکھاؤ کے ساتھ کہ اگر میں انھیں دیکھوں تو وہ نگاہ نیچی کر لیں، اور وہ دیکھیں تو میں شرما جاؤں

افسوس ہے کہ مجھ کو زیادہ جرأت نہیں، ورنہ اُن کی بزم میں تو "پاکوبی" کا اذن عام ہے بہرحال آپ تشریف لائیے، میں آپ کا تعارف ان سے کرا دوں گا خدا کرے میری حسرت آپ ہی نکال لیں، لیکن یہ سمجھ لیجئے کہ۔

آپ آتے آتے رہ جائیں!

اے کیوں بیوقوف بناتے ہو۔ تم اور وعدہ وفا کرو! ایسا [illegible]
ہوگا تو آسمان پھٹ پڑے گا، زمین شق ہو جائے گی اور ہم تم دونوں اسی پر [illegible]
آپ تو مہربانی فرما کر تھمے رہیے جہاں آپ نصب کر دیے گئے ہیں۔ گلگشت کی ضرورت
نہیں۔ چمن والے یونہی تباہ ہیں

مکرمی گرامی نامہ کا جواب مجھے ابھی نہ دینا چاہیے تھا، لیکن آپ کے تقاضے
سے ڈرتا ہوں اس لیے بغیر سوچے سمجھے جواب دے رہا ہوں۔ معلوم نہیں صحیح یا غلط۔
بیشک ان سے میرے مراسم ہیں، لیکن کس حد تک اس کا علم ہوتا، آپ تو نہ ہوتے
آپ کہیں گے پھر پھکڑ بازی شروع کر دی۔ لیکن کیا کروں دنیا جیسا یہ حماقت بھی [illegible]
گا۔ ہم کو کرنا پڑتی ہے۔

دوستی کے مدارج کا تو میں قائل نہیں، کیونکہ اس کی صورت تو بالکل ایمان کی سی
ہے "لا یزید ولا ینقص" لیکن شناسائی کے مدارج البتہ ہو سکتے ہیں۔ جتنے
ان [illegible] دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ بچھڑیے تو آپ جانتے ہی ہیں کہ میں نے انکو دوست
کہنے کی عزت کبھی حاصل نہیں کی، اس لیے اگر میں یہ بتانا بھی چاہوں کہ میری ان کی
شناسائی کا درجہ کیا ہے تو شاید کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا رنگ ہر صبح و
شام بدل سکتا ہے، بلکہ یہاں تک کہ اگر آج ہے تو کل نہیں۔ اور آپ نے بات
وہ کہی جو ایک دوست ہی سے کہی جا سکتی ہے۔

حضرت سلامت! سچ کہتا ہوں آپ کی یہ "سلامت روی" میری جان لئے بغیر نہ
رہے گی۔ ماجرا یہ ہے کہ آپ کا یہ ٹھہراؤ، یہ جمود اور یہ ساقلاریس و مبیتی ایک دن برداشت
سے باہر ہو جائے گا اور میں خودکشی کر لوں گا۔ غضب خدا کا پورا ایک ۔۔۔ یہ ختم ہونے کو
آیا اور آپ اب تک یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ دل کو دل کہنا مناسب ہے یا نہیں۔ اچھا تو آپ
دل کو رات ہی کہیے لیکن خدا کے لئے کہئے تو۔ تاکہ کسی طرح تو ٹیں، یہ تو معلوم ہو
کہ آپ کی قوت گویائی سلب نہیں ہوئی کیا میرے مرنے کے بعد ہی زندگی کا ثبوت
دیں گے؟

آپ جانتے ہیں کہ انتظار سے مجھے نفرت ہے، یہاں تک کہ جنت بھی مجھے اسی لئے
منظور نہیں کہ اس میں ایک لانہایت انتظار کی ضرورت ہے پھر جو آپ نے میرے معاملہ
کو جھلار کھا ہے تو آپ کیا سمجھتے ہیں؟ میں اس سے خوش ہوں گا؟ سچ کہتا ہوں کہ
میں بہت ناخوش ہوں اور اگر تھوڑا سا نامعقول خیال آپ کی بزرگی کا نہ ہوتا، تو میں
آپ کو خدا جانے کیا کیا کہہ ڈالتا

بہرحال جو کچھ آپ کرنا چاہتے ہوں وہ اسی ہفتہ میں ہو جانا چاہیئے، ورنہ
اس کے بعد۔

اللہ اللہ! آپ تشریف لا رہے ہیں، ڈر رہا ہوں کہ کہیں سالکان ملاءِ اعلیٰ کی
نظر نہ لگ جائے، حجرہ فلک سے جھانکتی ہیں کہیں حوریں زمیں پر آ رہی ہیں، کہیں
کروبیاں عالم قدس ہی تسبیح و تہلیل نہ بھول جائیں ۔۔۔ اور ۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ

رہے گا نہ فلسفہ فلسفہ یعنی نہ جینے کا فقرہ باقی رہے گا نہ مرنے کا!

یہ تو معلوم ہی ہے کہ اس شعلہ بیانی سے کسی نہ کسی دن آپ کے سینے سے دھواں اُٹھنے والا ہے! لیکن

ہم دیکھ کر بھی دیکھ سکیں حسنِ یار کو
اتنی طویل فرصتِ نظارگی نہیں

میں اس باب میں "نظریۂ اضافیت" کا قایل ہوں جو وقت و زمان میں بھی انحنا (Curvature) تسلیم کرتا ہے۔ لیکن آپ کیوں ماننے لگے! آپ مجھی کو اپنی غزل سنائیں۔ مگر ادھر صرف اس نیت سے کہ پرانے زخم پھر ہرے کر لوں بہتر ہے سنائے جائیے!

معاف فرمائیے، مجھے صدارت و دارت کا شوق نہیں۔ یہ کیا ضرور ہے کہ جب میں چلوں تو میرے چہرہ پر سرچ لائٹ بھی پڑتی رہے۔ میں زندگی کی اُن شاہراہوں سے گزر رہا ہوں جو خود بہت روشن ہیں۔ روشنی کی ضرورت گلیوں سے گزرنے والوں کو ہوتی ہے! انھیں کو یہ نوید دیجیے۔ علاوہ اس کے ایک بات اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ میں شاعر نہیں ہوں اور صحبتِ شعر میں ایک غیر شاعر کی شرکت ہی کوئی معنی نہیں رکھتی چہ جائیکہ صدارت! بہر حال آپ کی اس عنایت کا شکر گزار ہوں اور اس سے فائدہ نہ اٹھا سکنے پر متاسف۔۔۔!

جسے انگاری کہنا چاہیئے اس سے میری مراد (Bursting Point) سے ہے یعنی
پھوٹ پھوٹ کر اپنے آپ کو واشگاف کر دینے کا لمحہ! "عالم ہمہ خود چیا کہ گُم ہمہ تو"
کا لمحہ ۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان کے سامنے یہی لمحہ آیا ہے ۔ آپ بھی غور
کیجئے، شاید اس میں کچھ صداقت نظر آئے تفصیل بعد کی چیز ہے پہلے "اجمال" میں تو میرا
آپ کا اتفاق ہو جائے چلتے چلاتے نسیتی کا ایک شعر سن لیجئے :

چارہ نتواں کرد درد کہنہ و دیرینہ را
دست بر دل می نہادم پارہ کردم سینہ را

ابھی ابھی لمحاتی ملا غزل پڑھی اور کئی بار پڑھی
میں کچھ عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں کہ آپ کا ذوق غزل بہت خطرناک ہوتا جارہا
ہے آپ کے لئے بھی اور دنیا کے لئے بھی ۔ وہ یوں کہ اگر آپ اس سلسلہ میں واقعی بڑھ گئی
کر گئے تو غزل آپ کے اس کی رگ رگ میں سما جائے گی اور یہ اس لئے کہ لوگ آپ کی تقلید شروع کر دیں گے اور غزل نام ہو جائے گا ایک ایسے مرکب ناقص کا جس کے
الفاظ تو سب ہندوستانی ہوں گے لیکن معنے کے لحاظ سے وہ بالکل no mans
(land) کی چیز ہو گی
ایک تو ہے خالص فلسفہ عشق دوسری چیز ہے (فلسفہ + عشق) آپ تو یقین
کرتے ہیں دو اور دو چار سمجھے گا یہ ـــ آپ جانتے ہیں اس کا نتیجہ کیا ہو گا ـــ عشق عشق

کا اصول ہے، لیکن کہہ نہیں سکتا ورنہ وہ دشمنی ہو یا دوستی، دینے یا لینے کی چیز صرف جان ہی ہے
پھر اگر میں یہ کہوں بھی کہ سوائے "خستک جان" کے میرے پاس کیا ہے، جو آپ کی محبت کے
عوض پیش کر سکوں تو آپ کو اس کی قدر کیوں ہونے لگی اور ہونا بھی نہ چاہئے کیونکہ جان کا
لطف اسی وقت تک ہے جب تک ہم کسی کو "جانِ جاں" کہہ سکیں۔ یہ نہیں تو پھر جان
میں کیا دھرا ہے؟

خیر اس کو چھوڑئے، طبیعت اس وقت ذرا ضلع جگت کی طرف مائل تھی، اس لئے
چند مہمل باتیں بک گیا۔ اب یہ بتائیے میں مذاق نہیں کرتا، سنجیدگی سے پوچھتا
ہوں کہ آپ کیوں مجھے موردِ الطاف بنانا چاہتے ہیں۔ غالب کی طرح "طالعِ محسن کش"
تو نہیں رکھتا، لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ مجھ سے کسی کو "لینا" نہیں ہے۔

جس حد تک زبانی تسکین واسطے حالت کا تعلق ہے، یقیناً میں آپ کا ساتھ نہیں
دے سکتا، رہ گیا اصل مداوا سو وہ نہ آپ کے بس کی بات ہے نہ مجھے اس کے اعتراف
کی ضرورت باتوں سے بھی کام چل جاتا ہوگا، لیکن میں تو صرف کام کی بات چاہتا
ہوں۔ معلوم نہیں آپ کے پاس یہ چیز ہے یا نہیں، خدا حافظ!

آپ کا مقالہ پڑھا جنگ کے وقت آپ سر چھپا کر بیٹھ رہنے کا مشورہ دیتے ہیں،
حالانکہ میرے نزدیک یہ زمانہ صرف اس درس کا ہے

"مرغابی شو کہ کار با طوفان است"

علوم جدیدہ نے وقت کی عجیب عجیب تقسیمیں کی ہیں۔ شاعرانہ لمحے نفسیاتی
لمحے طبیعیاتی لمحے اور خدا جانے کیا کیا۔ لیکن میرے نزدیک ایک لمحہ اور بھی آتا ہے

شاعر جیدحرف ریزوں کے لئے اودھر اُدھر مارا پھرتا ہے حالانکہ اس شہر میں بہت سے یہ کہنے والے بھی پیدا ہوئے ہیں کہ

دنیا اگر دہند نہ خیزم زجائے خویش

پھر کیوں نہ آپ ہی اس "آوارہ مصور" کی تحدید کریں؟

جب سے ہندوستاں کے شاعر نے "آوارگی" کا پیشہ اختیار کیا ہے آپ ہی فرمائیے کہ سکندر کا شہر کا کرایہ لیکر پہنچے در در میں سفر کرکے کتنی دولت اس نے جمع کر لی ہے وہ گاتا ہے ناچتا ہے تھرکتا ہے اڑایا گیا ہے معاف سفر اور شاید دیسی شراب کی ایک بوتل!

یہ تو ہوئی کمائی اب دیکھئے وہ کھویا کیا ہے؟ لیکن بس سن فرمائیے میرا یہ سوال بھی غلط ہے اسکے پاس ہے کیا جو کھوئے گا — میں خط ختم کرتا ہوں کیونکہ مجھے اب تعصب پیدا ہو چلا ہے ممکن ہے آپ کی شان میں بھی کوئی ماریا بات منہ سے نکل جائے چاہئے آپ بھی مارے مارے پھرنے کو کیوں منع کرتے ہیں۔

تا کجا خواہم ستردایں دامن بیباک را

یوں کہنے میں تو یہ کو قبلۂ حاجات ماکعبۂ مرادات بہت کچھ لکھدوں لیکن ڈرتا ہوں کہ یہ سب جزا ت آپ کو میں اپنا دوست سمجھتا ہوں اور بعیسر احتراماحساں کے آپ کے التفات سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں کاش کہ میں بھی اس قابل تاکہ آپ مجھے اپنا دوست سمجھ سکتے! الاحقالالاحف کا اصول تربیت

بزمِ جم آخر شد و وقتِ صبوح مار سید
طرحِ دیگر می‌تواں انداخت دور جام را

لیکن یہ "طرحِ دیگر" کیا ہو سکتی ہے، سوائے اس کے کہ جام و مینا کو چور چور کر دیا جائے اور بساط کو ہمیشہ کے لئے الٹ دیا جائے۔ اب تو یہی سوچ رہا ہوں۔

ماشاء اللہ، کیا کہنا، "جبیں سائی" کا نام آپ نے "قسمت آزمائی" رکھا ہے۔ تدابیر انسانی کی ناکامی کوئی ایسا تجربہ نہیں جس پر حیرت کی جائے، لیکن "بندگی" ہیں بھلا نہ ہونا، عبد و معبود دونوں کے لئے شرمناک ہے۔

مجھے اس سے اختلاف نہیں کہ آپ اس بارے پر قایم رہیں جسے آپ نے سبب سمجھتے ہیں، لیکن جب عزتِ نفس اور غیرت و خودداری کی قربانی کا سوال ہو تو میرے نزدیک دیر و حرم دونوں برابر ہیں انسان اگر خود اپنا مسجود نہیں بن سکتا تو پھر وہ اس قابل بھی نہیں کہ اسکا سجدہ قبول کیا جائے۔

یقیناً مجھے آپ کے موجودہ حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے قریب تر مطالعہ کی ضرورت ہے، لیکن میں ایسی تمنا کبھی نہ کروں گا، کیونکہ مجھے پھر اذیت تکلیف ہوگی۔ جب تک آپ سے دور ہوں، تاویلیں کرنے کا تو موقعہ حاصل ہے، مگر آپ کے نزدیک ہونے کے بعد یہ سہارا بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

تن آسانیوں کی فکر میں سر کھپانے والوں کو یہ کیونکر سمجھاؤں کہ دو پھٹے ہوئے "گریبان" اور "دامانِ چاک چاک" میں کتنی شاہانہ آسودگی پنہاں ہے۔ آجکل

ابھی ابھی تمہارا کارڈ ملا، میں تمہاری محنتوں کا معترف ہوں اور اسی اعتماد کی بنا پر تم کو خط بھی نہیں لکھتا ــــ تم نے جواب بالکل غلط دیکھا میں بالکل اچھا ہوں اور فی الحال پندرہ بیس سال تک بیمار پڑنے کا ارادہ بھی نہیں، تقدیروں کو پلٹ دینے والا انسان ہوں، تمہیں معلوم نہیں؟

یہ مدرسۂ عالیہ کے پرنسپل کی خبر مرگ مجھے کیوں سنائی کیا کوئی بڑے مرد معقول تھے؟ میں تو ان سے واقف نہ تھا ــــ امسال عرس میں شریک ہوں گا ماں مرحوم کی خصوصیات جس وقت یاد آجاتی ہیں تو دل تڑپ اٹھتا ہے مرے میرا ایسے کاش سے پہلا اور آخری انسان تھا۔

عرشی صاحب سے میرا سلام کہہ دو مجھے ان سے اور جو ان کے مولوی ہو ہیں بڑی محبت ہے

چند دن ہوئے اتفاق سے اسماعیل (دیر بے) ملنے آ گئے بڑی مشکل سے پہچانا، اب تو بھئی وہ مکہ میں رہتے ہیں۔ کیا کہہ سکتا ہوں۔ ڈاڑھی کی کمزوری کی

کرمی - آپ نے جو تجویزیں نگار کی ترتیب کے متعلق سوچی ہیں وہ یقیناً ملک کے لئے مفید ہیں، لیکن کوئی ایسی تجویز بھی تو سوچئے کہ ملک، نگار کے لئے مفید ثابت ہو، جس کا دارومدار کس تک کام چلے گا اٹھارہ سال کی جانکاہی کا صرف یہ نتیجہ کہ آپ جیسے ان اللہ کہہ کر خاموش ہو رہیں، اور میں جوں کا سا گھونٹ پی کر رہ جاؤں کم از کم میری سمجھ میں تو آتا نہیں

یہ بالکل صحیح ہے موت کا ایک وقت مقرر ہے لیکن وقت قدرت کا مقرر کیا ہوا نہیں ہے بلکہ خود انسان اسے مقرر کرتا ہے اور ٹال بھی سکتا ہے اگر وہ چاہے۔ صحت کی حالت میں یہ طنطنہ اور ذرا سی بیماری میں یہ کم ہمتی! کسقدر شیوۂ مردانہ کیخلاف ہے۔ عزم انسانی کے معجزے تم نے ابھی دیکھے ہی نہیں۔ ٹھہرو، میں آتا ہوں بھتیں کافر بنا کے نہ چھوڑا ہو تو بات نہیں!

تم نے بالکل صحیح سنا ہے۔ واقعی ایک زمانہ سے میرے ان کے درمیان سلسلۂ مراسلت بند ہے لیکن اسکا سبب وہ نہیں ہے جو تم سمجھے ہو۔ آخری بار ان سے دہلی میں ملنا ہوا تھا اور ایک ہفتے تک برابر ساتھ رہا شاید تین چار سال کی بات ہے اسکے بعد وہ ایران چلے گئے اور وہاں سے عراق وغیرہ ہو۔ تم ہوسکے پچھے مہینے کے بعد واپس آئے ان کے خطوط برابر آتے تھے واپسی پر انھوں نے ایک خاص معاملہ میں مجھ سے مشورہ چاہا تھا اور وہ میں ان کی خواہش کے مطابق نہ دے سکا اس کے بعد پھر انھوں نے کوئی خط نہیں لکھا۔ اور مجھے بھی کوئی موقعہ یہ سوچنے کا نہ ملا کہ وہ کیوں خاموش ہیں۔

بعد کو مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ انھوں نے میرے مشورہ پر عمل نہیں کیا اور کافی نقصان اٹھایا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ حجاب اسی لئے ہو بہرحال میں انہیں لکھتا ہوں، اگر مان گئے تو خیر ورنہ اسمیں نقصان ہی کیا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ آیندہ کسی تاریخ میں ممکن ہو۔ اس لئے میری جو رائے ہوسکتی ہے وہ ظاہر ہے

سچ کہتا ہوں کہ میں نے یکا ارادہ کرلیا تھا کہ تم کو خط نہ لکھوں گا۔

پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم

تمہاری حالت کا حال سن کر دل تجیں ہوگیا خدا کے لئے لکھو کہ معالجہ و مداوا کی کیا صورت اختیار کی ہے، وہ حرارت جگر ہو ما التہاب جوں، ان میں سے کسی کا علاج ڈاکٹروں کے پاس نہیں ہے سب سے پہلے تو تمہیں جگہ بدلنا چاہئیے اور گوشت یک لخت ترک۔

قدرت اگر بیمار ڈالتی ہے تو علاج بھی کرتی ہے کھلی ہوئی صاف و خشک ہوا پھلوں کا استعمال، مقررہ اوقات پر مقررہ ہلکی غذا اور دماغی کاموں سے زیادہ ضرورت ان چیزوں کی ہے اور تمہیں وہاں میسر نہیں آسکتیں پہاڑوں پر جانے کا موسم نہیں ہے اس لئے کم مرتفع مقامات کا انتخاب مناسب ہوگا اس صورت میں پڑولی اور ریحاب میں کیمبل پور دسترس مقامات ہیں۔

اگر واقعی تم اس کے لئے تیار ہو (اور تیار نہ ہونا کیا معنی، ہونا پڑیگا) تو میں تمہارے ساتھ چلوں گا مرض چھوٹا ہو یا بڑا، ابتدا ہی میں اسکی روک تھام ہونی چاہئیے مجھے یقین ہے کہ تم اس بات میں صدمے کا م نہ لوگے اور لوالیسی ڈاک مجھے اطلاع دوگے کہ کس تاریخ تک جانے کا ارادہ ہے اسکی ضرورت ہے کہ پہلے سے انتظام کیا جائے میں تو تمہارے ساتھ ہوں بس ہو جائے گا۔

مسرت ہوتی اگر بغیر میرے پوچھے ہوئے، آپ میری طرف سے انھیں مطمئن کر دیتے۔
انھیں بھیجئے، میری ہر امکانی کوشش اسکے لئے وقف ہے، لیکن کامیابی
بکر لئے غالباً آپ کے روحانی نصرت کی بھی ضرورت ہوگی

کعبۂ مستمنداں، ایک زمانہ ہوگیا کہ آپ مجھ سے بے خبر ہیں۔ ڈر رہا ہوں کہ
اسکا سبب ناخوشی تو نہیں۔ درگاہِ گرامی کے ساتھ مجھے لاکھ عقیدتمندیاں سہی،
لیکن "رد و قبول" کا اختیار تو حضرت ہی کو حاصل ہے اور میں شاید اسی منزل سے
ابھی دور ہوں جب "سجدہ" بے نیازِ "مسجود" ہو جاتا ہے۔
میری آشفتہ بیانیاں بدستور اپنی جگہ قائم ہیں اور اگر ان میں کوئی تغیر
ہوا بھی تو یہ کہ اب نہ "نالۂ نیم شبی" میں کوئی لطف باقی رہا نہ "دعائے صبحگاہی"
میں حاضری کا ارادہ کر رہا ہوں، لیکن ابھی تک میرے اختیار میں نہیں۔
ہاں، مگر لطف شما پیش بندگان سے پسند!
سید صاحب قبلہ آج کل کہاں ہیں؟ اگر وہاں ہوں تو میرا سلام قبول فرمائیں

شادی مبارک ہو! عدم شرکت کا مجھے واقعی سخت افسوس ہے، لیکن تمہارا
اصرار بھی کچھ یونہی سا تھا، نہایت کمزور قسم کا ورنہ میرا نہ پہونچنا کیا معنی؟
"ہنی مون" کا زمانہ کہاں بسر کیا جائے گا؟ بنگلور میں؟ یہ میں تم سے نہیں
پوچھ رہا، بلکہ کسی اور سے پوچھ رہا ہوں۔ جواب مجھیں دو گے لیکن وہ تمہارا نہ ہوگا

رجھا دار رآمادت در میساں
ورہ خار و نستر و خزاں یکے ست

مجھے وعدہ یاد ہے اور اس کے ایفا کا بھی ارادہ رکھتا ہوں لیکن آپ کے تقاضہ سے نہیں، اسی خوشی سے یہ ایسی جلدی کیا ہے۔ وقت آنے دیجئے، میں اور میری تمام توانائیاں آپ کے لئے وقف ہیں۔

تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تم سے چاہوں اور اسقدر چاہوں کہ بات کرنا پسند نہیں کرتا، پھر کس امید پر مجھ سے جلد ذکا بات کی ارادت کرتے ہو۔ تم نے جو صدمہ مجھ کو پہونچایا ہے وہ ایسا نہیں جسے میں آسانی سے بھول جاؤں میں جانتا ہوں کہ تمہارے پاس "عذر ہائے لنگ" کی کمی نہیں اور شاید اسی اعتماد پر تم نے یہ سب کچھ کیا ہے لیکن میں بھی اتنا احمق نہیں کہ آنکھ بند کر کے تمہاری ہر بات کو مان لوں، اور تو اور کبھی بند نہیں ہوتا یہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے جو ہمیشہ گناہ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں اسلئے تمہارے "اعتراف" کی قیمت مجھے معلوم ہے "ندامت" کا کفارہ "تشکر" سے بھی نہیں ہو سکتا، تمہاری جھوٹی باتوں کی کیا حقیقت ہے!

قبلۂ محترم!

آپ کا ادنیٰ اشارہ میرے لئے "فرمانِ خداوندی" ہے چہ جائیکہ آپ کسی بات پر اتنا اصرار فرمائیں مجھے حیرت ہے کہ آپ نے مجھ سے پوچھا کیوں مجھے کسقدر

اس کا اظہار نہ ہو۔ دو دھاری تلوار کا کیا کہنا!

آپ میرے اس استفسار سے بدگمان نہ ہوں۔ لیکن یہ بھی نہ پوچھیں کہ میں یہ کیوں پوچھتا ہوں۔ بس پوچھتا ہوں، یونہی پوچھتا ہوں۔

"چہ تواں کرد امرا با تو سرے افتادست"

اگر فرصت ہو تو کبھی کبھی یاد کر لیا کیجیے۔ اور میری اس حسرت کو کبھی نہ بھولیے کہ

نہ باتو رفتم و نے بے تو در غمست مُردم
یکے ز دست نیامد ازیں دو کار مرا

آپ کا خط، جسے "شہر آشوب" کہنا زیادہ موزوں ہے، پہونچا۔ یوں کہئے آپ کی جوانمردی کی تعریف کر دوں، لیکن "جوانمرگی" کی بات ہی اور ہے۔ آپ لطف و مسرت کی جستجو کرتے ہیں اور یہاں یہ عالم ہے کہ

باز می جوئیم دلِ افسردہ را
آں دل و آں خاطرِ آزردہ را

آپ کو کیا خبر کہ "تنہا ملول بودن و تنہا گریستن" بھی ایک عالم ہے۔

انسان پر بعض اوقات دو حالتیں نہایت عجیب گزرتی ہیں، ایک بغیر سوچے کام کرنے کی اور دوسری بغیر کچھ کئے ہوئے سوچتے رہنے کی۔ آپ اُس عالم سے گزر رہے ہیں اور میں اِس عالم سے۔ نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ یعنی نہ آپکو اپنی سرگردانی سے کچھ ملتا ہے اور نہ مجھے اپنی حیرانی سے!

کھائیے اور قدم آگے بڑھائے۔ مرل تک پہونچ جانا شاید اسقدر دلچسپ نہیں، جتنا مرل تک پہونچنے کا خیال۔ بہرحال دیکھتے جائیے کیا ہوتا ہے، ابھی آپ کی قیاس آرائیاں قبل از وقت ہیں

پیار لواریوں کا شکریہ، لیکن یہ آپ نے کیا فرمایا؟ آپ سے دور ہو کر میں نے آپ کو بھلا دیا ہے شاید آپ کو معلوم نہیں کہ

ماسد شعلۂ حسن ترا، لیست درو یکدست

آپ سامنے ہو یا نہ ہوں " عالم ہے وہی جلوہ گری کا "

قدرت کی طرف سے حسن کے لئے رحم کھانا اور تڑپنا مقسوم ہو چکا ہے۔ اسکے لئے آپ کو کیوں اتنی فکر رہتی ہے نگاہوں کے نشتر نہ سہی جنگل کے کانٹے سہی آپ نہیں آپ کی یاد تو ہے،

دل وصد آرزوئے خام، دل
یا، حیدیں قریب ومن تنہا

یقینا پچھلی بار آپ سے بہت رواروی میں ملنا ہوا مجھے خدا جانے کیا کیا کہنا تھا لیکن نہ کہہ سکا، اور آپ نے بہت سی وہ باتیں کہہ ڈالیں جو نہ کہنا چاہئے تھیں جیسا - ایسا نے سے پیدا ہونے والے تعلق کا بھی ذکر مجھ سے کیا تھا؟ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ تکمیل کو پہونچایا نہیں؟ تحریر کے سرورق پر جو تیہ درج ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک نہیں ہوا لیکن ہو سکتا ہے کہ "ادھر" ہو" اور ادھر

ہند کی وجہ سے!

بہر حال اگر اب بھی وقت ہو تو لکھئے، تعمیل ارشاد کے لئے آمادہ ہوں۔ وہ خود یہیں آنے کو رہتے ہیں، میرے جانے کی ضرورت نہیں۔ اگر انھیں ماننا ہے تو یوں بھی مان لیں گے، میری نقل و حرکت سے کیا ہوتا ہے۔

یہ آپ نے خوب کہا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا آپ کو کیا خبر کہ ابھی دل میں کیا کیا ہے!

نالہ بیمار آہ و بسیار ست
درد را دستگاہ بسیار ست

نہ قسمت کا قایل ہوں نہ اس بات کا کہ "ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے" آپ نے نہ دیکھا ہو لیکن میں نے بارہا تدبیروں سے قسمت کو الٹ جاتے دیکھا ہے۔

آپ پوچھیں گے کہ اب میں کیا کرنے والا ہوں۔ لیکن ابھی تک مجھے خود نہیں معلوم۔ ہاں مایوس نہیں ہوں اور جانتا ہوں کہ آج نہیں تو کل نئی راہیں پیدا ہوں گی۔ ارادہ ہے کہ اخیر جنوری میں یہاں سے روانہ ہوں اور اس وقت تک واپس نہ ہوں جب تک ادھر یا ادھر آخری فیصلہ نہ ہو جائے۔ آپ کو البتہ تھوڑی سی مدد کرنا پڑے گی۔ لیکن ابھی نہیں، عین وقت پر بتاؤں گا تاکہ آپ کو بہانہ تلاش کرنے کی فرصت کم مل سکے۔

زندگی سے کہیں میں دلچسپی پیدا کرنا ہو تو پیچھے مڑ کر کبھی نہ دیکھئے، ٹھوکریں

طلوع سے بھی ریخ ہوتا ہے کہ اسکے بعد غروب ہے پہلے کائنات کو اسی طرح دیکھتے تھے جیسے چڑھتی ہوئی ہوائی کو دیکھتے ہیں، آج اسکا مطالعہ اسی طرح کرتے ہیں جیسے وہ 'ہوائی' زمین کی طرف آرہی ہو۔ سے لوداسے رنگ،

لوگ کہتے ہیں، سمجھ چالیس کے بعد آتی ہے لیکن اگر سمجھ اسی کا نام ہے تو شاید موت دنیا کی سب سے بڑی "سمجھ" ہے۔ جوان جینا اور جوان مرنا بھی کتنی بڑی نعمت ہے۔ پھول وہی ہے جو کھلتے ہی ٹہنی سے چن لیا جائے۔ جب تک دستے پر زمین سے اسکی پنکھڑیاں کوئی چنتا بھی ہے تو پھول سمجھ کر نہیں بلکہ کیاری صاف کرنے کے لئے۔

ابھی نہیں کچھ دن گزر جانے دو، اسوقت تم اسکو بہتر سمجھ سکوگے، میں پاؤں توڑ کر بیٹھ جانے کا قائل نہیں لیکن ہر آوارہ گردی کو بھی جی نہیں چاہتا، میں تمہارا ساتھ کیونکر دے سکتا ہوں

-

حضرت! آپ کے شکوہ محبت کی قدر کرتا ہوں اور معذرت خواہ ہوں کہ واقعی مجھ سے سخت کوتاہی ہوئی لیکن ڈرتا ہوں کہ میری سادگی بیاں آپکو اور زیادہ برہم نہ کر دے

میں نہیں تھا، لیکن سچ پوچھئے تو نہیں تھا ایک عزیز دوست کی علالت نے اسقدر سراسیمہ رکھا کہ دنیا کا کوئی کام سوائے انکی تیمارداری کے کرہی نہ سکا گو اب خطرہ باقی نہیں لیکن میری فکر اب بھی وہی ہے، بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ اُن کی

قدرت فیصلہ کر چکی ہے کہ ہندوستان میں اس قوم کو اب فنا ہوجانا ہے،
لیکن جینا کہتے ہیں کہ جب تک یہاں انگریز موجود ہے وہ برابر جئے جائیں گے اچھا
یہ سمجھو کہ اس نئے زمانہ میں، زندگی کا مفہوم کتنا بدل گیا ہے۔
تف ہے ایسی زندگی پر۔

بہ خم نشستہ ۔ فلاطون ز شرم آب نہ شد
بہ حیرتم کہ فلاطون سرشد و شراب نہ شد

خط پہونچا، اب کیا پوچھتے ہو کہ کس اُدھیڑ بن میں لگا ہوا ہوں۔
"تم کیا بدل گئے کہ زمانہ بدل گیا" صرف شاعری ہے، حقیقت نہیں —
حقیقت یہ ہے ۔

ہم کیا بدل گئے کہ زمانہ بدل گیا

سو، اب یہ دیکھو کہ "ہم" کیا ہیں؟ کچھ نہیں! میر علیہ الرحمۃ نے شاید اسی منزل
کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے کہ

القصہ نہ درپے ہو ہمارے کہ نہیں ہم

سو، بھئی اب تو معاملہ اسی "نہیں ہم" کا ہے۔
وہ گلیاں، جن میں ہم تم خاک چھانا کرتے تھے اب بھی وہی ہیں۔ لیکن جن ذروں
کی طرف پہلے دل کھنچتا تھا، آج وہی آنکھیں دکھا رہے ہیں، آفتاب کا طلوع وغیرہ
وہی ہے، لیکن پہلے غروب کی خوشی اس لئے ہوتی تھی کہ اسکے بعد طلوع ہوگا، اب

روئے کشادہ باید و پیشانی فراخ
آنجا کہ سلسلہ ہائے بلا برسر می رسد

حیرت ہے کہ حسین کی شہادت پر لوگ روتے ہیں حالانکہ انہیں جوش میں آ جانا چاہیئے
دیکھئے تعبیرات کا ادنیٰ سا فرق قوم کی قوم کو کہاں سے کہاں لیجاتا ہے
میں دو چار دن میں حاضر ہوں گا اور خود دیکھ کر رائے قایم کروں گا کہ ملک
کس دور سے گزر رہا ہے۔

بندہ نواز! آپ کس کس بات پر سر دھنیں گے خدا کی طرح انسانی حماقت بھی
بالکل ازلی و ابدی چیز ہے جسکا اور نہ چھور، پرانے زمانہ میں اس کی حماقتیں پرانی
قسم کی تھیں اور اس ترقی یافتہ دور میں وہ بھی بہت ترقی یافتہ ہو گئی ہیں! کیا مکر
کوئی کریگا

میں نے یہاں کے بعض اکابر سے گفتگو کی تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی معقول بات
سننے کے لئے تیار ہی نہیں۔ جھگڑا نہ خدا رسول کا ہے۔ نہ عمر و علی کا بلکہ صرف اس
بات کا کہ دیکھیں کون زیادہ احمق و بدتمیز ثابت ہوتا ہے، پھر آپ ہی بتایئے کہ اس
صورت میں مفاہمت کا کیا امکان ہے

حضرات شیعہ کا یہ مطالبہ بھی آپ نے سنا کہ وہ اپنی نمایندگی سنیوں سے علیحدہ
چاہتے ہیں! اُس طرف سوادِ اعظم کی حماقت مسلم لیگ! اور اُدھر شیعہ اقلیت کی
حماقت، خدا کرے شیعی سیاست! پہلے جھگڑا ختم ہوا۔

معذرت خواہ ہوں، میں یہاں موجود نہ تھا کل شام کو آیا اور آج صبح اول اول آپ ہی سے خطاب کی عزت حاصل کر رہا ہوں۔

آپ کی فکر مندیاں بالکل بجا درست ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کر بھی کیا سکتے ہیں۔ ناکامی استدر تکلیف دہ نہیں اگر تدبیر کی راہیں کھلی ہوں، لیکن جب یہ بھی بند ہوں تو پھر مرغ پابستہ کی طرح سوائے تڑپنے اور لوٹنے کے چارہ ہی کیا ہے فی الحقیقت یہ وہ ایذا ہے کہ سوائے خدا کے کسی اور کی سمجھ ہی میں نہ آسکتی تھی اور انسان کے علاوہ کوئی اور مخلوق اسکی متحمل بھی نہ ہو سکتی تھی۔

آپ کہتے ہوں گے کہ میں نے تو اس لئے خط لکھا تھا کہ کوئی تسکین کا جواب آئے گا لیکن اس نے تو مایوسی میں اور اضافہ کر دیا۔ بالکل صحیح ہے لیکن میں اسوقت کوئی جھوٹی توقع دلا کر آخر میں آپ کی ناکامیوں کو زیادہ تلخ و ناگوار بنانا پسند نہیں کرتا، کیوں نہ میں ابھی سے آپ کو اسوقت کے مقابلہ کے لئے تیار کر رکھوں جسکا آنا ناگزیر ہے۔

آپ چونکہ قدرت کی طرف سے بہت زیادہ درد مند دل لیکر آئے ہیں، اسلئے آپ پر اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ چند دن کے لئے آپ کہیں اور چلے جائیں۔ میں یہ مشورہ تو دے رہا ہوں لیکن جانتا ہوں کہ ممکن نہیں۔ بہرحال اب تو مصیبت کا مقابلہ کرنا ہے اور جب چارۂ کار کوئی نہیں تو کیوں نہ مردانہ وار مقابلہ کیا جائے، میں تو خیر نہ سنی ہوں نہ شیعہ، لیکن آپ جس مسلک کے پیرو ہیں، وہ تو یہی بتاتا ہے کہ۔

میر صاحب قبلہ

اگر آپ میرا مشورہ چاہتے ہیں تو آپ کی بزرگی کا پورا احترام کرتے ہوئے بھی مجھے یہی کہنا پڑے گا کہ آپ سخت غلطی میں مبتلا ہیں یقیناً "علم سے" "عمل تنے" سے بہتر ہے، لیکن جب کوئی "تنے" ہو بھی، محض وہم۔ گمان کو حقیقت جان کر دعوئے "انا الحق" کر نا کہاں کی دانشمندی ہے

آپ جس گلستاں سے ایاغ چاہتے ہیں وہ سوائے داغ کے اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا۔ حلد میں سر ٹکرانے سے بہتر یہ ہے کہ گھر کے در و دیوار سے قسمت آزمائی کیجئے اس سے زیادہ کچھ۔ ہوگا تو کم از کم "خون فرہاد برسر فرہاد" تو رہے گا، ورنہ یوں تو نتیجہ اسکے سوا کچھ نہیں نکلتا کہ تربتوں میں خون منجمد ہو کر رہ جائے اور آپ انساں سے اپنے جامے تیغ بکر رہ جائیں۔

اس کوچہ میں آپ سے پہلے بھی بہت سے لوگ جواب جستہ ہو چکے میں اور آخر کار جب پردہ ہٹا تو معلوم ہوا کہ

ہر چہ می دیدم غبار کاروان شوق بود

پھر آپ انہیں کے حال سے عبرت حاصل کیجئے اور اگر یہ واقعی کوئی شاہراہ معرفت ہے تو بھی میں یہی عرض کروں گا کہ

بگزر ز علم و شیوۂ عمل اختیار کن

قبلۂ مستمنداں، نوازش نامہ کا جواب غیر معمولی تاخیر کے ساتھ جا رہا ہے

یہ امر کہ جو طریقہ میں نے اختیار کیا وہ درست تھا یا نہیں۔ شوق و نیاز کی دنیا میں اسکا محاسبہ نہیں ہوتا۔ مصر کے بازار میں یوسف کی خریداری کے لئے ایک بڑھیا صرف سوت کی انٹی لے کر گئی تھی۔ اور اگر یوسف کو خبر ہو جاتی تو شاید اسی کے ہاتھ بک بھی جاتے۔

میں بحمداللہ اچھا ہوں اور اپنے حال پر بالکل قانع۔ پہلے جب "ہوش و حواس" کی منطق سے کام لیا کرتا تھا تو کبھی کبھی دنیا کے کاروبار پر ہنسی آجایا کرتی تھی لیکن اب کسی بات پر نہیں آتی۔ اس سے زیادہ اور کیا چاہیے۔

زندہ رہئے۔ خوش رہئے کہ یہی میری زندگی و خوشی ہے۔

جی ہاں، میرے پاس بھی شکایت کا خط آیا تھا۔ واقعی میں نے ان کے خطوں کا جواب نہیں دیا لیکن اسکی ذمہ دار وہ خود ہیں۔ انھوں نے مجھ سے بے تکلفی پیدا کر لی اور عورت کے خط کا جواب کھل کھیلنے کے بعد دنیا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

آپ ہی بتائیے میں ان کو لکھوں بھی تو کیا، نہ اب اشارت و کنایت میں بات کرنے کا لطف باقی رہا نہ وصل و ہجراں کی حکایت کا۔ پہلے جھوٹ بھی اظہار محبت کرتا تو یقین آجاتا تھا، اب جان دیدوں تو بھی اعتبار نہ آئے۔ سچ ہے عورت دوستی کے بعد عورت نہیں رہتی اور چونکہ وہ مرد بھی نہیں بنتی اس لئے وہ ایک مخلوق سی بے تمیز ہو کر رہجاتی ہے، ہاتھ کی چھٹی انگلی اگر واقعی وہ جزو لاینفک ہو جائے۔

آپ تو یہ خط ان کو بھیجدیجئے۔ براہ راست میں انکو لکھتا تو شاید اتنا بھی لطف نہ آتا۔

لاحول ولاقوۃ، آپ نے بھی کس کا ذکر چھیڑ دیا، کہاں کا سکون اور کیسا عدے! اگر میں ان کے مبلغ عرفاں سے واقف نہ ہوتا اور واقعی وہ بڑے پہونچے ہوئے ہوتے تو بھی میرے نزدیک وہ درویشی جو انساں کو دنیا کے لئے بیکار بنادے لایعنی چیز ہے۔

کسی قلندر سے لوگوں نے پوچھا "معرفت چیست؟" اس نے جواب دیا "نتیجۂ بیکاری کہ اگر تعلے دیگر دست بہم میداد ہیچکس دریں خیال نمی افتاد"

گر قابل کسب شغلے می دادیم — درورطۂ فکر خود نمی افتادیم
دیدیم کہ دست ما بجائے نرسید — از سعی جنوں داد گریباں دادیم

جب کسی کے دامن تک ہاتھ نہ پہونچا تو خود ہی اپنا گریباں پھاڑ ڈالا

یہ ہے فقرو معرفت کی انتہائی معراج جس پر آپ اتنا سر دھنتے ہیں، اگر آپ کے پاس فضول وقت ہو تو آئیے میں آپ کو "وضع زردی" کے رموز سے آشنا کروں اگر آپ کو خدا کا جلوہ بادہ و ساغر ہی میں نظر آنے لگے تو میرا ذمہ!

مطالع الاحل۔

کتابوں کی رسید میں آپ نے جن الفاظ سے مجھے یاد کیا ہے، انکو پڑھکر واقعی مجھے بڑی ترحم آئی یہ احسان میرا ہے یا آپ کا کہ آپ نے انکو قبول فرما لیا

ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

یاد رکھئے کہ میرا مقصود بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ آپ مجھے بھلا نہ دیں رہا

اس لئے رنجش بیجا جتنا چاہیں کر سکتے ہیں، ایک وقت آئے گا کہ آپ ہی کو میرا سر پکڑ کر بیٹھنا پڑے گا

حضرت!

شکایت نامہ پہونچا، یہ تو درست نہیں کہ میں "آئین سجود" سے ناواقف ہوں، لیکن "مراتب سجود" سے بیشک آگاہ نہیں۔

میرے یہاں گردن جھکا دینے کے معنے آنکھیں بند کر لینے کے بھی ہیں اور آپ کے نزدیک اس میں عقل و ہوش، بصارت و بصیرت، حزم و احتیاط، بیش بینی و مصلحت اندیشی، خدا جانے کس کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔

میں "رہن محبت" ہونے کے بعد اپنے تئیں اس سے "واگذاشت" کی تدبیر کبھی نہیں کرتا اور دوسرے پر بھروسہ کر کے تھوڑی دیر کے لئے اپنے کو بد مست دیا سمجھ لینے میں بھی بڑی راحت حاصل ہوتی ہے۔ پھر ہو سکتا ہے کوئی دھوکا دے، لیکن میں کیوں اس کا یقین کر کے وہ کچھ سمجھوں، جس کے سمجھنے سے میری "لذت عافیت" برباد ہو جائے۔

آپ چونکہ ان کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں اس لئے انہیں بدتر سمجھتے ہیں، میں نے ان کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی، اس لئے مجھے کیا خبر کہ وہ کیسے ہیں، جب میں کسی سے توقع قائم نہ کروں تو پھر بے وفائی کا مجھے کیا اندیشہ۔

آپ کو کیا معلوم کہ امیدوں سے بے نیاز ہو کر جینا کتنی بڑی نعمت ہے۔

تیرِ قالیں اور ہے تیرِ مستاں اور ہے ۔

محترمی ۔ جو کچھ مجھے عرض کرنا تھا پہلے ہی عرض کر چکا ہوں پھر آپ کیوں، خواہ مخواہ مجھ سے بار بار وہی بات کہلواتے ہیں جس سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے اور مجھے ملال۔ یقیناً میرا فیصلہ سخت ہے لیکن اگر یہ میں زمانہ سے جنگ کرتا ہوں، اس کے رحم پر اپنے آپ کو نہیں چھوڑتا اور آپ کو کیا معلوم کتنا خون دل پینے کے بعد ایک انسان پتھر کا کلیجہ بناپاتا ہے۔

سالہا باید کہ تا یک مرد صاحب دل شود

میں سمجھا کہ آپ نے اسکو کیوں خودکشی سے تعبیر کیا ہے، لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جان دینے اور جان لینے میں زیادہ فرق نہیں ہے، سوال صرف ' دست خویش اور "دست غیر" کا ہوتا ہے سو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

میں خود دل سے اپنے احساسات میں ایک خاص تغیر محسوس کر رہا ہوں آپ بھی اس لیئے یعنی ہر وہ چیز جسے دنیا زیادہ مکروہ سمجھتی ہے مجھے اپنی طرف زیادہ کھینچتی ہے اور میں کچھ ایسا محسوس کرنے لگا ہوں کہ اخلاقی حقیقتیں شاید بداخلاقی کے اندر چھپی ہوئی ہیں جن باتوں پر دنیا روتی ہے مجھے ہنسی آتی ہے اور جن باتوں پر سب ہنستے ہیں مجھے رونا آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ' ذہنی رجعت" ہو لیکن دیوانہ سے کے لئے اس منزل سے گزرنا ضروری ہے لیکن آپ تو

مرحبا سید مکی مدنی العربی ...

میری تجویزیں تو خدا جانے کیا کیا تھیں لیکن اب ان سب کو ملا کر میں نے ایک کر لیا ہے اور وہ یہ کہ دیوبند جا کر مولوی اشرف علی صاحب کا مُرید ہو جاؤں یہ خلاصہ ہے اس جواب کا جو آپ کی تحریر پڑھ کر انھوں نے دیا۔ آیندہ جو کچھ پوچھنا ہو مہربانی فرما کر براہ راست انھیں سے پوچھئے، میرے پاس نہ اتنا وقت کہ ان کو چھیڑ کر تراویح شبینہ کی نیت باندھ لوں اور نہ اتنی عقل کہ جو کچھ وہ کہیں اسے سمجھ سکوں اچھا عشق اللہ!

لاحول ولاقوۃ، اتنا زمانہ ہو گیا اور اب تک تم اس بُت کو رام نہ کر سکے۔
برہمن می شدم گر ایں قدر زنار می بستم
"فکر و منول" کی کمی ہے یا "جرأت رندانہ" کی آخر بارے کیا ہے؟ میں تو سمجھتا ہوں دونوں ہی ضعیف ہیں۔ یہ سارے خطوط معلوم ہوتا ہے جلوت کے ہیں اور خلوت میں جا کر شاید وہی بات پیدا ہو جاتی ہے جسے تم کبھی نہ ظاہر کرو گے لیکن غریب غالب کو آخر میں کہنا ہی پڑا کہ
میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی
اے وہ جلوت نہیں خلوت ہی سہی
سوچ رہا ہوں کہ ایک دن کو میں آؤں اور تمھاری شکست کو دیکھ کر لطف اٹھاؤں لیکن جانتا ہوں کہ اس وقت تم کیا کرو گے! کیا تمھارے متعلق سعید کی یہ رائے واقعی صحیح ہے کہ

آپ سے پوچھا کہ اس خواب میں کس بات کی طرف سے مجھے متنبہ کیا گیا ہے؟ تناسخ روح کا قایل ہوں یا نہ ہوں لیکن بعض ایسے حضرات سے ضرور واقف ہوں جنھوں نے رات کو خواب میں وہی بات دیکھی جو دن کو ہونے والی ہے۔

قصۂ عشق کہ ما ایں ہمہ ناگفتہ بسے
ما تو گوئیم نشستہ طپیسکہ نہ گوئی نہ کسے

آپ سمجھے "قصۂ عشق" سے کیا مراد ہے اور "کسے" کا اشارہ کس طرف ہے؟ غالب یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ "غم عشق و غم روزگار" دونوں ایک ہی چیز ہیں اور میرا فیصلہ یہ ہے کہ آپ کے سوا ساری دنیا "کسے" میں شامل ہے تم کو میں نے اس لیے علیحدہ کر دیا کہ تم اس دنیا کے آدمی نہیں اور تم سے باتیں کرنا گویا اپنے آپ سے سرگوشیاں کرنا ہے

پھر اب کیا پوچھتے ہو کہ کیا عالم ہے نظیر کا ایک شعر یاد آگیا۔

حسن کی آنکھوں نے کیا رم دو عالم کو خراب
کوئی اس فتنۂ دوراں سے کہے عشق اللہ

سو بھئی اس وقت زمانہ وہی ہے کہ سوائے اسکے کہ سر منڈا کر اسکے میں کفنی ڈالکر ہاتھ میں سوٹا لئے ہوئے "عشق اللہ" کہتے پھریں اور کیا ہو سکتا ہے۔

کیس حستہ اگر دیر رید مستام بمیرد
اور مستام کے مرے ہوئے کو صبح تک کون روتا ہے۔

چاہتے ہیں تو شادی کا خیال ترک کر دیجئے اور اگر آپ کی ہونے والی بیوی میں اتنا صبر و تحمل ہے کہ وہ صرف آپ کی دوستی پر قناعت کر کے آپ کی جدائی کو آزاد چھوڑ سکتی ہیں، تو شادی میں کوئی حرج نہیں۔

آپ کی طبیعت سے خوب واقف ہوں اور جانتا ہوں کہ اس ولولہ کی عمر کتنی ہے۔ آپ کیوں اس غریب کی عمر تباہ کریں۔ گ۔

مکرمی۔ رات میں نے نہایت عجیب و غریب خواب دیکھا۔ میرے ایک نہایت عزیز دوست نے چند مخصوص احباب کو دعوت دی ہے اور ان کی ضیافت کے اہتمام میں نہایت انہماک کے ساتھ مصروف ہیں۔ لیکن جیسے ہی مہمان کرسی پر آکر بیٹھتا ہے تو پشت کی طرف سے جاکر اس کی گردن کاٹ ڈالتے ہیں، جب چودہ احباب ذبح ہو جاتے ہیں تو میری طرف مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اب دعوت مکمل ہو گئی۔ میں ان تمام ذبیحوں کو دیکھ کر کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ دفعتاً آنکھ کھل جاتی ہے۔

آپ کو تعبیر بتانے میں بڑا ملکہ حاصل ہے، ذرا سوچ کر بتائیے تو سہی یہ کیا بات ہے۔ ہاں اسکے ساتھ ہی میں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے جن دوست کا ذکر کیا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے ہمیشہ اپنے احباب کے لئے قربانیاں کی ہیں اور اسی عادت نے ان کو تباہ کر رکھا ہے۔

بعض اوقات خواب میں اشارات خفیہ ضرور پائے جاتے ہیں اسی لئے میں نے

ساد یا چاہتے ہیں، جہاں یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ میں اس کرہ کا ناشدہ ہوں یا کسی اور کرہ کا سے آؤں گا، لیکن ابھی نہیں، کلیمہ دا تیھر کا سالں

صدیقی، حیراں ہوں کہ آپ کو کیا مشورہ دوں اس سے پہلے شادی کا خیال یا تو لوگوں کو خلاف سا دیتا تھا یا سرور اور اس اس کی طرف سے خوف باقی رہا ہے یہ دلکشی۔

خوف نتیجہ تھا ذمہ داریوں کے احساس کا اور دلکشی اخلاقی نگہداشت کا سوا اس یہ ہے یہ وہ۔

ہم سب آزادی کے سیلاب میں تنکے کی طرح بہے جارہے ہیں اور کوئی صورت نہیں کہ ایک جگہ قدم جما کر یہ تو دیکھیں کہ ہم کہاں سے چلے تھے اور کہاں جارہے ہیں۔

عورت و مرد کے جنسی تعلقات کا شادی سے کوئی واسطہ نہیں اس خیال سے ہٹ کر شادی کرنا آپ لوگوں کے نزدیک محبت کی توہین ہے اور یہ بات میری سمجھ میں آج تک نہیں آئی کہ بیوی سے محبت کیسی؟

وہ محبت جس کا تعلق صرف جنسی خواہش سے ہو میرے یہاں "دوستی" کہلاتی ہے اور محبت سے زیادہ بلند تر ہے، لیکن آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی بہرحال آپ نے میری رائے دریافت کی ہے تو اسے سن بھی لیجئے اور وہ یہ ہے کہ اگر آپ ایسی موجودہ "حیات عاشقہ" کی لذت کچھ عرصہ تک قائم رکھنا

مر شاید سکوت ہو!

بہرحال اگر میں اظہار منت پذیری میں قاصر رہوں تو اس کو احسان فراموشی نہ سمجھا جائے۔ اور نہ میرے اس اظہار کو شاعری۔

میں اپنی ان تمام ذمہ داریوں سے واقف ہوں جو موجودہ حالات میں مجھ پر عائد ہوتی ہیں، امید ہے کہ آپ کو شکایت کا موقع کبھی نہ ملے گا۔ میں ہر وقت حاضر ہوں، جب ضرورت ہو، تار دیکر بلا لیجئے۔

حضرت! یہ آپ مجھے کیا سنایا کرتے ہیں کہ دنیا کیا کہتی ہے، آپ کی دنیا مجھ سے بے خبر، میں آپ کی دنیا سے ناواقف۔ ایک کو دوسرے سے واسطہ ہی کیا۔

جاہ زعلم بے خبر، علم زجاہ بے نیاز

ہم محک تو زر نہ شد، ہم زر من محک نخواست

آپ کی عنایتوں کا شکرگزار ہوں اور ہمیشہ رہوں گا لیکن اسی دنیا کے اُصول کو سامنے رکھ کر جس کے آپ دلدادہ ہیں، ورنہ سچ پوچھئے تو میرا دل آپ کی طرف سے بہت زیادہ لبریز شکایت ہے۔

میں جس تکرد بات سے دامن چھڑانا چاہتا ہوں، انھیں میں آپ مجھے مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور اسکا نام آپ نے رکھا ہے محبت۔ خلوص۔ صداقت۔ خدا بس اور خدا جانے کیا کیا۔ باز آیا میں آپ کی اس "خواجگی و سرپرستی" سے!

مجھ آپ ہی لوگوں نے وطن سے بیگانہ بنایا اور اب اس دنیا سے بھی بیگانہ

کیا پوچھتے ہواں کا کیا عالم ہے۔
روئے دگر ست ایں کماں را
کل تشریف لائے تھے، میں یہاں۔ سکا پورے میں سال اس طرف ہٹ گئے ہیں میں دیکھ کر مسکرایا تو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے اور پھر جو سراپا کا ذکر شروع کیا تو یہ معلوم ہوتا تھا قرو جاہ 'داستان ہوشربا' بیان کر رہے ہیں میں نے کہا سیرت ؟" بولے کہ اسکا حال کیا پوچھتے ہو اِس زمانہ کی رابعہ بصری کہوں تو بھی کم ہے
عمر کی تفاوت کا میں نے ذکر چھیڑنا ہی چاہا تھا کہ مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے "بس اس سے زیادہ وقت نہیں دیسکتا انتظار ہو رہا ہوگا۔"
یہ تو واقعہ ہے کہ ان پر اس شادی کا بڑا اچھا اثر پڑا ہے غریب بیوی کا کیسا حال ہے، اس کی خبر نہیں۔ مگر آدمی ہوشیار ہیں، اسکی ہوا تک۔ دیں گے ا

قبلۂ مستمنداں، عطوفت نامہ کل شام کی ڈاک سے ملا ساری رات لے جیبی میں کٹی کہ کس طرح موادر کب اسکے جواب میں اپنا اعتراف عقیدت پیش کروں لیکن اب یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں اور کس کو لکھوں۔
کہتے ہیں شاعری نام ہے جذبات نگاری کا، لیکن جب جذبات کا ہجوم طاقت گویائی چھین لے تو اسے کیا کہیں گے، شاعری سے بلند اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔

دولت بہ غلط نبود از سعی پشیماں شو   کافر نتوانی شد ناچار مسلماں شو

کہاں تک لکھوں ایسے نوادر اُسکے یہاں ہر جگہ بکھرے ہوئے ہیں اور اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ غریب تقلیل کا کیا حوصلہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے منھ آئے

شعر غالب بنود وحی و نگوئیم ولے
تو و یزداں نتواں گفت کہ الہامی ہست

صدیقی۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ جو خبر آپ نے سُنی ہے وہ کس حد تک صحیح ہے۔ استحالۂ عقلی تو اس میں کوئی پایا جاتا نہیں لیکن ان کی عادت کو دیکھتے ہوئے ضرور اسے محال کہہ سکتا ہوں۔ میری ان کی شناسائی آج کی نہیں، ایک چوتھائی صدی کی ہے اور میں نے کبھی کسی کی بُرائی کرتے ہوئے نہیں سُنا۔ اگر آپ سے کوئی خاص تکلیف الخفیں پہونچی ہے تو البتہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا، ورنہ یوں محض تفنن کے لئے حجبوئی یا سخن چینی ان کی عادت نہیں۔ ہم آپ کہتے ہیں تو میں اس کی تحقیق بھی کروں گا، لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا راوی دروغگو ہے نام آپ اس کا بتاتے نہیں اور اسکے قابل اعتماد سمجھنے پر مجبور بھی کرتے ہیں بھلا یہ کیونکر ممکن ہے

بہر حال آپ مطمئن رہئے میں دریافت کروں گا اور ضرورت ہوئی تو سامنا کرادوں گا لیکن اس وقت تک کہ میں پھر آپ کو نہ لکھوں آپ بالکل خالی الذہن رہئے اور کسی سے اس بارے کا ذکر نہ کیجئے۔

یاد جوشش تماشاے دیدم سگر — جو اسک از سر مژگاں چکیدم سگر
رمس نہ محرم تپیدن کنارہ می کردی — بیا بخاک من و آرمیدہ کم سگر
شنیدہ ام کہ نہ بینی و نومیدیم — نہ دیدن تو شنیدم شنیدہ کم سگر
ومیدداہ و بالیدہ و آشیانگہہ شد — بانتظار ہماں دام چیدہ کم سگر

مژہ بایم بوسہ و عوض ندامت می کنم — احترازے چیدہ در آداب صحبت می کنم
سنگ وحشت از مسجد ویرانہ می آرم شہر — خانہ در کوئے ترسایاں عمارت می کنم
کردہ ام ایماں خود را دستمزد خویش — می تراشم پیکر از سنگ و عبادت می کنم
راہے رنج دیرینہ بیہوشی کشودہ ام — از خم چشم پیالہ و در کوثر انگنم
تا بادہ تلخ تر شود و سینہ ریش تر — بگدازم آبگینہ و در ساغر انگنم

دہد بادہ گلفامم چون سلام کنم — ہماں بہ بادہ سلام مراد ہند جواب

شبم تاریک و منزل دور و نقش جادہ ناپیدا — ہلاکم جلوہ برق شرار گاہ گاہی را

تحلت نگر کہ در حسابم نیافتند — ہر ذرہ درست ز صہبا کشودہ

جوش بود فارغ و سد کفر و ایماں نیست — حیف کافر مردن و آوخ مسلماں زیستن

امید لطف تو دل مید ہد بدین شادم   ورنہ تاب صبوری ازیں زیادم نیست

حافظ کا رنگ ملاحظہ ہو:-

بیا کہ قاعدۂ آسماں بگردانیم   قضا بہ گردش رطل گراں بگردانیم
گل افگنیم و گلابے برہگزر پاشیم   مے آوریم و قدح درمیاں بگردانیم

اب عرفی کا رنگ دیکھیے:-

چہ خوش باشد دو شاہد را بہ چشم ناز سنجیدن   نگہ در نکتہ زائیہا، نفس در سرمہ سائیہا

انداز نظیری کی مثالیں ملاحظہ ہوں:-

مرادمیدانِ گل در گماں فگند امروز   کہ باز بر سر شاخ گل آشیانم سوخت

ما و خاکِ رہگزر بر فرقِ عرفاں ریختن   گل کسے جوید کہ اورا گوشۂ دستار ہست

اب چند شعر ایسے سنیے جہاں وہ اپنے رنگ میں بالکل منفرد نظر آتا ہے:-

آں راز کہ در سینہ نہاں ست نہ وعظ ست   بر دار تواں گفت و بہ منبر نتواں گفت
کارے عجب افتاد بدیں شیفتہ مارا   مومن نبود غالب و کافر نتواں گفت

درخموشی تابش روے عرفاکش نگر   تا چہ ہنگامہ سرگرمی گفتار ہست

آنکہ بے پردہ بصد داغ نمایانم سوخت   دیدہ پوشید و گماں کرد کہ پنہانم سوخت
نہ بر جستہ شرارے نہ بجا ماندہ رمادے   سوختم لیک ندانم بہ چہ عنوانم سوخت

مکرمی، یقیناً بادی النظر میں وہی شبہ پیدا ہوتا ہے جو آپ نے ظاہر کیا لیکن غور کرنے سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ بیتک شعر اسی طرح ہے!

در نگاہ تاں دیدمش زنشناختم
بر تنش پیراہن گل تنگ بود

آپ کا اعتراض یہ ہے کہ جب پیراہنِ گل اس کے لئے تنگ تھا اور وہ اس میں نہ رہ سکتا تھا تو پہلے مصرعہ کا مفہوم غلط ہو جائے گا۔ کیونکہ محبوب اور پھول دونوں میں تمیز اٹھ جانا اسوقت ممکن ہے جب "پیراہنِ گل" اس کے جسم پر ٹھیک آجائے نہ یہ کہ وہ تنگ ہو۔

آپ نے دوسرے مصرعہ کا مفہوم صحیح نہیں سمجھا، اس لئے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ "پیراہن تنگ ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ جسم پر ٹھیک نہ آتا تھا بلکہ مدعا یہ کہنا ہے کہ اس کے جسم پر "پیراہن گل" اتنا چست تھا کہ دونوں میں تمیز دشوار تھی اور وہ بالکل پھول ہی پھول نظر آتا تھا۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

حبیبی، خط پہونچا، آپ کی برہمی بالکل بجا ہے میں نے "قتیل و غالب" کو دیکھا ہے، بلکہ اس پر ریویو بھی کر چکا ہوں لیکن یہ واقعہ ہے کہ فارسی شاعری میں غالب کے سامنے قتیل کیا، بڑے بڑے مستند شاعروں کا ذکر کچھ یونہی سی بات ہے غالب اپنے اخلاق کے لحاظ سے جیسا کچھ بھی رہا ہو لیکن شاعر ہونیکی

مل گئی ہے آپ کو حالات معلوم ہوں تو لکھئے وہ نہیں تو انکار کر ہی سہی ا
حرامے راسہارے می تواں کرد

حضرت،

میں ور آپ کی شکایت کروں ا
آپ میری اس سے زیادہ برائی کیجئے، اس سے زیادہ ممنوں ہوں گا
آتش ردی ایس جیس افروختی مرا

جب دنیا خوش ہو کر مجھے کوئی فائدہ نہیں پہونچاتی، تو اسکی رنجی کی پروا کیوں کروں؟ کم از کم میرے ساتھ تو اسکا یہی معاملہ ہے آپ کے ساتھ یہ نہیں تو آپ ڈر ئے، ضمیر و میر سب فضول باتیں ہیں اور پھر آپ کے لئے اکہ آریہ کر دماغ کی ساخت میں قدرت نے وہ حصہ رکھا ہی نہیں جس کا تعلق دل کی دھڑکن اور آنکھ کے نم سے ہے

بیشک مجھ سے وہ سب کچھ کہا گیا جو آپ نے لکھا، اور تھوڑی دیر تک میں اسے سن کر مضطرب بھی رہا، لیکن جب پچھلی باتیں یاد آئیں تو مطمئن ہو گیا، کیونکہ آپ کی طرف سے یہ کوئی نیا تجربہ نہ تھا۔ بہرحال آپ یقین کیجئے کہ مجھے آپکے طرز عمل سے مطلق حیرت نہیں ہوئی اور اس لئے شکایت کیوں کرتا، کس سے کرتا۔

بجرم رحم دراں کوچہ کہ مرہم باشد
بسوم کشتہ دراں شہر کہ ماتم باشد

ناک بھوں چڑھانا غلطی ہے۔ آپ اس سیلاب میں نہ پڑیے، لیکن اس سے روکنے کی کوشش بھی نہ کیجئے، نتیجہ معلوم!

مخلص نواز

یہ آپ سے کس نے کہا کہ میں یہاں سے کہیں اور جا رہا ہوں۔ جب انسان وطن چھوڑ دے تو پھر وہ ہر جگہ مسافر ہے، یہاں مجھے کیا کم تکلیف ہے کہ غریب الدیار ہونے کا لطف کہیں اور جاکر ڈھونڈوں۔ اگر آپ میری زندگی سے آگاہ ہوتے تو شاید اس خبر کا اعتبار نہ کرتے۔ میرے لئے تو اب گھر سے باہر قدم رکھنا بھی دشوار ہے، چہ جائیکہ شہر سے باہر کہیں جانا۔

قید میں ہوں اور ناخوش نہیں۔ یہ جذبہ اسی وقت تک رہتا ہے جب پر و بال میں قوتِ پرواز موجود ہو۔ اب تو میں دنیا کو تنگ تر کرتا جا رہا ہوں، یہاں تک کہ اسکی وسعت "گور" کی حدود سے زیادہ نہ رہے۔ دنیا سے بیزار ہو کر جینا بھی ایک لذت رکھتا ہے اور "پنہا ملول بودن و تنہا گریستن" معمولی بات نہیں۔

خدا نہ کرے آپ اس سے کبھی واقف ہوں، کیونکہ میں جانتا ہوں مجھ سے آپ سے اس عالم میں بھی نہ بنے گی۔ آپ میرے رونے کی ہنسی اڑائیں گے اور میں آپ کے ہنسنے پر روؤں گا۔

عرصہ سے یوسف کی خبر نہیں۔ کہاں ہیں؟ سنا تھا کہ ان کو کوئی نئی زلیخا

اس میں شک نہیں دونوں ملا ہیں، اور میں اب وہاں نہ جاؤں گا۔ حسک لا تملا، کا کوئی عمل ہاتھ نہ آجائے تم توجیز "ناد علی" کے ورد پر سارا زور سنبھال لیجاتے ہو لیکن میں کیا کروں جبکہ نہ کوئی "مظہر العجائب" یہاں مدد کو پہونچتا ہے نہ کوئی مستجاب الدعوات۔

مکرمی۔ شاعروں کی نہ کہئے، مرفوع القلم جماعت ہے۔ 'رگ جاں' میں تو دونوں الفاظ غیر متناسب نہیں ہیں کیوں کہ زندگی کا تعلق خون سے ہے جو رگوں میں دوڑتا ہے اور نہ رگ آب جاتے ہی ہیں کتنی اہم چیز ہے لیکن اور رگوں کو کیا کہئے گا جو شعرا نے پیدا کی ہیں، ابر میں رگ کہاں سے آئی لیکن رگ ابر اس باریک سفید خط کو کہتے ہیں جو سیاہ ابر کے ٹکڑے میں کہیں نظر آجاتا ہے۔ اور تو اور رگ تلخی ملاحظہ کیجئے اس سے مراد شراب و گلاب کی تلخی ہے غالب نے بات میں بھی رگ پیدا کر دی ہے
لکھتا ہے:-

در جام سخن گوئی غالب تو گوییم
خون جگر ست اور رگ گفتار کشید ن

مغربی لٹریچر کے زیر اثر اردو کے اندازبیاں میں بہت سی باتیں واقعی بہت عجیب و غریب آگئی ہیں لیکن آپ ان کو محض اس بنا پر غلط نہیں کہہ سکتے کہ اساتذۂ سلف کے کلام میں نہیں پائی جاتیں زبان یوں ہی ترقی کرتی آئی ہے، اس پر

کے اگر کبھی تنگ کھینچ لائیے تو سویڈن وناروے کہ خلقت کے لئے وہ دوزخ سے بھی بدتر ہوگا۔

خدا کو اگر جنت، دوزخ بنانا ہوتی تو ساری دنیا کا موسم اور سب کا ذوق ایک ہی رکھتا پھر اگر یہ نہیں ہے تو وہ بھی نہیں۔ انہیں دشواریوں کو دیکھ کر مولوی کہتے ہیں کہ جنت میں سب کی ایک عمر، ایک ذوق اور ایک رجحان کے ہونگے صورت، غالباً اس لئے ایک نہیں بتائی کہ حوروں کو دھوکا ہو جاتا۔ بہرحال حشر ونشر کے عقیدے کے ساتھ یہ طومار بندی میرے بس کی چیز نہیں ہے، تو مرے کے خدا کو کسی جھگڑے میں ڈالنا پسند نہیں کرتا، وہ اگر حشر ونشر نہ کرکے بھی خدا رہ سکتا ہے تو پھر ہم کیوں اسے الجھن میں مبتلا کریں۔

آپ ہنسے نہیں، ذرا غور کرکے بتائیے کہ یہ ہے کیا؟

جی ہاں، کل وہ بھی دیکھ لیا، جس کے دیکھنے کی آرزو تو ہے لیکن ہمت نہیں۔

بلا باشد، دو مشاہد را بہ جشن نازچیدن
بجہ در نکتہ زا ایہاالنفس ور گستر سائیہا

پہلے مصرعہ میں "چہ خوش باشد" کی جگہ "بلا باشد" میرا تصرف ہے، جو میرے تاثر کے لحاظ سے ضروری تھا۔

یوں تو ساری صحبت قیامت تھی، لیکن وہ وقت نہیں بھولتا جب رضی بھائی صاحب انتہائی جوش وخروش کے ساتھ آستینیں چڑھا کر کچھ کہنے کے لئے آمادہ ہوئے اور ادھر سے یہ فقرہ کسا گیا کہ "ہٹ جانا۔ آمد شد نوائے بہ سر دار بر آید"؟

اور رات سے آتی کرا دُھر کل سے اِدھر آج

یعنی وہ خدا کا معاملہ "فردا" پر انحصار رکھتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ خدا نام ہے صرف "آج" کا ملکہ اس لمحہ کا جو اس وقت گزر رہا ہے، لیکن فردا عدم محض ہے اور اسکا وجود "آج" ہی کی صورت میں محقق ہو سکتا ہے

میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کا فیصلہ اس بات میں کیا ہو گا، لیکن جو کچھ بھی ہو مجھے اسی دنیا میں جان دینا ہے اور پھر اٹھنا نہیں تمہیں حشر و نشر کا سودا ہو، ہنگامہ گوارا ہو وہ اس کی تمنا کریں، حور ان کی آرزو کیا کروں، جانتا ہوں کہ من و سلویٰ کھانے والے بھی بس بیار پڑ کر آئے تھے، سونے چاندی کے مکان وہاں ملے بھی تو کس کام کے جب کہ اس کی ایک اینٹ بھی فروخت کر کے یورپ جانے کے لئے ہوائی جہاز میں کوئی سیٹ ریزرو نہیں کرا سکتا۔ رہ گئے پھل سو آپ جانتے ہی ہیں کہ یہاں یوسی پی کارپوریشن کا ادارہ رہتا ہے۔ جائیکہ اسپر پھلوں کی بھرمار جو "سریع الاستحالہ" ہونے کی وجہ سے فوراً خلط فاسد میں تبدیل ہو جاتے ہیں پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ فردوس کا ٹمپریچر کیا ہو گا کہا جاتا ہے کہ وہاں ہر وقت صبح صادق کا سا سماں نظر آئے گا لیکن کس موسم کی صبح صادق اور کس ملک کا موسم؟ اگر سرزمین عرب کو معیار قرار دیا جائے، تو میں نہیں کہہ سکتا کہ وہاں کے کسی موسم کی صبح صادق ایسی ہو سکتی ہے جو دنیا کے ہر شخص کیلئے موزوں ہو قطب شمالی کی بسنے والی قوم اسکیمو کے سامنے آپ جہنم کی بڑھتی ہوئی گرمی کا ذکر کریںگے تو وہ قصداً گناہ کر کے وہیں جائینگی اور اگر فردوس کے موسم میں بڑا اعتدال پیدا کر کے آپ اس تمری

ہاں مفہوم ذرا اس سے مختلف ہے جب کسی سخت بیماری یا مصیبت سے نجات ملتی ہے تو "کفن پارہ کردن" بولتے ہیں۔

آپ کا دوسرا سوال بہت تفصیل طلب ہے، موضوع نہایت دلچسپ ہے مگر لیکن کافی کاوش چاہتا ہے۔ عام طور پر انگریزی کے جتنے الفاظ فارسی و عربی سے ماخوذ نظر آتے ہیں حقیقتاً اس سے بہت زیادہ ہیں۔ کیا (Over) عبور کی بگڑی ہوئی صورت نہیں ہے اور کیا (Down) دون[۱] سے علحدہ کوئی چیز ہے۔ آپ کا ادھر خیال بھی نہ گیا ہوگا۔

دیکھئے اگر فرصت ہوئی تو اس پر تفصیل سے کسی وقت لکھوں گا آپ بھی کچھ مدد دیجئے اگر ممکن ہو۔

قبلۂ محترم ۔ بڑی مشکل آپڑتی ہے جب کسی سے دل کی بات چھپایا کرے نہ بنے اور وہ پوچھ بیٹھے۔ آپ کا وجود میرے لئے "دیوارِ حرم" ہے کہ کہیں پناہ نہ ملے تو آخر کار وہیں جا کر سر چھپانا ہے لیکن ابھی تو پیترے بدل بدل کر وار خالی دے رہا ہوں اور خیال ہے کہ یونہی لڑتا بھڑتا نکل جاؤں گا، پھر آپ کیوں اسقدر فکرمند ہیں۔

رہا اصل معاملہ سو بقول داغ

۱ھ "دون" نیچے کے معنی آتا ہے۔

ہندی شاعری کے مطالعے سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا، اس میں یہ
رنگ نہیں ہے، تغزل میں بیشک اس سے مدد مل سکتی ہے۔ اگر آپ فارسی میں
فردوسی، قاآنی، سعدی اور مرزا حاج کا مطالعہ کریں تو آپ کو اپنے ذوق کے لحاظ
سے بہت سی نئی باتیں ان میں مل جائیں گی۔ اردو شعراء متاخرین میں آتش کو
سامنے رکھئے۔ بیدل کا ذکر میں نے اس لئے نہیں کیا کہ اگر ایک دفعہ اس کا چسکا
لگ گیا تو آپ کا لکھنا پڑھنا سب چھوٹ جائے گا اس بحر مواج میں غوطہ
لگانے کے بعد ابھرنا مشکل ہے۔ امید ہے مزاج بخیر ہوگا

مخلص نواز، آپ جس قدر جلد جواب چاہتے تھے اتنی ہی زیادہ دیر ہوئی،
کس قدر عجیب بات ہے۔ آپ برہم تو ہوں گے لیکن شاید اس قدر۔ کدخدائی
یا کتخدائی" کا استعمال جشن نکاح کے مفہوم میں صرف کنایہ و مجاز کی صورت
سے ہے کدخدا کے معنی صاحب خانہ کے ہیں یہ مرکب ہے کد اور خدا سے۔ کد
بمعنی خانہ اور خدا بمعنی صاحب و مالک۔
فارسی میں ہر آوازی اور بے سرے پن کے لئے "ترکِ لحنگی" استعمال کیا
جاتا ہے، لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ایرانی موسیقی کی اصطلاح ہے۔
"کس پھاڑنے" کا محاورہ اردو میں "گھبرانے اور بیتاب ہو جانے" کا مفہوم
اپنے اندر رکھتا ہے جیسے کس پھاڑ کر بھاگ نکلے یا کس پھاڑ کر چیخ اٹھے یعنی
بیتاب ہو کر بھاگ نکلے یا چیخ اٹھے بیشک یہ محاورہ فارسی سے لیا گیا ہے لیکن

شرکت ضروری نہیں۔
غالب اخلاق کے فلسفہ میں زیادہ تر ضرورت و مصلحت کا پابند تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ ماوراء النہری والی رباعی محض بادشاہ کو خوش کرنے کیلئے لکھدی ہو۔ تقیہ بھی تو اسی کو کہتے ہیں۔
اسکے کلام سے متعدد جگہ اس کا شیعہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور غالباً اس مسئلہ پر کسی وقت مفصل گفتگو کر چکا ہوں۔ میر کے بارے میں البتہ گفتگو ہو سکتی ہے اور بعض محققان کا خیال ہے کہ وہ شیعہ نہ تھا۔

صدیقی۔ میں آپ کی یہ نظم کسی رسالہ میں دیکھ کر خاموش داد دے چکا ہوں۔ نظم کی بڑی خوبی اسکی یکسانیت ہے اور حسن ترتیب کے ساتھ خیال کا تدریجی ارتقا اگر اسکا اختتام تمثیلی (ڈرامائی) انداز سے اشاراتی (Suggestive) اصول پر ہو تو کیا کہنا۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ میں اس رکھ رکھاؤ کی بڑی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ آپ کی نظم محاکات کا اچھا نمونہ ہے، اگر اس میں تھوڑی سی ایشری لطافت بھی ہوتی تو بڑی بلند چیز ہو جاتی۔
تشبیہات اب زیادہ تر مرکب استعمال کی جاتی ہیں اور اس میں شک نہیں یہ لطف دیتی ہیں، آپ کا بھی رجحان یہی ہے لیکن ہر افراط چیز کی بری ہے اسلئے اعتدال کا خیال اس میں بھی رکھئے تاکہ دوسرے کو یہ نہ محسوس ہو کہ آپکا مقصود ہی صرف تشبیہات سے کھیلنا ہے۔

صورت میں آپ ہی بتایئے کہ

تابکئے صرف رضا جوئی دلہا بتم

ایک موجود ہوں تو یہ بھی ممکن ہے، لیکن جب مردہ شخص جو مسجد میں اوال دیکھا ہے مجھ سے جدا ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں

پھر اس قصہ کو چھوڑیئے یہ بتایئے کہ آپ تو مجھ سے جدا نہیں،

سیدہ نوازا

گرامی نامہ کا جواب دیر سے بھیج رہا ہوں اور معذرت خواہ ہوں، فرصت بھی تھی، کوئی خاص دماغی الجھن بھی نہ تھی، جواب کے لئے کوئی کاوش بھی درکار نہ تھی لیکن کہولت دکاہلی ضرور تھی، اس لئے اگر آپ معاف نہ کریں گے تو مجھے کوئی شکایت نہ ہوگی۔

غالب کے مذہب کے باب میں آپ کی رائے سے مجھے اتفاق نہیں مولانا حالی نے غالب کی ایک رباعی لکھی ہے جس کا ایک مصرعہ یہ ہے کہ

ستیعی کیو نکر ہو اوراء البحری

لیکن اگر یہ استثناء نہ ہو تو بھی آپ اس رباعی کی کیا تاویل کریں گے

تیر ماست کہ سر صفاآداب رسوم | حیدر بغداد سی امام معصوم
را حماع جیہ گوئی نہ علی مارگراہ | نہ جائے لتیں بہر باسد نہ محروم

تشیع کے لئے صرف امامی عقیدہ کافی ہے جو اس میں ظاہر کیا گیا تحریک ترا میں

نیاز نواز۔ آپ نے جن الفاظ میں خلوص و محبت کا اظہار کیا ہے۔ اُن کا شکر گزار ہوں۔ اب آپ کہا پوچھتے ہیں کہ میری بیس سال کی جگر کاوی کا نتیجہ کیسا نکلا۔

شعلہ حملہ غم کرد، گلِ شگفتہ مزد کو!
شمعِ شبستانِ بزم، بادِ سحر گاہیم

آپ نے آتنا پوچھ لیا تو ایسا معلوم ہوا کہ کونین مل گئے۔ خوش رہیئے کہ آپ کو میری خدمات کا احساس تو ہے ہاں میں کیا کرتا اگر آپ بھی "دامن کشاں" گزر جاتے۔ مستقبل کا ارادہ، حال و ماضی پر استوار ہوا کرتا ہے، اور یہاں یہ دونوں داغدار ہیں، اس لئے کیا بتاؤں کل کیا ہوگا۔ رہا حال جو کچھ کر رہا ہوں وہ یکسر مجبوری ہے اور آئندہ جو کچھ ہوگا وہ بھی اسی انداز سے ہوگا کہ۔

نہ دلِ نیاز خورم نہ لبِ امید خنداں

اس لئے اس ذکر میں کوئی لطف نہیں۔

زحمت نہ ہو تو کبھی کبھی یاد کرتے رہیئے، اس وقت تک کہ مایوسی نے "راحتِ جاوید" کی صورت اختیار نہیں کی ہے۔

مکرمی آپ نے بالکل درست فرمایا کہ وہ مجھ سے سخت برہم ہیں، لیکن آپ کو معلوم نہیں کہ ان کی برہمی نہ میری ذات سے ہے نہ میرے اخلاق سے، بلکہ اس بات سے ہے کہ میں کیوں دنیا کے سامنے وہ بات کہتا ہوں جسے وہ پسند نہیں کرتے، پھر آ

سے دور ہونے کے باوجود اس قدر نزدیک ہوں کہ

نتواں ترا و جاں را بہم اختیار کردن

میری خاموشی پر جو بار پرسش فرمائی گئی ہے، وہ ایسا معمولی التفات
نہیں کہ میں اس عنایت کی لذت کو جلد فراموش کر سکوں۔

نمی دانم چہ نیرنگ است افسوں محبت را
کہ خود را ہم تو می پندارم و با خود سخن دارم

سجدۂ عبودیت قبول ہو

کرم فرمائے من آپ کا اقتباس و انتخاب مجھے بہت پسند آیا یہ بالکل صحیح
ہے کہ اُردو شاعری میں بھی آہ و تان کو بڑی اہمیت حاصل ہے لیکن فارسی سے
کیا مقابلہ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس نحو میں کسی اور اضافہ کی گنجائش ہے، آپ نے
سب کو لے لیا ہے، لیکن اس وقت دو شعر یاد آ گئے ہیں وہ بھی سن لیجئے

ملال است نہ آں مستی رواں از پردہ می آید
کہ گوئی از مئے رفت لبے تر کردہ می آید

بہ ایں ساماں کہ تدبیرِ کلبہ آرائی مستانست،
کہ ماہ نو ہم از گردوں قدح کج کردہ می آید

اس کے بعد اگر کوئی جام ایسا ہی اچھوتا مل گیا تو ضرور پیش کروں گا۔

خدا تو حکم دیتا ہے "انتشروا فی الارض" زمین پر پھیل جاؤ۔ ہر جگہ چھا جاؤ
اور یہ بزرگ کہتے ہیں کہ انسان سمٹ کر گم ہو جائے۔

ایسا سمٹے کہ ہتیلی کا نہ تل قاتل

یہی حال تمھارا ہے کہ دنیا میں صرف اپنے آپ کو دیکھتے ہو اور دامن کشاں
گزر جانے کو بڑا کمال جانتے ہو، ساحل پر کھڑے کھڑے ڈوبنے والوں کا تماشہ
دیکھنا حاصل انسانیت ہے اور میں اسے "طاغوتیت" سمجھتا ہوں۔ جب آدم جنت
سے نکالے گئے تھے تو شیطان بھی جہنم کے کنارے کھڑا ہوا انھیں دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا
تھا۔ تمھیں معلوم نہیں؟

تمھارا مسلم لیگ میں شرکت کا ارادہ کرنا میرے لئے کوئی نیا انکشاف نہیں
ہے۔ مجھے پہلے ہی سے معلوم تھا کہ تمھاری پرواز خیال و عمل کا تو خیر کوئی سوال
ہی نہیں اس سے زیادہ بلند جا ہی نہیں سکتی۔ لیکن خیر کچھ تو تمھارے "اس تجربے"
میں کمی ہوئی، اگرچہ جونک تو اس میں اب نہیں لگ سکتی۔

جان پناہا، نوید سرفرازی ملا اور میں اس کی تعمیل سے قاصر رہا! اس سے
زیادہ بخت کی نارسائی اور کیا ہو سکتی ہے۔ تاہم کچھ تسکین ہے تو اس خیال سے کہ

بہر جا می روم شوق سجودے پیش می آید
دو عالم آستان تست اگر رفتم بجا رفتم

ذات گرامی کا فیضان ایسا نہیں کہ مہجوری باعث محرومی ہو، اس لئے آستانہ اقدس

پھر یہ درد بھی ہوجاتی تک اگر شکایت ہو جاتا ہے اور یہ محنت ہی ہے جو پڑھ کر دھو جاتی ہے آپ کا یہ کہنا ایک حد تک درست ہے کہ وہ بات جو آپ سے کسی کی تھی دوسرول سے کہی تھی لیکن یہ دوسرا کون، میں! اس لئے آپ کو غصہ اس بات پر ہے کہ میں نے کیوں وہ بات سنی، مجھے کیوں آپ کی کمزوریوں کا علم ہوا
آپ کہیں گے یہ غلط ہے، اوروں سے بھی کہا گیا لیکن میں جانتا ہوں آپ کا یہ کہنا صرف اس لئے ہوگا کہ یہی ایک تاویل آپ کر سکتے ہیں بہرحال مطمئن رہئے میں کسی سے ذکر نہ کروں گا اور مجھ سے کہا گیا تو صرف اس لئے کہ آپ کے کانوں تک پہونچ جائے شکایت کرنے والے نے حسن بلاغت سے کام لیا ہے اس کی داد تو دیتے نہیں الٹے برہم ہوتے ہیں، معقول!

تم سب باتیں کرو لیکن ہمارے لئے صرف سامنے سیاست، تمہارا کردار تحقیق ہمیں معلوم کریں تم کتنے اچھے ہو سیاست میں اتنے ہی برے ہو یہ بات سیاست سمجھ کر رہے اس میں کہیں آسکتی کہ قوم کی زندگی کا تعلق تمہاری انفرادی زندگی سے کیا ہے۔

کل ایک صاحب تشریف لائے کسی بزرگ کی تعریف کرنے لگے کہ بیاس کے سنجیدہ بیلے تعلقانہ زندگی بسر کر رہے ہیں اور رات دن ایک گوشہ میں بیٹھے اللہ اللہ کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا اگر یہ کوئی اچھی بات ہے تو سب کو کرنا چاہئے اور اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ساری دنیا میں اُلّو بولنے لگے، پھر یہ ظلم تو چنگیز و ہلاکو نے بھی نہیں کیا تھا۔

اسی کی دوسری تعبیر سنئے:۔

مہیا کردہ اسباب جنوں را شوخی جنبش
تبسم ساز بیہوشی، نگہ مضراب، بیتابی

ظہوری کا ایک شعر قیامت کا سنئیے:۔

مے نخوردست غالب با ہر گز آنچہ گفتست مے نگاہش را

لیکن غالب کی یہ نگاہ، جو بظاہر نگاہ سے کم ہے اس سب سے جدا ہے۔
اسمیں بظاہر کی تخصیص نے جو خصوصیت پیدا کر دی ہے اسکو دیکھ کر بار بار
عرفی کا شعر یاد آتا ہے:۔

ہجوم شوق تماشائے تیغ محشرم بیں
کہ دامنش ز نگاہ چکیدہ لبریز ست

"نگاہ چکیدہ" صرف عرفی کہہ سکتا تھا یا بیدل۔ بہر حال وہ کچھ بھی ہو، اس کا
صحیح مفہوم وہیں جا کر معلوم ہوا۔ میں جانتا ہوں آپ نے یہ سوال کیوں کیا ہے؟
اچھا تو اب آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیے۔

آپ کسی کی گلہ مندیوں پر برہم ہو جائیں، یہ آپ کی خوشی، لیکن غور تو کیجئے
کہ یہ ہے کیا؟

لازم ست احتمال چندیں درد
کہ محبت ہزار چندیں ست

تھی تو کوئی صورت دنیا میں ہونا چاہیئے پھر آپ کیوں ایک شخص کو اسقدر محو کریں کہ تھوٹ لولا اس کے لئے ناگزیر ہو جائے

افسوس ہے کہ میں تعمیل ارشاد نہ کر سکوں گا اگر آپ کو ایسی ہی شدید ضرورت ہے تو "حالی ملشنگ ہاؤس" دہلی سے وہ مرقع طلب کر لیجئے جس میں انھوں نے مصنفین اردو کے حالات مع تصاویر کے شایع کئے ہیں میرے پاس نہیں ورنہ پیش کر دیتا۔

اے آپ کیا پوچھتے ہیں کہ میں اس رم سے کہا لیکر آیا۔ آہ،

وہ اک نگہ کہ بظاہر نگاہ سے کم تھی

نگاہ کی قسمیں اتنی ہیں کہ شمار مشکل ہے سرشار۔ سرکش۔ تلخ۔ دوستیں غلط انداز۔ عالم آشوب عافیت سوز تغافل پسند۔ گرم جو۔ غمزہ پرور وغیرہ وغیرہ اور فارسی شعراء نے عجیب عجیب انداز سے اسکا ذکر کیا ہے ظہوری کہتا ہے۔

دیوانۂ زنجیر نگاہ تو نگہ مست
دیوانہ کہ دارد در زنجیر نگاہ ست

ملا حامی یجو د ایک جگہ لکھتا ہے:۔

نگاہ محتر اُلفت کرشمہ بار فروش

نگاہ کو "محتر الفت" کہنا کس قدر بیاری بات ہے۔

"مستحق کرامت" بیچارہ ایں۔

وہ شخص جو اثر خمار ساغر میں زندگی بسر کر رہا ہو اس کے سامنے آپ خم کے خم لنڈھا دینے کی داستان بیان کریں! کس قدر ظلم ہے؟

بجیس دلم اغریبے۔ دلم اے بے نوا دلم!

یہ تو خیر جواب تھا صرف آپ کی شوخیوں کا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں خود حد درجہ نادم ہوں اور اگر آپ کا خط نہ آتا تو آپ کو مخاطب کرنے کی جرأت شاید اب بھی نہ کر سکتا۔

آپ کے رشک و شکایت نے اعتماد مجبت میرے دل میں پیدا کر دیا ہے اس کی بنا پر چند روزہ زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ اس کی اجازت دیں۔ بولئے کیا ارشاد ہوتا ہے۔

دامانِ چاک چاک و گریباں دریدہ را

مکرمی، کئی سال ہوئے علی گڈھ کے ایک صاحب کوئی تذکرہ مرتب فرما رہے تھے اور انھوں نے مجھ سے بھی حالات دریافت کئے تھے۔ جو کچھ میں نے انھیں لکھا تھا وہی آپ کو لکھتا ہوں یعنی:۔

حاصلِ عمرم سہ سخن بیش نیست

خام بُدم، پختہ شدم، سوختم

میں کیا اور میرے حالات کیا؟ آپ اسکو انکسار کہیں گے لیکن حقیقت کے اظہار کی

تم کو ابھی غصہ ہے، اسکو فرد ہو جانے دو، اسکے بعد کوئی فیصلہ کرنا۔

عتاب نامہ ہیوی کا

یارۂ ستوح ۔ یارۂ سکیں
ہائے دتسام ناتمام ۔ سکسے

سچی کٹی کا لطف اس وقت ہے جب تا ہد و مشہود دونوں لکھا ہوں آپ نے کوئی الزام قایم کیا، میں نے اسے رد کر دیا، آپ کو اس پر غصہ آیا، میں خاموش ہو گیا میری خاموشی پر آپ کی رہی اور ٹرھی میں ہنس ٹرا

اب آپ ہی بتائیے کہ سرکار کی آشفتگی مزاج کا کیا عالم ہوگا جب یورے پھر دن کے بعد آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ مجھ پر اسکا کوئی اثر ہی نہیں ہوا اور میرے دل پر کیا گزرے گی جب میں یہ سوچوں گا کہ آپ مسلسل ہونٹ چبا رہی ہیں اور میں اس منظر سے دور ہوں۔

ہاں، تو میں کیا کہوں ؟ صاف صاف کہئے چھپانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ پتھیں ڈر کس کا ہے ؟ لیکن یہ یاد رہے کہ باوصف ان تمام نقائص کے آپ کا ، ادا شناس ، دنیا میں اگر کوئی ہے تو صرف میں ۔ کیوں ہے نا یہی بات ؟

اچھا تو فیصلہ یوں ہونا چاہئے کہ سحر طرازی و دانش ، کا دعوی میں ترک کرتا ہوں اور ، نالۂ حزیں ، قبول کرنے کا وعدہ آپ کیجئے یعنی نہ میں یہ کہوں کچھ حرف میرے ہیں آپ کا ، گنا ہگار ، ہوں اور نہ آپ سوائے میرے کسی اور کو

کی صورتیں پیدا ہوں۔

بہرحال۔ مجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ تم نے ان سے کیا کہا تھا اور انھیں کیوں تم سے شکایت پیدا ہوئی۔ تمھارا براہ راست ان کو لکھنا مناسب نہیں! مجھ کو لکھو پھر میں سمجھ کر ان سے گفتگو کروں گا۔

یقیناً تم سے ڈرنے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے لیکن اعتراف سے بچنے کی بھی کوئی صورت نہیں۔ تمھارے "نہیں" کے جواب میں اگر "ہاں" نہیں کہہ سکتا تو خاموش رہنے سے مجھے کون سی چیز باز رکھ سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمھیں راستی پر ہو لیکن ممکن ہے میں ہی ہوں، یہ بھی تمھارے ہی سوچنے کی بات ہے۔

میں جانتا ہوں کہ جن حالات سے تم گزر رہے ہو، وہ انسان کو اس کے ہر سایہ سے بھی گریزاں بنا دیتے ہیں لیکن جب تک اس دنیا میں جینا ہے تم کیا ایک بادشاہ بھی، اور بادشاہ کیا بلکہ ایک گدائے گوشہ نشین بھی علائق تمدن کی گرفت و احتیاج سے اپنے آپ کو آزاد نہیں کر سکتا۔ جب تک سانس لینے کے لئے آکسیجن کی ضرورت ہے کاربن کے خطرات کا مقابلہ ضروری ہے۔

میں جانتا ہوں کہ تعلقات بڑھانا خوب نہیں لیکن جو پیدا ہو چکے ہیں ان کو دفعتاً قطع کر دینا بھی دانشمندی نہیں۔ تم ان سے ملنا ترک کر سکتے، انھیں تو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتے لیکن اپنے مفاد کو ضرور خطرہ میں ڈال سکتے ہو۔ بیت الخلا کونسی تفریح کی جگہ ہے لیکن مجبوراً جانا ہی ہوتا ہے اور بیٹھتے ہو۔ پھر اسمیں کیا حرج ہے۔

میرا ارادہ فی الحال کہیں باہر جانے کا نہیں ہے اور ہو بھی تو پورا کب ہوتا ہے
عزم و ارادہ میں وہ پختگی اب کہاں، دل کمزور، دماغ ضعیف، حوصلے پست، ولولے
سرد۔ تفریح کی جگہ ضرورت نے لے لی اور لطف کی جگہ افادیت نے، بات بات میں
چوں و چرا اور ہر ہر قدم پر عاقبت اندیشی۔ بیتھ ۱۱ انگریزی کے دو فقرے
سناتا ہوں، ترجمہ ان کا نہیں ہو سکتا اس لئے اصل زبان میں سنو

What is Matter - never mind
What is mind - it matters not

یہ صرف الفاظ کا کھیل نہیں ہے، بلکہ فلسفہ ہے اس دورِ حیات کا جو اٹھارہ
سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے اور ۳۰ سال کی عمر میں ختم۔ پھر مجھے بتاؤ کہ مادہ و
نفس دونوں کو بھلا دینے والا رمانہ اب کہاں مل سکتا ہے اب تو یہی دو چیزیں
سامنے ہیں اور انھیں کی باہمی جنگ نے بیکار کر دیا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ ان میں صلح
و آشتی کی کوئی صورت ممکن ہے یا نہیں؟

عزیزی کل شفیع کا خط آیا ہے، تمھاری طرف سے وہ بہت پژمردہ دل ہیں تفصیل
تو کچھ لکھی نہیں لیکن بعض فقروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم نے کوئی وعدہ
ان سے کیا تھا اور پورا نہ کیا کیا یہ صحیح ہے؟
ہر چند میں جانتا ہوں کہ تم نے ارادتاً کوئی بات ایسی نہ کی ہو گی جس سے انھیں
تکلیف پہونچے، لیکن سوال یہ ہے کہ تم کسی سے وعدہ ہی کیوں کرو کہ بعد کو ملال

والیٹر کہتا ہے:۔

"یوں اگر تم کوئی بات میرے خلاف کہو تو شاید میں خاموش
رہوں گا، لیکن اگر تم نے یہ کہدیا کہ تمہیں ایسا کہنے کا حق حاصل
ہے تو میں اپنی جان دیدوں گا"

اس وقت سوال نہ ابوبکر و علی کا ہے، نہ خلافت و امامت کا بلکہ صرف اس بات
کا کہ ایک فریق ایک بات کو اپنا حق کہکر تسلیم کرانا چاہتا ہے اور دوسرا اسے نہیں مانتا
میرے نزدیک یہ سب زندگی کی علامتیں ہیں۔ اگر تمام مسلمان من حیث القوم
کچھ نہیں کر سکتے تو من حیث العقیدہ سہی کسی ایک کو تو ابھرنے دیجئے۔ نہ اب سب صحابہ
کوئی وزن رکھتی ہے نہ تبرا، معنوی حیثیت سے دونوں لغو ہیں، لیکن اگر اس بہانہ
سے ان میں کوئی احساس زندگی پیدا ہوتا ہے، تو کیا حرج ہے۔ دونوں کو لڑنے
دیجئے، اگر کوئی ایک بھی سنبھل گیا تو مقصد حصول ہو گئی، ورنہ تباہ ہونا تو اس قوم
کی قسمت میں لکھا ہی ہے، آج نہ سہی کل، سیاسی گمراہی سے نہ سہی، مذہبی گمراہی سہی،
ایک ہی بات ہے۔

صدیقی۔ خط ملا۔ میرزا صاحب نے بڑھاپے میں شادی کر لی تو کیا بُرا کیا۔
تمہیں معلوم نہیں کہ انسان دوسرے حیوانات سے صرف اسلئے ممتاز ہے کہ وہ بغیر
پیاس کے پانی پی لیتا ہے اور ہر موسم میں محبت کر سکتا ہے پھر کیا مرزا جی کو تم نے
انسان نہیں سمجھا۔

مکرمی یہ آپ سے کس نے کہدیا کہ گفت و شنید غلط ہے اگر شنود درست اور شنید دونوں صحیح ہیں تو شنید و شنود کو بھی درست ہونا چاہئیے بیدل کہتا ہے۔

شنیدم کہ مسیح زماں ما بہ ید   تے داشت با عشق گفت و شنید

اسد عالباً آپ کو اطمینان ہو گیا ہو گا

آپ نے حسن کامیابی پر مبارکباد دی ہے اس کا شکریہ تو خیر مجھے ادا ہی کرنا ہے لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں کہ

تعمیر با ارادہ ویرانی ماست

یہ میں انسانی تمناؤں کی نامعقول وسعت کے لحاظ سے نہیں کہہ رہا بلکہ ریاضی کے اصول کے ماتحت دو اور دو چار کی حیثیت سے عرض کر رہا ہوں قسمت کا قائل نہیں کہ ہر تکلیف کو مصلحت خداوندی سمجھ کر خاموش بیٹھ رہوں اور دماغی رجحان یہ کہ رات کو دن اور دن کو رات کہنا کسی طرح گوارا نہیں

لیکن، لاحول ولاقوۃ، میں یہ کیا قصہ لیکر بیٹھ گیا آپ نے ازراہ محبت میری مسرت کو مسرت مانکر اس میں حصہ لیا اور میں فلسفۂ لذت والم لے بیٹھا معاف کیجئے، میں آپ کے جذبۂ خلوص کی قدر کرتا ہوں اور آپ کی محبتوں کا از بس سپاسگزار ہوں ــــ

قبلہ میر صاحب تسلیم یقیناً یہاں کی شیعہ سنی نزاع حد درجہ تکلیف دہ ہے لیکن میں اسے بھی ڈیماکریسی کا کرشمہ سمجھتا ہوں۔

خوب ۔۔۔

پوچھتے ہو کیا ارادہ ہے؟ ا-مے، وہی جو جان پر کھیل جانے والے کا ہو سکتا ہے
میں ان سے ملوں گا، ضرور ملوں گا اور جو کچھ کہنا ہے برملا کہوں گا اس کے سامنے
کہوں گا۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ وہ کر سکتے تھے کر چکے، اب کم سے کم جو کچھ میں کر سکتا
ہوں اسے بھی دیکھ لیں۔ اگر انھوں نے خودکشی نہ کی تو اس کا سبب ان کی گرانجانی
ہوگی، یہ نہ سمجھنا کہ میری طرف سے کچھ کمی ہوئی۔ اگر یہ تماشا دیکھنا ہے تو آجاؤ تم بھی
دیکھ لو کہ جی سے گزرنے والے کیا کچھ کر گزرتے ہیں!

مکرمی،

قاصد پہونچا، خط دیا، پڑھا، لیکن کچھ نہ سمجھ سکا کہ آپ کیا کہتے ہیں، بار بار میں
اس کا منھ دیکھتا تھا کہ شاید زبانی پیام کچھ اور ہو۔ مگر وہ اللہ کا بندہ ٹس سے مس
نہ ہوا۔

اتنا تو میں نے سمجھا کہ آپ کا روئے سخن قاصد ہی کی طرف تھا، لیکن حاضری
کی غرض کیا تھی، سفر کا مقصود کیا تھا، باوجود استفسار مجھے نہ معلوم ہو سکا۔ ان کی
بغل میں ایک پلندہ کاغذوں کا ضرور تھا، اور ان کے تیور سے معلوم ہوتا تھا کہ
وہ شاید اسے دکھانا بھی چاہتے ہیں، لیکن نہ انھوں نے تقدیم کی، نہ میں نے اصرار
آپ ہی لکھیے کہ بات کیا تھی، اور اگر ان کا پتہ معلوم ہوتا تو اطلاع دیجیے تاکہ
میں ان کو بلا کر پھر دریافت کروں۔ میں تو عجیب الجھن میں پڑ گیا ہوں۔

کی گاڑی سے روانہ ہوں گا اور صبح کو ۱ کے بیوکچوں گا۔ معاملہ کے لئے تیار رہیئے، مہلت کافی ہے۔

قسلہ،

کیا عرض کروں کہ میرے اضطراب والتہاب کا کیا عالم ہے ابراہیم آگ میں ڈالے گئے اور نہ جلے، یہاں چنگاری ایک نہیں لیکن ازسرتاپا مشتعل سا ہوا ہوں۔ اسکی وجہ مجھ سے نہ پوچھئے کسی اور سے پوچھئے

آں راکہ دل ربودن وتساحق ملےست ۱

یہ داستاں اتنی طویل اس قدر جگرخراش ہے کہ نہ میں بیان کرسکتا ہوں، نہ آپ سن سکتے ہیں آپ قیاس سے کام لیکریوں خیال فرمایئے کہ اگر پانی کو پانی سمجھ کر ہاتھ لگایا جائے اور وہ آگ نکل آئے تو آپ کیا کریں گے بس بالکل یہی حالت میری ہے دنیا میں سیکڑوں بار میں نے دھوکے کھائے اور ہر مرتبہ یہی سمجھا کہ بس انتہا ہوگئی لیکن اس مرتبہ تو فطرت انسانی کا وہ پہلو میرے سامنے آیا ہے کہ انسان اوقات مجھے خیال ہوتا ہے کہیں میں خود اپنے آپ کو تو دھوکا نہیں دے رہا حقیقت یہ کہ جب انسان انسانیت ترک کردیتا ہے تو پھر افریقہ والیشیا کے صحرائی درندے بھی اس سے پناہ مانگنے لگتے ہیں،

میں بہت ممنوں ہوں گا اگر آیندہ اس ذکر کو کبھی میرے سامنے نہ چھیڑیں

ٹھکرا دیتے ہیں کا مفہوم لیا ہے لیکن اپنے نقطۂ نظر سے نہ کہ غیر کے زاویۂ نگاہ سے، لیکن چونکہ جواب دینا ہے غیر کو اس لئے اسی کے نظریہ کو سامنے رکھنا چاہئے تھا۔

آپ نے پھر یاد کیا، اور میں پھر یہ محسوس کرنے لگا کہ میری زندگی میں خلوت کی کچھ گھڑیاں ہنوز باقی ہیں، کہتے ہیں کہ انسان کا دل ایک مستقل دنیا ہے، لیکن جب یہ دنیا ویران ہونے پر آتی ہے تو پھر انسان کی کوئی کوشش کام نہیں آتی۔
مقدر کا قائل نہیں اور آپ پر الزام رکھوں اسکی جرات کہاں؟ جو کچھ ہو چکا ہے اسے یاد کرتا ہوں اور روتا ہوں، ماضی و حال تو یوں ختم ہوئے، رہ گیا مستقبل سو وہ ہنوز عدم میں ہے۔ اگر وہ حال بنکر سامنے آیا بھی تو یہ کیا ضرور ہے کہ اسوقت تک میری آنکھیں خشک ہو چکی ہوں۔ شاید یہی آپ سننا چاہتی تھیں اسو سن لیجئے اور اس کے بعد بھی جب کبھی آپ اس ساز کو چھیڑیں گی تو یہی آواز سنیں گی۔ میں بھی خوش ہوں کہ جو کچھ ہو رہا ہے آپ کی توقع کے خلاف نہیں ہے۔ خدا حافظ!

حضرت من،

آپ کو خط لکھا جواب نہ ملا آدمی بھیجا وہ بھی خالی ہاتھ واپس آیا، آپ کے نہال مغلظ ہاتے تھے ان سے کہلایا، حضرت قبلہ پیر و مرشد سے لکھوایا، لیکن آپنے ایک نہ سنی، اب صرف یہ صورت رہ گئی ہے کہ میں خود آستانہ گرامی پر حاضر ہوں اور دربان مجھے وہاں سے ٹھکرا کر باہر کر دے تو یہ بھی کر دیکھنا ہے، میں پرسوں رات کی

میں کوئی غلطی نہیں کی یقیناً وہ لغت پر غور رکھتا تھا اور جانتا تھا کہ ایک لفظ کا
صحیح مفہوم کیا ہے، لیکن محل استعمال میں کہیں کہیں اس نے غلطیاں کی ہیں،
گو وہ ایسی نہیں کہ ہر شخص کی نگاہ ان پر پڑ سکے۔ میں نے اس سے قبل مثالاً یہ
شعر آپ کو لکھا تھا۔

زخم سلوانے سے مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن
غیر سمجھا ہے کہ لذت زخم سوزن میں نہیں

اور اس پر غور کرنے کی دعوت تھی، لیکن آپ کے نزدیک اس میں کوئی بات
محل نظر نہیں میں سمجھتا ہوں، ہے۔

شعر کا مطلب واضح ہے، لیکن لفظ "لذت" کا استعمال میری رائے میں صحیح
نہیں کیا گیا غیر نے تو یہ طعن دیا تھا کہ غالب زخم سلوا رہا ہے یعنی چارہ جوئی سے
اپنی تکلیف کم کرنا چاہتا ہے، اس کا جواب غالب کو یہ دینا چاہیے تھا کہ "غیر کا
یہ طعن درست نہیں کیا زخم سوزن میں، تکلیف نہیں ہوتی" لیکن اُسے
یہ کہنا کہ زخم سوزن میں بھی لذت ہے غیر کا طعن تو یہی تھا کہ غالب لذت و
راحت کا جویا ہے اور اسی کی تصدیق غالب نے بھی کر دی

اگر کوئی شخص آپ سے کہے کہ "کیوں صاحب مصیبت میں آپ مجھ سے جدا
ہو گئے" اور آپ یہ جواب دیں کہ "کیا آپ سے جدا ہونا راحت نہیں ہے" تو
وہ کیا سمجھے گا، اگر دوسرے مصرعہ کا انداز یہ ہوتا کہ "غیر زخم سوزن کو بھی شاید
لذت سمجھتا ہے" تو ٹھیک درست ہوتا اس میں شک نہیں کہ غالب نے لذت

پھر بتایئے کہ آپ کے لطف کی کیا صورت باقی رہی۔ مجھے تو آپ معاف ہی رکھیں

گرامی نامہ پہونچا، حیران ہوں کہ اس کے جواب میں آپ کو وہ توقع کیونکر دلاؤں، جو کسی طرح میرے بس میں نہیں ہے۔ آپ نے جو حالات لکھے ہیں وہ حد درجہ افسوسناک ہیں، لیکن میری رائے میں ان کا علاج وہ نہیں ہے جو آپ نے تجویز فرمایا ہے۔ میں آپ سے زیادہ آپ کے "برادران یوسف" کو جانتا ہوں اور اُن سے ملکر درمیانی راہ صلح و آشتی کی نکالنا بقول غالب "دلانا ہے جوئے شیر کا"
میں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ آپ ان سے مل کر اپنے مستقبل کو تباہ نہ کیجئے، لیکن آپ نہ مانے اور آخر کار وہی ہوا جسکا اندیشہ تھا۔ بہرحال اب بھی کچھ نہیں گیا، ہمت نہ ہارئیے، اپنا کاروبار علیحدہ کر کے فاقوں سے انکا مقابلہ کیجئے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ناؤ زیادہ چلنے والی نہیں۔ اس لئے یوں بھی اس کو ذریعۂ نجات سمجھنا حماقت ہے۔

اگر آپ میرے مشورہ پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوں، تو میرے تمام ذرائع آپ کے لئے وقف ہیں، کیونکہ میرے لئے سوال صرف آپ کی ہمدردی کا نہیں بلکہ اُن سے انتقام لینے کا بھی ہے۔

مکرمی۔ آپ نے غالب کی شاعری پر جو کچھ تبصرہ فرمایا ہے اس سے مجھے بڑی حد تک اتفاق ہے، لیکن یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ اس نے استعمال الفاظ

سدہ لوار

دل کا خون کرنے کے لئے زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں ہوتی سادا دیا
کبھی ’وصت یک نگاہ‘ بہت ہوتی ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص تدریج کیساتھ آہستہ
آہستہ اسکی تکمیل چاہے تو ”بہ اندازۂ تماشائے تکلیف“ وقت بھی مادہ درکار
ہوتا ہے

آپ کا مسلک یہی ہے اور اسی لئے میں ہمیشہ آپ سے خائف رہا اس کہ
پھر وہی رسم وراہ تازہ کرنا چاہتے ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ خدا نخواستہ
آپ کی سحر آزمائی پر ’رسدہ کسی ومارکسی‘ کا وقت تو نہیں آپڑا؟ یا یہ کہ ”آئیں
لے ٹھہری“ کی کوئی طرح تو ڈالنا تو مقصود نہیں ہے اگر حقیقت وہ ہے تو
پہلے صف اولیں کے شہدا پر توجہ فرمایئے اور اگر صورت ہے تو ایسا دل ڈھونڈئیے
جس کی ’صدائے شکست‘ میں کچھ جھنکار پیدا ہوا ور آپ کو لطف آئے یہاں
کہ دل پہلے خاکستر ہوا اور پھر خاکستر صرف ہوا ہوئی، آپ کا ذوق کیسا آسودہ
ہو سکتا ہے!

تم میں وراثت موجود ہو یا نہ ہو لیکن خطرہ سے بچنے کی حوالی وراثت
ضرور ہے، زمانہ نے مجھے دو سبق دئے، میں آپ بھی سن لیجئے۔ ایک یہ کہ دنیا کی
بہت سی مصیبتیں بے دلی لیجاتی ہیں اور دوسرے یہ کہ اگر کوئی مصیبت آجائے
تو صبر و ضبط سے تکلیف کم ہو جاتی ہے اس لئے اول تو میں آپ کا مشورہ قبول
ہی نہ کروں گا، اور اگر غلطی سے ایسا ہو گیا تو آپ اس کے نتیجہ سے سحر میں سگے

پہونچنا بالکل یقینی۔ پھر اس "تماشا دمفت" کو کیوں ہاتھ سے دیا جائے۔ آپ نے
دیکھا وہاں کیا ہو رہا ہے۔ برابر آپس میں مشورے ہو رہے ہیں اور ہم کو بنارس بھیجنا
طے ہو چکا ہے لیکن جب تک "جناح زندہ باد" کہنے والی ایک زبان بھی موجود
ہے مسلمان کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی فکر کرے۔ یہ بھی تاریخ کا ایک
ہی واقعہ ہوگا کہ قوم کی قوم کو صرف ایک شخص نے تباہ کر دیا، گو اس "ایک شخص"
کے لئے یہ فخر کم نہیں۔ کیا آپ کو اس میں کلام ہے؟

زمرۂ اہل یقیں را منکری؟

-

وہ اور ایسا آسانی سے پیچھا چھوڑ دیتے؟

دل را ز دور از کفِ دلبر گرفتہ ایم

مجھے تو ان کی وسعتِ اخلاق کے متعلق "اندیشہ ہائے دور و دراز" پیدا ہونے
لگے ہیں۔ بے غرضی بھی ایک حد تک پہونچ کر خود غرضی ہو جایا کرتی ہے۔ یہ بھی
کوئی خلوص میں سلوک ہے کہ مکر نظر آنے لگے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم لوگوں کو محبت
کرنے کا بھی سلیقہ حاصل نہیں، دشمنی کا کیا ذکر وہ تو بڑے مرتبہ کی چیز ہے۔

ایک بات البتہ ان کی بہت پسند آئی اور وہ یہ کہ اتنا آسیجن میں نے کسی
شخص کے اندر نہیں دیکھا۔ ان سے پھر ملنے کو جی چاہتا ہے لیکن ابھی نہیں،
ذرا اور زندگی سے بیزار ہو جاؤں۔!

کی داد پوری طرح نہ مل سکے گی۔ بدخشاں سے لعل آتے ہیں وہاں بھیجے نہیں جاتے۔ اور پھر تماشا یہ ہے کہ آپ تنہا نہ صرف جا رہی ہیں بلکہ بے پردہ جا رہی ہیں، بالکل میم بن کر جا رہی ہیں اور یہاں یہ حال ہے کہ

باسایہ ترا نمی پسندم

(وہ سایہ نہیں جو آپ پہنتی ہیں بلکہ آپ کا ظل مراد ہے)

اب فرمائیے آپ کیا کہتی ہیں؟

گرامی عزیز

جائیے جائیے سرزمین فراعنہ کی سیر کیجئے۔ اس قطعۂ زمین کی جو روایات عہدِ عتیق کا پس منظر رہا ہے جو کسی وقت قلوپطرہ کے حسنِ افسوں زار کی جولانگاہ تھا اور اب "غوازی" نازک اندام کی رقص گاہ ہے۔ کس قدر رشک آتا ہے آپ پر!

میں ہر چند آپ سے بہت دور رہوں گا، لیکن میرا دل اپنی ان تمام تمناؤں کے ساتھ جو اس افسوں کدۂ اہرام و ابوالہول سے متعلق ہیں آپ ہی کے ساتھ ہوگا۔ کامل پانچ سال تک وہاں رہنے کے بعد آپ کی ذہنیت میں جو تغیر ہونے والا ہے اس کا ابھی سے خیر مقدم کرتا ہوں۔ کس قدر جی چاہتا ہے کہ مصر میں ایک بار میرا آپ کا اجتماع ہو لیکن

آرزوؤں سے پھرا کرتی ہیں تقدیریں کہیں؟

چھوٹی اندر دھنسی ہوئی گول گول آنکھیں کہ کما کوئی پرکار سے ایسا صحیح دائرہ کھینچ سکتا ہے، وہ "ہنگی حیثم حسود" رکھنے والی بھدی پیشانی وہ رخسار دار دکی ہڈیوں کا اشتی اُبھار وہ پٹیل لیڈ قسم کی چوڑی چکلی ناک، وہ کچی کلیجی کی طرح کالے کالے سطر ہوٹ اور اس پر وہ دیگک خوردہ مونچھ اور داڑھی!

اسرا سر جہ حال ست مدیں لوالعجی!

معلوم ہوتا ہے کہ انکار خطوط اور اعوجاج روایا کی کوئی ایسی مرتا شکل نہیں ہے جو حضرت کی تعمیر سراپا میں صرف نہ ہوئی ہو۔ کیوں پاگل ہوئے ہو۔ مانا کہ سیرت کے اعتبار سے وہ جیند وشبلی نہیں (حالانکہ اس صورت کے ساتھ ایسے انسان ہونے ہی میں گفتگو ہے) لیکن سیت دار دات کوئی دوا کی گولی تو ہے نہیں کہ اسکا کھانا ضروری ہے خواہ وہ کتنی ہی تلخ ہو۔ ٹھیک ہے تو کوئی قریہ کا آستانہ دیکھکر جھکا کر سر ٹیک دیا گیا تھی۔

کو ستیدہ پرست شو نہ گو سالہ پرست!

مار سے آپ نے یاد تو کیا میں تو سمجھتا تھا کہ آپ برہم ہو گئیں اور اب کبھی نہ بولیں گی میری سمجھی ہوئی کوئی بات بھی آج تک صحیح نکلی ہے جو یہ صحیح نکلتی اور سچ پوچھئے تو اسی امید پر جی رہا تھا۔ ڈرتا ہوں اُس وقت سے جب مجھے آپ کی محبت کا یقین آجائے کہ پھر تو آپ کی عداوت مسلم ہے۔

آپ نے سیاحت کشمیر کا ارادہ کیوں کیا وہاں شائد آپکے حد پر خود پسندی

اب تو ہر وہ چیز جو شگفتہ ہے زخم ہی زخم نظر آتی ہے۔ عرفی کا یہ شعر تم نے سنا ہوگا۔

ز منجنیق فلک سنگ فتنہ می بارد
من ابلہانہ گریزم در آبگینہ حصار

اس سے اندازہ کر لو کہ اضطراب و سراسیمگی کا کیا عالم ہے۔ "دنیا میں سب سے زیادہ صبر کرنے والا سب سے زیادہ بے چین ہوتا ہے" اسکا علم تم کو نہیں ہو سکتا اور خدا نہ کرے یہ صبر آزما گھڑیاں تم پر آئیں یہ صرف مجھی کو معلوم ہے کہ اس استغنا کی کتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ تم مجھے کیوں خط لکھتے ہو اور کیوں آگ لگا جاتے ہو۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ گرمیاں شروع ہو گئی ہیں اور آپے سے گزر جانے کا زمانہ آنیوالا ہے پھر تم یہ الزام کیوں اپنے سر لو کہ تمہاری وجہ سے مجھے گریبان پھاڑنا پڑا۔

ستارہ و فلک و بخت روزگاری ہست

جی ہاں دیکھا۔ کیا کہنا ہے آپ کے انتخاب کا، ماشاء اللہ!

دو عالم از اثر شعلۂ جمالش سوخت
دیکھنے کہیں آپ کے دست و بازو کو نظر نہ لگے!

سچ کہتا ہوں میں نے ایسے مجرمانہ قیافہ کا انسان آج تک نہیں دیکھا حیرت ہے کہ ان میں آخر وہ کونسی بات ہے جس نے آپ کو اتنا گرویدہ کر لیا۔ صورت دیکھ کے تو معلوم ہوتا ہے کہ فطرت کا شاید اولین آزمائش ناکام کچھ ایسا ہی رہا ہوگا۔ وہ چھوٹی

احتیار ہی نہیں کیا۔ کیا واقعات جنگ وحرب کو آپ جھٹلا سکتے ہیں اور کیا اں کا مقصود اشاعت مذہب رہتا؟ میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ مسلمانوں کی تمام لڑائیاں دفاعی تھیں اور انھوں نے جارحانہ اقدام کبھی نہیں کیا
بہرحال یہ استدلال بہت بوسیدہ ہے اور تاریخی حقایق کے مقابلہ میں اسکو پیش کرنا اپنی کمزوری کی اور تشہیر ہے

الصاحب

دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشہ نہ ہوا
یعنی زمانہ کے پرزے اُڑے، پرزے اُڑانے کی کسی نے کوشش کی۔ میں آپسے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس قوم میں اب کوئی حرارت باقی نہیں رہی اور جب ایک قوم پست ہمتی کی اس منزل پر پہونچ جاتی ہے تو اسکا اُبھرنا محال ہوتا ہے ابھی نہیں اگر آپ زندہ رہے میں تو خیر نہ رہوں گا تو آیندہ دیکھیں گے اس کا کیا حشر ہوا۔
زمانہ اور اس کے اُصول وہی ہیں لیکن ہم وہ نہیں ہیں
گل ہمہ گو ست لیکن صورت ملبل نہ ماست
بالہا کوتاہ افتادست حسرم گوستس بیست

اے وہ زمانہ کہ
گُل دیدمے در روئے کسے یاد کردمے ۱

جی ہاں وہ حج سے واپس آ گئے ہیں اور اچھے ہیں۔ میں بھی ملنے گیا تھا،
صورت تو ان کی بہت بدل گئی ہے۔ سیرت کا حال معلوم نہیں۔ لیکن سنا ہے کہ اپنے
نام کے ساتھ حاجی نہیں بلکہ الحاج کا اضافہ پسند فرماتے ہیں۔
آپ کے لئے کچھ تحائف تو ضرور لائے ہیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ علاوہ
آبِ زمزم اور خاکِ شفا کے کوئی کام کی چیز بھی ان میں شامل ہے یا نہیں۔
میں نے وہاں کی سیاسیات کے متعلق کچھ سوالات ان سے کئے تھے، لیکن
معلوم ہوتا ہے کہ وہاں وہ خالص حج کرنے گئے تھے اور جو چشمِ حقیقت انھوں نے
کراچی کے ساحل پر کھولی تھی وہ وہاں بھی بدستور کھلی رہی۔ اللہ اللہ، کیا مرتبے
ہیں سچ ہے۔

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

بندہ نواز۔ جس بحث کو آپ نے اٹھایا ہے، خدا کرے اس کا انجام بخیر ہو،
لیکن مجھے امید نہیں ہے۔ سب سے پہلی اصولی غلطی یہ ہوئی ہے کہ آپ نے اپنی حجت
کی بنیاد "لا اکراہ فی الدین" پر قائم کی ہے، حالانکہ اس کے جو معنے آپ نے لئے
ہیں اس کی تردید تاریخ کے متعدد واقعات سے ہوتی ہے۔ ذرا غور تو کیجئے اسکا
مفہوم کہیں یہ تو نہیں کہ "دین میں اکراہ پیدا ہو تو ہی دین غائب ہو جاتا ہے"
مسلمانوں کا یہ دعویٰ کہ اسلام تشدد سے نہیں پھیلا آج تک میری سمجھ
میں نہیں آیا۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر یہ بھی صحیح ہے کہ قرونِ اولیٰ میں کسی شخص نے اسلام

۔ آپ دیکھیں گے کہ جتنی حکایتیں اس کتاب میں نظر آتی ہیں انھوں نے عوام کیا بعض خواص کی نگاہوں میں تاریخی حیثیت حاصل کر لی ہے اور اس طرح آج ہیں واسطے بہت سے زمانے میں اس کتاب نے بھی بڑی مدد کی ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس میں جن روایات و احادیث سے استناد کیا گیا ہے وہ بھی سب کی سب موضوع و ضعیف ہیں اور ایسا ہونا لازم تھا کیونکہ جب تک ہیجانی رنگ نہ پیدا کیا جاتا جاہلوں کے لئے اس میں دلچسپی پیدا نہ ہوتی لیکن کیا دلچسپی " افادیت " سے زیادہ اہم بالشان چیز ہے۔ بہر نوع میری رائے میں یہ یکسر تخریبی لٹریچر ہے اور اس کا مطالعہ کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا

رہ گیا تصوف، اس میں شک نہیں کہ وہ اس رنگ سے خالی نہیں لیکن ایک (...) چیز ہونے میں مجھے بہت شک ہے کیونکہ اس میں نہ خیال کی گہرائی ہے نہ انداز بیان کی گیرائی۔ اگر اس میں تاریخی ہستیوں کے متعلق غلط بیانی سے کام نہ لیا جاتا۔ بلکہ بلا تخصیص افراد و اوقات عمومی طور پر محض مثالی انداز سے حکایتیں بیان کر دی جاتیں تو اس زہر کا نقصان بہت کم ہوتا لیکن افسوس ہے کہ نہ وہ ادبی خصوصیات کے لحاظ سے مطالعہ کے قابل ہے اور نہ معنوی خوبیوں کی حیثیت سے۔ سعدی کو میں ان سے بہت بلند سمجھتا ہوں اور عطار کو ان سے زیادہ دلچسپ۔ اور سچ پوچھئے تو مجھے عراقی بھی ان سے بہتر نظر آتا ہے۔

زبان و خیال دونوں کی تکمیل اگر آپ کو دیکھنا ہے تو بیدل کی حکایتیں پڑھیے

مرحوم کی صحت پہلی دنیا رشک کرتی تھی اور اس کی موت پر بھی رشک کرے گی میں کیا ساید کسی کو بھی علم نہ تھا کہ وہ مصطفیٰ تلب میں تالا جس و جو تو یقیناً جاتے ہوں گے، لیکن میں نے آخر تک ان کی زبان سے کبھی اسکی شکایت نہیں تھی۔ وہ موت کی آغوش ہر وقت کھلی ہوئی دیکھتے تھے، لیکن حرکت و عمل کا یہ عالم تھا کہ گویا کبھی مرنا ہی نہیں

آخری وقت ان سے نہیں لکھنو میں ملاقات ہوئی تھی، وہی کس طرادی عزم وارادہ، وہی اضطراب کارا وہی حدبۂ اقدام ہنسکر پوچھنے لگے "آجکل کیا کر رہے ہو" میں نے کہا "کچھ نہ کرسکنے کے احساس کو تیز کر رہا ہوں" کہنے لگے "یہ تو بڑی بات ہے" میں نے عرض کیا کہ ایسی اچھی بات ہے کہ جواب نہیں" ہنس پڑے پھر دیر تک اپنی حدید تصنیف کا ذکر کرتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑے بلند انسان تھے، آپ کی دعائے مغفرت سے زیادہ بلند۔

سد گاں حالی ــ مثنوی مولانا روم کے متعلق میری رائے آپ سو کیا ساری دنیا سے مختلف ہے نظم و زبان کے لحاظ سے اس کا کوئی پایہ نہیں اور معنوی حیثیت سے بھی مجھے اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی کہانیوں کے ذریعہ سے اخلاق کا درس دنیا بڑی پرانی چیز ہے اور ہر قوم کے لٹریچر میں اسکا وجود پایا جاتا ہے لیکن وہ کتابیں جو کہانیوں کو حقیقت کے رنگ میں پیش کرتی ہیں میرے نزدیک سخت مضرت رساں ہیں اور انہیں میں سے ایک مثنوی مولانا روم بھی

حالانکہ یہ بھی غلط ہے۔ یہاں شیشہ میں تھا ہی کیا کہ خالی کیا جاتا۔ اسلئے سوال
یاس و ناامیدی کا نہیں بلکہ نااہلیت و عدم استحقاق کا ہے۔ امید کے اسباب
ہی نہیں تو ناامیدی کیسی۔

اس سے زیادہ خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ کچھ زمانہ آپ کی معیت میں
بسر ہو۔

اے خوشا وقتے کہ صرف راہ آشنا شود

لیکن ایسے وصل سے احتراز ہی اچھا جو تاب مہجوری چھین لے۔ آنے کو
تو آپ کے پاس آجاؤں، لیکن واپس آکر کیا حال ہوگا۔ اس کا خیال بھی
جانگداز ہے۔

میرے لئے یہ احساس کیا کم فخر ہے کہ۔

ہر کہ رو سوئے تو دارد بہ جہاں قبلہ نماست

دنیا میں آپ کا کہلاتا ہوں اور ساری دنیا اپنے آپ میں پاتا ہوں۔ اس سے
زیادہ اور کیا چاہیئے۔

ایام دولت مستدام!

مکرمی۔

کچھ نہ پوچھئے کہ یہ خبر سن کر دل کی کیا حالت ہوئی۔

خورشید خرامید و فروغش بنظر ماند

میراں کا کیا میل!

کچھ عرصہ ہوا اُن کے ایک اور معتقد مجھ سے آکر ملے اور دیر تک شرح سرائی کے بعد کہنے لگے کہ صرف میاں صاحب کی دُعا سے میرا تبادلہ ایک دوسرے دفتر میں ترقی کے ساتھ ہو گیا ہے' میں مُسکرا کر خاموش ہو رہا، لیکن تکلیف بہت ہوئی۔ اتفاق دیکھیئے کہ دوسرے ہی روز وہ اپنی اصلی جگہ پر واپس کر دیئے گئے میں نے اُن سے سبب دریافت کیا تو دبی زبان سے کہا کہ کسی وجہ سے میاں صاحب ناخوش ہو گئے تھے۔ پھر بتایئے کہ جس شخص کا عُمرہُ ناہیدؔ اسطرح دفعتاً "قہر مریخ" میں بدل جائے ایسے "قہرمان مقدس" کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں بصد ادب معافی چاہتا ہوں۔

قبلۂ آرزوئے من مقصد جستجوئے من

گرامی نامہ پہونچا۔ اس دل پرسی کا شکریہ کیونکر ادا کروں۔ وہ الفاظ کہاں ڈھونڈوں جو میرے جذبات کے آئینہ دار ہوں' خاموشی کی بلاغت کا قائل ہوں، لیکن۔ " یہ حوصلۂ ضبط کہاں سے لاؤں "

میں اچھا ہوں اگر مطلق زندگی کو "اچھا" کہہ سکتے ہیں لیکن روح جس دور سے گذر رہی ہے وہ یہ ہے ۔

بطاق گر از حواہ در خاک فگنس

ناشستہ سر شکوں مے رحیستہ ایم

تھا دوسرے مصرعہ کے آخر میں۔ کتنی سخت تعقید ہے۔

گرامی جناب، والانامہ کل شام کی ڈاک سے ملا۔ وقت نہ تھا ورنہ اسیوقت جواب دیتا۔ آج صبح سے اس فکر میں ہوں کہ میاں صاحب کے آستانہ تک پہونچنے کی تدبیر اختیار کروں۔ آپ کہیں گے اس میں تدبیر کی کیا ضرورت ہے۔ بارگاہ میں اطلاع کرائی اور جاکر قدمبوس ہو گئے۔ بالکل درست، لیکن اس گستاخی کی ہمت کیونکر پیدا کروں۔ میری ہر ہر سانس آلودۂ گناہ، ان کے جسم کا ریشہ ریشہ مریم پناہ! اگر انھوں نے برہم ہوکر کوئی بددعا دیدی (گو اس کا امکان کم ہے) تو سمجھئے پانی سر سے گزر گیا اور اگر دعا دی (جس کا امکان زیادہ ہے) تو لا ازیں پڑھتے پڑھتے مر گیا، چلئے چھٹی ہوئی۔ ان کے ساتھ آپ کی عقیدت کے جو اسباب بھی ہوں، مجھے معلوم نہیں، لیکن میں تو اتنا جانتا ہوں کہ وہ صوفی بھی ہیں اور شمس العلماء بھی۔ دنیا کو ایک صوفی ہی سے پناہ نہیں مل سکتی، چہ جائیکہ وہ شمس العلماء بھی ہو۔ سانپ اور وہ بھی کالا! معاذ اللہ!

نہ بدر جستہ شرار و نہ بجا ماندہ رماند
سوختم لیک ندانم بچہ عنوانم سوخت

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ وہاں حاضری دینا میرے امکان سے باہر ہے۔ میں انکے آداب سے ناآشنا، وہ میری آزادہ روی سے ناواقف۔ وہ حافظ کے ساغر مے کو بھی جامِ کوثر سمجھنے والے، میں کوثر و سلسبیل سے بھی جوازِ بادہ کی تاویل کرنیوالا،

سے اس کا کیا تعلق ہے۔ اسکو یوں پڑھئے ۔

ضبط وھاں — گو کہ اثر تھا — کیا

یعنی ہر چند وھاں میں اثر تھا لیکن ہم نے ضبط سے کام لیا۔ اب دوسرا مصرعہ
اس سے مربوط ہو گیا یعنی ہم نے کیا کیا کہ یہ حوصلہ کیا۔ مطلب یہ کہ باوجود وھاں
میں اثر ہونے کے ہم نے ضبط سے کام لیا اور اب اسپر افسوس کرتا ہے کہ ایسا کیوں کیا
اس میں شک نہیں کہ مومن کا یہ انداز بسا اوقات بڑی الجھن میں ڈال دیتا
ہے، لیکن اگر محذوفات و روابط کو سمجھ کر غور کیا جائے تو اشکال دور ہو جاتا
ہے۔ اسی بارہ میں کا ایک شعر ہے ۔

جائے تھی تری مرے دل میں سو ہے — غیر سے کیوں شکوۂ بیجا کیا

مدعا صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ "غیر کے دل میں تیری جگہ کبھی تھی ہی نہیں" لیکن
دوسرے شعر میں اسکا کہیں ذکر نہیں لیکن اس کو ظاہر کیا کہ اس انداز سے کہ "جائے
جگہ تھی تری مرے دل میں سو ہے"

مومن کے یہاں اس میں شک نہیں بعض جگہ نہایت نامناسب تعقیدیں
پائی جاتی ہیں مثلاً۔

یہی حالت رہی آنکھوں پھر تجھ بن کہ دم الٹے
سحر تک شام سے دل صبح سے تا شام لیتا تھا

اسکی نثر یوں ہو گی۔ "تجھ بن آنکھوں پھر یہی حالت رہی کہ دل شام سے سحر
تک اور صبح سے تا شام الٹے دم لیتا تھا" لفظ "الٹے" پہلے مصرعہ میں آیا ہے اور "لیتا"

ینے۔ صرف یہ تھی کہ کسی طرح ان دونوں میں صلح ہو جائے۔ لیکن وہاں تو قیامت برپا ہو گئی، آستینیں چڑھ گئیں، منھ سے جھاگ اڑنے لگا، اور اگر خان صاحب موجود نہ ہوتے تو شاید خون کے فوارے جاری ہو جاتے۔ لاحول ولا قوۃ، کس قدر خفیف ہوا ہوں اور کتنی ملامتیں کی ہیں، میں نے اپنے آپ پر۔

بیشک تم نے سچ کہا تھا کہ حالت، دوا اور دعا دونوں سے گزر چکی ہے، لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ جب انسان السائیڈ سے گذر جاتا ہے تو وہ اتنا شدید حیوان بنجاتا ہے۔ تم نے سنا ہو گا کہ انھوں نے واپس جاکر میرے متعلق کیا کہا ہے میں اس سے زیادہ ملامت کا مستحق ہوں۔ وہ جو کہیں گے سنوں گا اور جو سنائیں گے اسے برداشت کروں گا، آئندہ کے لئے میں نے کان پکڑے، اگر گوشت سے ناخن جدا ہو رہا ہو گا تو بھی منھ پھیر لوں گا۔

میرے پاس یونس کا کوئی خط نہیں آیا اور مجھے مطلق علم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ عرصہ ہوا کسی سے سنا تھا کہ وہ کشمیر میں ہیں اور کوئی کاروبار کر رہے ہیں۔ اکرام سے پوچھو شاید انھیں کچھ علم ہو۔

مکرمی۔ تسلیم۔ عنایت نامہ کا شکریہ۔ میری رائے میں شعر کا مطلب ... یہ نہیں ہے۔

ضبطِ فغاں گو کہ اثر تھا کیا   حوصلہ کیا کیا نہ کیا، کیا کیا

"ضبطِ فغاں نے اثر کیا تھا" یہ مطلب آپ نے کہاں سے نکالا اور دوسرے مصر

میری قوت فیصلہ کمزور سہی، لیکن آپ کے اخلاق بھی کچھ زیادہ قوی نہیں ہیں تم
کسی کی محبت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اٹھاؤ، لیکن میری دوستی سے
اس کی توقع نہ رکھو۔ اب اگر تم معذرت خواہ ہو کر آنے میں حجاب کرتے ہو تو کیا
میں اس کو "شرمسار و سوگوار" لے آؤں۔ کچھ تو سوچو کہ جس نے تمہارے لئے
ساری دنیا چھوڑ دی، اس کے ساتھ تم کیا سلوک کر رہے ہو جوانی کا جوش اور
اتنا ٹھنڈا! حیرت ہے!

صدیقی۔ نومولود مبارک۔ خدا کرے تمناؤں کے ساتھ بڑھے اور کامیابیوں
کے سایہ میں پروان چڑھے۔ طلعت سے کہہ دینا کہ یہ میری دعاؤں کا نتیجہ ہے،
میری امانت ہے، میرا جگر گوشہ ہے، اگر اس کی پرداخت میں ذرا بے توجہی سے
کام لیا تو آکر چھین لوں گا اور ماں باپ میں سے کسی ایک کی نہ سنوں گا
کس قدر دل بیتاب ہے کہ اس کو آکر دیکھوں، اس کی غوں غاں سنوں اور
بھینچ بھینچ کر خوب پیار کروں۔ لیکن توقع نہیں کہ یہ آرزو جلد پوری ہو کیونکہ بعض
حالات کی بنا پر فی الحال میرا یہاں سے نکلنا دشوار ہے اور طلعت کو اس قدر
جلد ملنا مناسب نہیں۔ ہو سکے تو تصویر بھیج دو، لیکن تنہا نہیں، ماں کی
آغوش میں۔

بھئی، مجھے کیا معلوم تھا کہ جاؤں گا اچھا اور ہو جائے گا بُرا۔ خدا میری

دیکھئے۔ کیا حریم ناز کی اونچی اونچی دیواروں سے سر پھوڑنے کا کام نہیں لیا جا سکتا؟
اور پھر یہ کہ آپ کا اس میں نقصان ہی کیا ہے۔

عہد وفا ز سوئے تو نا استوار بود
بشکستی و ترا بہ شکستن گزند نیست۔

بجا ارشاد ہوا۔ یہ سارا فتنہ میرا ہی پیدا کیا ہوا ہے، میں ہی اُدھر سے دامن کشاں گزر جاتا ہوں اور میرے ہی لئے۔

غبار اُٹھ اُٹھ کر رہ جاتا ہے اکثر خاک بسمل کا

کیوں بنا بنایا گھر بگاڑتے ہو، کیوں دنیا کے امن و سکون کو غارت کرتے ہو، اور وہ کیوں بار بار کرتے ہو جو شیوۂ مردانگی کے خلاف ہے۔

"زیادہ محبت" کا سلیقہ عورت ہی کو حاصل ہے۔ اسی لئے جب وہ روٹھتی ہے تو مشکل سے منتی ہے اور مرد کا اعتبار من جانے کے بعد نہیں۔

بیشک میں نے تمہاری برائی کی، تمھیں کو قابلِ الزام قرار دیا، لیکن کیا واقعی تم برے نہیں ہو، کیا غلطی کی ابتدا ہمیشہ تمہاری طرف سے نہیں ہوتی؟ میں تمہارا دوست ہوں، عاشق نہیں۔ تم تو کسی سے عشق کر کے بھی اندھے نہ بنو اور میں بغیر عشق کے تمہارے لئے آنکھوں پر پٹی باندھ لوں، کیونکر ممکن ہے؟

یہ تمہاری پہلی محبت ہے، اس لئے اس کو بیشک قربانی ہونا چاہیئے۔ اسکے بعد جب کسی دوسرے سے محبت کرنا تو فلسفہ چھانٹنا یا سودا کرنا، تمھیں اختیار ہے۔

سے نکلنے والے شعلے !!

معاذ اللہ !

آتشم تیز است دامانم مگیر

ہاں، ہاں میں جنگیر ہوں، ہلاکو ہوں، یزید ہوں اور وہ سب کچھ ہوں جو آپکے "لے لیں"
مجھے مانیں لیکن یہ بالکل غلط ہے کہ میں محبت کی اس منزل سے گزر رہا ہوں جہاں شکوہ
و شکایت کی گنجائش ہے نہ شکر و تہنیت کی۔

میرا افسردہ دل تو سے کا طعن کیا جاتا ہے لیکن تھوڑی دیر کے لئے آپ ہی
کی نگاہیں جھک جاتیں تو کیا قیامت آجاتی! میں نگاہ سے بھی محروم ہوں! نہ سہی
ہمی الکل یکسر گناہگار! لیکن وہ جو نگاہ سے مجرم ہے۔ تماشے سراپا معصوم اسکا
انصاف سے یہ کیا شیوۂ دلربائی ہے

ترس دل گو بماں شمع دنیا باید نہ بود

خاطر بروا ادہر آتشے خرسند نیست

بیشک آپ نے جواب کی خواہش نہ کی تھی، لیکن یہ کیا ضرور ہے کہ میں آپکی
ہر خواہش کو پورا کروں جب کہ آپ میری ایک خواہش بھی پورا کرنے کے لئے آمادہ
نہیں اس کے جواب میں مجھ سے اس خواہش کی صراحت کا مطالبہ نہ کیجئے گا،
ورنہ پھر میں بے اختیار ہو جاؤں گا اور نہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ۔

او لسد گاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

بہر حال، صلح و آشتی کو کافی زمانہ گزر چکا ہے اب کچھ دن لڑائی میں بسر ہونے

بہرحال اب اچھا ہوں، زندہ ہوں اور آپ کی پرسش کا سپاسگزار

مکرمی۔ گرامی نامہ پہونچا۔ شکایت کا شکریہ۔ شکریہ اس لئے کہ بحمداللہ
آپ نے میری بدتمیزی کو پہچان لیا۔ مشہور بات ہے کہ "جو کام خود کر سکتے ہو اسے
دوسروں سے نہ لو" میرا اصول یہ ہے کہ "جو کام دوسرے بھی کر سکتے ہیں، اسے کرو ہی
نہیں" پھر ایسی صورت میں مجھ سے یہ توقع رکھنا کہ میں اس کام کے کرنے پر آمادہ
ہو جاؤں گا جسے ہر چلتا پھرتا آدمی کر سکتا ہے، سراسر ظلم ہے۔
یقیناً آپ کے اعتماد کو صدمہ پہونچا ہوگا، لیکن مجھے بھی اس سے صدمہ
پہونچا کہ آپ نے کیوں مجھے معمولی انسان کی حیثیت سے قابل اعتماد سمجھا۔ داغ
کی زبان میں شاعری کی اگر کوئی ادا آپ کو پسند آتی تو صرف یہ کہہ۔

اور ہوں گے تری محفل سے ابھرنے والے

اسکو "انفرادیت" کہتے ہیں جو اس دور جمہوریت میں بھی خاص اہمیت رکھتی ہے۔
"مجھے لوگوں کو تکلیف پہنچا کر راحت آتا ہے" آپ کے اس الزام کا جواب
میرے پاس سوائے سکوت کے اور کچھ نہیں، احترام اس سے آپ کی تکلیف میں
اضافہ ہی کیوں نہ ہو۔

—

اللہ اللہ، یہ بڑی ہی خوبصورت پیشانی کی یہ خوبصورت شکنیں، پھولوں
سے رخساروں کے پیچھے یہ دہکتی ہوئی آتش گل، یہ بڑی بڑی گہری سیاہ آنکھوں

کو کسی نہ کسی طرح گزار دیا جائے آپ نے صبح کو سنگتروں کے کنارے شبنم کے قطروں
کو تھرتھراتے دیکھا ہوگا بس زمانہ کے ساتھ زندگی کا یہی تعلق ہے غالب کہتا ہے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

یہ بھی خیال کی پستی ہے ہنسنے یا رونے کا کیا ذکر، صرف سوال "گزار دینے" کا ہے
اور اس احساس سے بالکل بے نیاز ہو کر ہنسنے یا رونے کا ذاتی کوئی سبب دنیا میں
ہوا کرتا ہے یا نہیں۔

جس طرح موسیقی کا وجود صالحہ وتہ یا کس کا اتنا محتاج نہیں جتنا سامعہ یا
حسن ذوق کا، اسی طرح زندگی بسر کر دینے کے لئے کوئی خاص اسلوب درکار نہیں
بلکہ صرف تھوڑا سا سلیقہ چاہئیے ـــ ہے آ... بسر گزر جانے کو، مجھے حیرت ہوتی
ہے کہ لوگ زندگی کا شمار سالوں سے کرتے ہیں۔ درانحالیکہ بعض لوگ صرف
ایک دن میں یہ جھگڑا ختم کر جاتے ہیں صبح کو زندگی وجود میں آئی اور شام تک
وہ بڑھے ہو گئے

سو حضرت مجھ سے آپ کبھی یہ نہ پوچھئے کہ زندگی کس طرح بسر کر رہا ہوں، دنیا
کے عام اصول کے لحاظ سے میں کبھی خوش نہیں رہا اور نہ رہوں گا، لیکن میرے
نزدیک مسرت و غم دونوں اعتباری چیزیں ہیں، اس لئے میں اپنے غم کو بھی مسرت
سا لیتا ہوں یہ سوچ کر کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ غمگیں دل رکھنے والے موجود ہیں
ہاں، اس دوران میں کچھ صحت خراب ہو گئی تھی، لیکن نہ ایسی کہ آپ کو لکھتا

لیکن تمھاری تصویر اس میں بھی نظر نہیں آتی۔

دیکھا میری نگاہ میں تمھارا کتنا بڑا مرتبہ ہے لیکن باوجود اسکے میں تم سے گھبراتا ہوں۔ یہ کیا بات ہے۔ تو کیا میں سے ڈرتا ہوں؟ نہیں ڈر کی کیا بات ہے۔ "دل پر تو ہے قابو اپنا" ۔ تو کیا میں تمکو برا جانتا ہوں۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ برا جانتا تو یہ کیوں کہتا کہ تمھارا افریب خوردہ نہیں ہوں۔

پھر کیا ہے؟ تم جانتے ہو لیکن کہو گے نہیں، میں اگر جانتا بھی ہوں تو کس زبان سے کہوں۔

بیداد تواں دید و مگر نتواں گفت۔

بہر حال مدعا یہ ہے کہ میں باوصف ان تمام اعترافات کے اپنے آپکو "عرض نیاز عشق" کے قابل نہیں پاتا اور تعمیل ارشاد سے معذور ہوں۔

نیاز نواز! یہ آپ نے کیا فرمایا۔ میں آپ کے ہوتے ہوئے پریشان ہوں

ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش

زندگی میرے نزدیک نام ہے ناکافی دلایل کے ذریعہ سے کسی نتیجہ پر پہونچنے کا، یعنی مسبب الاسباب ہو یا نہ ہو، لیکن ہمارے لئے اسباب پیدا کرنا ضروری ہے۔ پھر آپ ہی بتایئے کہ جب جینا ایسا خشک و سنجیدہ مشغلہ ہو تو پھر اس میں مسرت و دلچسپی کا سوال کیسا؟

پیدائش و موت دونوں کا کوئی علاج نہیں سوائے اسکے ان کے درمیانی وقفہ

اسا اتنے طویل سفر کے لئے آمادہ ہوں علاوہ اس کے یوں بھی ان کو اس کام کیلئے آمادہ کرنا جس کی موجودہ اہمیت کے لحاظ سے وہ اب "پرانی حسرتی" کی حیثیت رکھتی ہیں، کچھ بیہودہ سی بات معلوم ہوتی ہے بہرحال میں کہہ ضرور دوں گا اور جو جواب ملے گا اس کی اطلاع بھی آپ کو دیدوں گا، لیکن مجھے امید نہیں کہ جو آپ چاہتے ہیں وہ پورا ہو والسلام

اللہ، اللہ، یہ نیاز نوازیاں! کہ ہر سجدۂ شکر ادا کروں میں اور دنیا کا غم مول لینے کے لئے کسی اور در پر جاؤں، کیا خوب!

من و نگاہ تو ایں ترچہ کار مرا ؟

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ فطرت نے تمہاری تخلیق کس ساعت اور کس حال میں کی ہے ایک بار داغ نے کچھ ایسی ہی کیفیت کے ماتحت اپنے محبوب کا تجزیہ ان الفاظ میں کیا تھا۔ لکھتا ہے۔

تمہیں آنکھ، نگہ بیقرار، چتوں شوخ
تم ایسی شکل تو پیدا کرو حیا کے لئے

لیکن تمہارے سمجھنے کے لئے یہ بھی ناکافی ہے فارسی کا ایک شاعر بھی گھبرا کر یہ کہہ اٹھا تھا۔

چشم اگر ایں ست ابرو ایں، ناز و عشوہ ایں
الفراق اے ہوش و تقوی الوداع اے عقل و دیں

پھر آپ یقین کیجیے کہ اس وقت جس فضا کی طرف سے آپ مطمئن نظر آتے ہیں، وہ پستو گرد آلود ہے۔ آپ کو نہیں لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس سکون میں کتنا اضطراب نہاں ہے اور اس ساکن سطح کے نیچے کتنا زبردست طوفان پوشیدہ ہے!

اب بھی وقت ہے اور آپ چاہیں تو آسانی سے ان خندقوں کو پُر کر سکتے ہیں جو آپ نے اپنی راہ میں کھود دی ہیں، لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ کے احباب جس سے زیادہ دشمن آپ کا کوئی نہیں ہو سکتا، آپ کو یہ کبھی نہ سمجھنے دیں گے اور آخر کار وہ سب کچھ ہو کر رہے گا جس سے میں خائف ہوں اور آپ مطمئن۔

- - -

کرم گسترا، یاد فرمائی کا شکریہ، یقیناً مجھے ان سے رسم و راہ ہے لیکن نہایت معمولی، یعنی

محفلِ غیر میں گاہ، سرِ راہ گاہ

تاہم فرمایئے تو سہی معاملہ کیا ہے۔ میں اگر خود نہ کہہ سکوں گا تو دوسرے ذرائع اختیار کروں گا۔

ہاں آشتن صاحب ضعیف بھی ہو گئے ہیں اور گمنام بھی۔ اب سے تقریباً ایک سال قبل میں ایک صاحب کے ساتھ ان سے ملنے گیا تھا۔ بالکل گوشہ نشین ہیں اور یہ دیکھ افسوس ہوا کہ دنیا ان پر کافی تنگ ہے۔ صحت کی طرف سے تو ان کو شاکی نہیں پایا، لیکن کس میرسی کی حالت میں جو اندرونی آزار پیدا ہو جاتا ہے اس میں صرف مبتلا ہیں۔ میں آپ کا پیام ضرور ان تک پہونچا دوں گا، لیکن مجھے یقین نہیں کہ وہ

رگ گلو ہے حسرت یار حادوانی کی صدا قریب سے آتی ہے قسرانی کی
میں شوق دید میں کیا جانے کس دور آیا کئی بھی آنکھ دیں حسن قریب طور آیا
اور یہیں سے وہ شاید داغ سے متاثر ہو جاتا ہے۔
۔ رنگ حقیقتاً متصنعی کا پیدا کیا ہوا تھا جس کو آتش نے خوب نبھایا اور
ناسخ نے بھی گا ہے گاہے اسطرف توجہ کی مثلاً
اُڑا کے ساتھ یہ ستمت غبار لیتا جا مجھے رکاب میں او شہسوار لیتا جا
وصت ہوئی تو کسی وقت داغ وجلال کا موازنہ کروں گا امیر و داغ کا
موازنہ کر کے خواہ مخواہ لوگوں نے وقت ضائع کیا۔

صدیق محترم کیا کہوں، کچھ سمجھ میں نہیں آتا سمجھ میں تو آتا ہے لیکن کہوں کس سے
آپ سے جو لغیر کہے سب کچھ سمجھ جائیں اور اگر کوئی کہے تو میں کیا تکرار کی بات
بھی نہ جانیں!
انقیاد و اطاعت کا تعلق صرف دل سے ہے، پھر یہ کیا تماشہ ہے کہ آپ نے
ہاتھ پاؤں باندھ دینے کا نام اقتدار رکھا ہے، آپ قطع زبان کر کے نہیں اسلئے
میں کامیاب نہ ہوسکتے ہیں، آنکھیں پھوڑ کر نگاہ کی جنگیں سے محفوظ رہ سکتے ہیں،
لیکن دل کو کیا کیجئے گا۔ وہیں وخیال کو کیونکر اپنا بنائیے گا اعتقاد و یقین کو کسطرح
اپنی طرف مائل کیجئے گا، دماغ و خیال کو کس تدبیر سے ملازم بنائیے گا۔ آپ میری
گردن توڑ ڈالئے، لیکن میری پیشانی کے اندر چھپے ہوئے سجدہ ہائے صنم کو کیا کیجئے گا۔

یہی اس کی شاعری حرتش حسوں کی شاعری۔ تھی بلکہ دل سے تنگ آجانے کی بھی اور
اگر اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ہم کو ماننا پڑے گا کہ اس کی گریہ و بکا کی کم ذمہ داری بہت
اسی زمن کا ایک اور شعر ہے۔

اپنا ہاتھ اپنی چھری اپنا گلا اپنی رگیں   حسرت مار و قاتل کا بھروسہ کیا

بالکل لکھنؤ کے خارجی رنگ کا شعر ہے لیکن الفاظ کی نشست اور اسلوب بیان نے ایک
بات پیدا کر دی ہے جس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔

جلال کے ہم عصر داغ و امیر کو تو چھوڑیئے کہ ان کے یہاں بے معنی تصنع کے
سوا کچھ نہیں، لیکن داغ و جلال کا انفرادی رنگ کا علیحدہ علیحدہ متعین کرنا مشکل ہے
دونوں کے یہاں زبان ہے، سلاست ہے، بیکھاپن ہے، وہی کوٹھوں کی باتیں ہیں اور
وہی چھیڑ چھاڑ۔ تاہم اگر دونوں کا غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ داغ کبھی کبھی
بالکل آپے سے باہر ہو کر ایسی پست سطح پر آ جاتے ہیں جہاں "مٹی کے بھی بلے تو رداہر
شباب میں" لیکن جلال کے یہاں ایک شعر بھی ایسے رکیک ذوق کا نہ ملیگا گو ان کا
داغ کا دل تو بیشک جلال سے ملتا جلتا ہے لیکن آفتاب داغ کا داغ جلال سے
سے علیحدہ ہے۔

وہ رنگ جس میں دونوں مشترک نظر آتے ہیں یہ ہے۔

مری داستاں فراق نے تشت ہل طرح سے مزا دیا   کہیں میں نے رو کے ہنسا دیا کہیں ہنس کے رلا دیا

کہ سے آئیگا کوئی مجھ تک جواب دینا جا   تسلیاں بھی تو اے اضطراب دینا جا

نہیں ہے کوئی ایسا نشتر نہیں ہے جو دل میں پیوست ہو جائے۔ اس کے یہاں تمام باتیں وہی ہیں جو آنکھ لڑانے اور آنکھ لگ جانے کے سلسلہ میں پیدا ہوتی ہیں وہی گھاتیں اور لگاوٹیں ہیں جو محبت کی ادنیٰ قسم میں پائی جاتی ہیں، یعنی اس کا کلام جو فضا پیش کرتا ہے وہ وہی نہر عشق والی فضا ہے کہ:۔

جس محلہ میں تھا ہمارا گھر وہیں رہتا تھا ایک سوداگر

اس کی ایک ماہ جبین لڑکی تھی، جس سے آنکھ لڑ گئی، آپس میں خط و کتابت ہوئی، ملنے کے بہانے ڈھونڈھے گئے، کبھی کامیابی ہوئی کبھی ناکامی، کامیابی ہوئی تو سرشاری وصل کی لذتوں کا ذکر ہونے لگا، ناکامی ہوئی تو گلہ شکوہ شروع ہو گیا چند دن یہی ہنگامہ رہا اور آخر کار جب محبت کے حوصلے نکل گئے، یا محبوبہ کہیں چلی گئی یا مر گئی تو صبر کر کے بیٹھ گئے

ظاہر ہے کہ محبت کی اس دنیا میں جو جذبات پیدا ہوں گے ان میں کوئی گہرائی نہ ہوگی اور نہ وہ شاعری میں کوئی مستقل نقش چھوڑ جائیں گے، لیکن جلال کا کمال یہی ہے کہ اس نے اسی فضا کی شاعری میں محض اپنے انداز بیان سے وہ باتیں پیدا کی ہیں کہ ہم اس کی داد دینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ جلال کا ایک شعر ہے۔

دل سے تنگ آئے ہیں ہم جوش جنوں کا کیسا
یوں گریباں نہیں کیا پھاڑتے سودا کیسا

کہنے والے نے تو خیر کسی اور موقع کے لئے کہا ہوگا، لیکن میں اس کو جلال کی شاعری پر منطبق کر کے دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بہتر تبصرہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

ہو جاتے میں تم نے سنا ہو گا، انسانوں میں یہ انسان جو بھی ہے اور دوست جلد بھی۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ہوشیار رہنا، لیکن تم نہ مانے ان کی باتوں میں آ گئے اب مجھ سے تدبیر پوچھتے ہو۔ اگر وہاں تدبیر کارگر ہو اگر تم واپس گھر کیوں نہ آ جاتے تو تمہیں صبر کر لینا چاہئے، لیکن اگر یہ ممکن نہیں تو ادھر میں آؤ، وہ تمہیں خود کشی کی بھی کوئی اچھی صورت بتا دیں گے۔

کرمی۔ عنایت نامہ کا جواب غیر معمولی تاخیر سے جا رہا ہے معذرت خواہ ہوں لکھنؤ کے دور شاعری میں حالاں کا سا انداز بیاں، آتش کا کیا ذکر ہے، متوسطین میں آتش کو بھی نصیب نہ ہوا اور اس حیثیت سے کہ خارجی و داخلی دونوں رنگ ان کے یہاں پوری طرح رچے ہوئے ہیں، مجھے تو دہلی میں بھی کوئی نظر نہیں آتا۔ وہ صرف حسن کا بادشاہ تھا ملکہ جذبات نگاری کا مالک تھا یقیناً اس میں مومن کا رنگ ہے۔ عاشق کے سے تیور۔ آتش کا سا جوش و خروش ہے۔ مصحفی کی سی حلاوت، حسرت وجرأت کا سا کھل کھیلنا ہے، میر و درد کی سی سادگی لیکن پھر بھی ایک چیز ایسی ہے جو تھوڑی دیر کے لئے ان سب کو بھلا دیتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ لکھنؤ کا خارجی رنگ اس میں پوری طرح پایا جاتا ہے لیکن اس کا اسلوب بیان ایک ایسی دلکش تیکھ گری پیدا کر دیتا ہے کہ گہرائیوں کی جستجو کرنے والے بھی ایک بار سطح پر ٹھہر کر محو ہو جاتے ہیں۔ ان کی زبان کی صحت و پاکیزگی سو اس بات میں ان کی احتیاط سے کون واقف نہیں اس کے یہاں یقیناً محبت کی کوئی ٹیس نہیں ہے، کوئی تڑپا دینے والا درد

کا حشر کیا ہونا ہے، دیکھئے فلسفہ طرازی سے کام نہ لیجئے گا جس طرح میں صاف صاف باتیں کرتا ہوں، اسی طرح آپ بھی جواب دیجئے۔ ایک بار غالب نے اپنے محبوب سے شکایت کی کہ بزم ناز غیر سے خالی ہونا چاہیئے۔

تو "سن کے ستم ظریف نے اس کو اٹھا دیا کہ یوں"! بالکل ایسا ہی بے لاگ جواب میں بھی چاہتا ہوں، یعنی اگر میرے سوال کا جواب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس جام ہی کو اٹھا کر زمین پر پٹک دیں، جو اس تعلق "کج دار و مریز" کی بنیاد ہے تو خدا خوش ہو یا نہ ہو، میں خوش ہوں، لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو میرا یہ کہنا کہ۔

آسودہ شب باید و خوش مہتابے
تا با تو حکایت کنم از ہر بابے

کیوں جرم سمجھا جاتا ہے۔

اگر اسے امتحان سمجھتا تو فیصلہ کا انتظار کرتا، چھیڑ ہوتی تو لگاؤ جانتا، لیکن جب نہ یہ ہو نہ وہ تو پھر میں ہی کیوں ہوں؟

فیصلہ آج کئے لیتے ہیں چل کر اپنا

خط پہونچا، پڑھ کر بہت ہنسی آئی، ، ، تم کیا ہو،

اچھے اچھوں کو وہ دیوانہ بنا دیتے ہیں

معلوم ہوتا ہے، تمہاری زندگی میں ان کے متعلق یہ پہلا تجربہ ہے، ہم لوگوں سے پوچھو کہ اب نئے زخم کے لئے دل میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ شیروں میں بعض شیر مردم خوار

درماں کو آئے دیے یہ میری کوتی قتل   ورنہ کہیں لگے نہ کسی کو یہ کوچہ حرم رہتا

مومن کی حقیقی شاعری کا جوہر طنزیات میں کھلتا ہے یا پھر ملی کٹی میں۔ طنزیات کے
بعض شعر ملاحظہ ہوں

ہم بھی کچھ خوش نہیں وفا کر کے   تم نے اچھا کیا نباہ نہ کی

رشک دشمن بہانہ تھا سچ ہے   میں نے ہی تم سے بے وفائی کی

دوسرے رنگ کے لئے اس کی چھوٹی بحریں دیکھئے۔

اس اور سے لو لگائیں گے ہم   جوں شمع تجھے جلائیں گے ہم
مر دوستی عدو پہ رکھ کے بیٹھے   جانا کہ سر اٹھائیں گے ہم
گر تیری طرف کو پھر آرسی   کھینچے گی تو لوٹ جائیں گے ہم
تھا نہ کہیں ہو گیا ترا گھر   مومن ہیں تو پھر آئیں گے ہم

حال آرزو، محبت نامہ پہنچا اور بالکل خلاف امید پہنچا جانا ہونے کے
بعد بات نہ کرنے کا دستور ہے، لیکن آپ کی دنیا میں التفات اور بڑھ جاتا ہے شکوہ
تغافل پر آنکھیں جھکالی جاتی ہیں مگر آپ کے یہاں قصداً آنکھیں چار ہونے کا بہانہ
ڈھونڈا جاتا ہے سچ ہے

مرے تپ سردہ کرنے کو دوا میاں کب ہوتا تھا
حیرت تو جو کچھ ہوا سو ہوا اگر یہ بتائیے کہ میرے آپ کے اس الطاف، امن ترکی

بالکل حدیقۂ حکیم سنائی یا پند نامۂ عطار کی چیز معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مومن
اس خیال کو اس طرح ظاہر کرتا ہے:۔

چھٹ کر کہاں اسیرِ محبت کی زندگی
ناصح یہ بندِ غم نہیں، قیدِ حیات ہے

مفہوم و طرزِ ادا دونوں میں غالب سے بڑھ گیا
مگر شاعرانہ میں تو خیر مومن کا کوئی ہمسر پیدا ہی نہیں ہوا۔ یہ رنگ اسی کی
ایجاد تھا اور اسی پر ختم ہو گیا۔
غالب کے یہاں بھی اس کی بعض مثالیں مل جاتی ہیں، لیکن مومن کے تیور
کچھ اور ہیں۔ غالب کا مشہور شعر ہے:۔

پھرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات
سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر

یہ گو شاعرانہ ہے، لیکن مومن نے اس سلسلہ میں عجیب شاعرانہ نزاکتیں پیدا کی ہیں،
کہتا ہے:۔

ہے دوستی تو جانبِ دشمن نہ دیکھنا   جادو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ میں

مومن چاہتے ہیں کہ معشوق دشمن کی طرف نہ دیکھا کرے، لیکن ظاہر ہے کہ وہ کیوں
ماننے لگا اس۔ لہٰذا مومن نے یہ بہانہ پیدا کیا۔ اسی رنگ کے دو شعر اور سنئے:۔

خواہشِ مرگ ہو اتنا نہ ستانا ورنہ   دل میں پھر تیرے سوا اور بھی ارماں ہوگا

اگر دل کو گوارا کرے تو سیدد ل کے لئے کہیں چلے جائیے، جب "لاحول" سے کام چلے تو "لاحول" دل دیا مروری ہے

مکرمی آپ نے بالکل صحیح لکھا کہ مومن کا لکھنا آسان نہیں میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس کا پڑھنا بھی آسان نہیں اس کے اشعار کا لب و لہجہ خاص ہوتا ہے اور جب تک اسی انداز سے ان کو نہ پڑھا جائے مفہوم پیدا نہیں ہوتا ایک مشہور شعر ہے

اس سے پری وش کو نہ دیکھے کوئی
مجھ کو مری شرم نے رسوا کیا

پہلے مصرعہ کو معمولی لب و لہجہ میں پڑھیئے تو معلوم ہوگا کہ مومن لوگوں کو منع کر رہا ہے کہ اس کی پری وش کو کوئی نہ دیکھے لیکن حیرت و استعجاب کے لہجہ میں پڑھیں تو مفہوم واضح ہو جائے گا یعنی میں نے تو اس کی طرف اس لئے نہ دیکھا کہ رسوائی نہ ظاہر ہو لیکن میری یہ احتیاط ہی رسوائی کا باعث ہو گئی کیونکہ ایسی پری وش کو نہ دیکھنا کیا معنی!

غالب کے یہاں بارک خیالی کی کمی نہیں، لیکن وہ تغزل سے کبھی کبھی ہٹ جاتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ فلسفہ طرازی سے کام لیتا ہے تو بالکل خوب مشکل ہو جاتا ہے لیکن مومن کا لوچ دلی رہتا ہے زندگی اور غم دونوں کا لازم و ملزوم ہونا غالب نے اس طرح بیان کیا ہے ۔

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں، موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں،

قبلۂ دل مستمندان،

(۱) تاخیر جواب پر شرمندہ ہوں، لیکن میں اس دوران میں ہرگز اس قابل نہ تھا کہ فرمان گرامی کی تعمیل کر سکتا اور یوں کوئی عریضہ پیش کرنا مناسب نہ تھا۔

میں نے سب سے پہلی فرصت میں ان کو بلا کر آپ کا پیغام پہونچایا اور وہ تمام صورتیں جو تکمیل مقصد کے لئے ضروری ہیں ان کو اچھی طرح سمجھا دیں۔ وہ پہلے ہی سے مطمئن تھے، لیکن اب تو انھیں بالکل یقین ہے اور مجھے امید ہے کہ جناب کی خواہش کے مطابق تمام مراحل طے پا جائیں گے۔

میں ضرور آئندہ دسمبر میں حاضری کی کوشش کروں گا۔ اس سے زیادہ سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ چند ساعتیں آپ کی صحبت میں گزر جائیں۔

(۲) صدیقی، میں سمجھتا تھا کہ آپ کی رنگین فرابیاں ضرور کوئی نہ کوئی گل کھلائنگی لیکن یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ یہ دولت اتنی مستعجل ثابت ہوگی۔ آپنے تو نہیں لکھا، لیکن مجھے کسی طرح معلوم ہو ہی گیا کہ قصور آپ کا نہ تھا بلکہ ان کا تھا۔ بہر حال، یہ بحث فضول ہے کہ جو کچھ ہوا وہ کیونکر ہوا، اب سوچنا یہ ہے کہ آئندہ کیا ہوگا۔ میری رائے اب بھی وہی ہے جو پہلے تھی یعنی یہ کہ عنقا کے آپ قائل نہیں کیمیا پر آپ کا اعتقاد نہیں، لیکن ان سے وفا کی امید ضرور رکھتے ہیں۔

اخلاق کی تباہی بھی کم افسوسناک نہیں، لیکن جب اس کے ساتھ عزت و دولت بھی شامل ہو جائے تو پھر "گریہ و ماتم" سے بھی کافی اظہار تاسف نہیں ہو سکتا

یہ آپ کی "پرستش گاہ گاہ" بڑی تکلیف دہ چیز ہے مملی کی اس تحریر کے بعد، جس کا جواب براہ راست آپ تک پہونچ سکتا تھا، آپ نے بالکل خاموشی اختیار کرلی میں متفکر تھا کہ آپ کی صحت کی خبر کیونکر معلوم کروں آپ کی وہ باتیں جو انسان کو پروانہ کی طرح "ہمہ داغ دیدہ خاکستر" بنا دیتی ہیں، کس طرح سنوں، لیکن کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی، آخر کار مایوس ہو گیا اس کئی ہفتے کے بعد آپ نے پھر! دو بارا لیکن نہایت روارروی میں جس طرح سر راہ کسی سے ملاقات ہو جائے - یہ کیا ادا ہے، میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں شکر ہے کہ آپ صحیح و توانا ہیں - میں بھی اچھا ہوں لیکن جس وقت یہ دیکھتا ہوں کہ :-

"بسم دیر عبور ل رتستاں آمد" اور اس کا کوئی سامان موجود نہیں تو پھر مضمحل ہو جاتا ہوں کیا آپ نے کبھی داغ کے اس شعر پر غور کیا ہے

جنیا کھلا گلاب کھلا موتیا کھلی
دل کی کلی - تجھ سے مگر آج ما کھلی

اس شعر میں مجھے صرف "تجھ سے" کی تعبیر آپ سے پوچھنا ہے - لیکن نتیجہ معلوم!

پردہ ڈالا ہے وہ بولے کہ اٹھائے نہ بنے
خوش رہیئے اور کیا کہوں

لاحول ولاقوۃ، آپ بھی عجیب چیز ہیں۔ میں کہ
برسرم آزادی سایہ را گرا تھا سہ ما۔
ان کو اپنے پاس رکھ کر ساری دنیا کی ساری ذمہ داریاں اپنے سر لیلوں
میری حماقت پر آپ کو اتنا زبردست اعتماد ہے یہ خبر مجھے نہ تھی!
مردانگی کا راز صرف رازدارانہ زندگی بسر کر جانا ہے۔ یعنی باوجود احساس و تاثر
کے دوسروں کے سامنے بےخبرانہ رہنا۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب دنیا کے ساتھ
کم سے کم امیدیں وابستہ ہوں اور مایوسی کے مقابلہ کے لیے زیادہ سے زیادہ
تاب مقاومت پیدا کی جائے۔

مرد وہ ہے جو گھر میں فاقہ کرتا ہے لیکن باہر نکلتا ہے تو اس کی مونچھوں
پر بل ہوتا ہے اور پیشانی پہ جلال۔ لیکن یہ بھی اسی وقت ممکن ہے جب
سوال صرف اپنی ذات کا ہو۔ دوسروں کی ذمہ داریاں اپنے سر آئیں اور
زمانہ نے نیچا دکھا دیا۔

دوسروں کے لیے تکلیف اٹھانا اس میں شک نہیں بڑی چیز ہے،
لیکن انسانی وقار کو کھو کر یہ چیز حاصل کرنا کم از کم میرے بس کی بات نہیں۔
آپ خفا تو ہوں گے، لیکن آج آپ کی برہمی برداشت کر لینا آسان
ہے بہ نسبت اس کے کہ کل آپ بھی مجھے ذلیل سمجھنے لگیں۔ اس صورت
کے علاوہ اور جو تدبیر آپ تجویز فرمائیں اس میں بقدر امکان حصہ لینے
کے لیے تیار ہوں۔

مثالیں بکثرت مل جائیں گی
میں آپ سے زیادہ عقلمند ہونے کا مدعی نہیں ہوں، لیکن اتنا احمق بھی نہیں کہ آپ کی منطق میدانی کی داد دے سکوں آپ نے جو کچھ کیا اسے آپ کا جی خوش کرنے کے لئے کہئے تو "جوش" کہہ دوں، ورنہ سچ پوچھئے تو میں اسے آپ کی ذہانت و فراست سے بہت فروتر سمجھتا ہوں

اللہ اللہ، یہ زہرہ گدازیاں اور یہ حوصلہ فرسائیاں! میں تو عتاب نامہ دیکھکر کانپ اٹھا کہ کہیں یہ برق اس عضو ضعیف پر تو گرنے والا نہیں لیکن آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ میرے ساتھ قدرت کا معاملہ اسوقت تک کیا رہا ہے۔
ہر چہ از گریہ فتادیم بہ تسمردل رسید
ہر چہ از نالہ رسادیم بہ تسود ل رفت
کلیجہ پھر کا ہو گیا ہے اب نہ "نعرۂ ناہید" کا اثر ہوتا ہے نہ "قہر ربہ الکا" آنکھ رہاں حسنک ہیں اور دل برف کی قاش۔ پھر آپ کی ابھی تک "خیال نظر لیلیٰ" لئے بیٹھے ہیں، اس شخص کا قدم کیوں درمیاں لاتے ہیں جو بادیۂ دنیائے "محمل و منزل" زندگی بسر کر رہا ہے۔
آپ کے اس زعم و پندار کا جواب میرے پاس صرف یہ ہے کہ۔
، عبارت سطر آشفتگی زہوا نگاشت، پنداشت مصحف کتاب آسمانم
پر کاہ ہے امیاد فطرت بر باد گرفت، دانست مستی طومار کہکشا نم

اب جو آپ آئیں، تو میرے لئے وہاں سے وہ تمام چیزیں لیتے آئیے گا جو انتہائی
بدپرہیزی کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ ایک بار یوں بھی امتحان کر کے دیکھتا ہے۔

مخلص نواز، آپ نے غالب کا یہ شعر سنا ہوگا۔

من آں نیم کہ دگر می تواں فریفت مرا
فریبمش کہ مگر می تواں فریفت مرا

مدعا یہ کہ آپ نے میری سادگی کا یقین کیوں کر لیا۔ مانا کہ راوی کوئی اور نہ تھا
خود میں ہی تھا، لیکن یہ تو دیکھئے کہ روایت کس سے بیان کی گئی۔ اس سے کہ جس نے
آج تک سچی بات کا کبھی یقین ہی نہیں کیا۔ پھر یہ سب کچھ جانتے ہوئے آپ کا یہ سمجھ لینا
کہ میرا شمار بھی ان لوگوں میں ہے

جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہیں

کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔

میرے نزدیک ہر وہ بات جسے ضمیر انسانی گوارا کر سکے صداقت سے باہر نہیں
ہے، اس لئے ہو سکتا ہے کہ میری صداقت آپ کا کذب ہو اور میرا کذب آپکی صداقت،
اس باب میں فلسفہ و منطق سے کام لیکر کوئی خاص نظریہ پیش کرنا لایعنی سی بات
ہے۔ رہا سوسائٹی کا سوال، سو آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں جتنے "اجتماعی" جھوٹ
بولے گئے ہیں، اتنے انفرادی جھوٹ نہیں بولے گئے۔

مذاہب عالم کے نظریوں کو دیکھئے، تاریخی "حقائق" کی چھان بین کیجئے، اسکی

ہے دل و دماغ دونوں بیکار ہو چکے تھے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دفعتاً ایسا کیوں ہوا میں اسکا قائل تو ہوں نہیں کہ موت کا وقت مقرر ہے اور کچھ کیجئے وہ اپنے وقت پر آئے گی ضرور، اس لئے تنہائی میں ان اسباب پر بھی غور کرتا جاتا تھا جنھوں نے دفعتاً میری حالت کو اتنا متغیر کر دیا۔

حیدرآباد سے لکھنؤ واپس آنے کے بعد متعدد دورے مجھ پر پڑے اور رفتہ رفتہ حالت یہ ہو گئی کہ عمیق نفس سے سانس لینا دشوار ہو گیا اور قلب پر ہر وقت غیر معمولی دباؤ محسوس ہونے لگا۔ ڈاکٹروں نے دیکھا تو کہا کہ خون میں دباؤ ہے، نہ معلوم کوئی آزار لیکن پیدا کیا ہے؟ اسے وہ خود بھی نہ سمجھ سکے آخر کار میں نے خود اپنا علاج شروع کیا، یعنی ان تمام فطری ذرائع پر غور کیا جو صحت انسانی کیلئے ضروری ہیں اور اپنی زندگی کا بالکل نیا پروگرام مرتب کیا، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا، سب کا اسلوب بدل دیا اور آپ سن کر حیران ہوں گے کہ ایک ہفتہ کے اندر حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔

میں اب اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ صحیح و توانا محسوس کرتا ہوں اور خاص نشاط کی کیفیت اپنے اندر پاتا ہوں میں جانتا ہوں کہ آپ یہ سنکر کہیں گے کہ مجھے بھی یہ تدبیر بتاؤ لیکن اس وقت تک کبھی نہ بتاؤں گا جب تک آپ میری ہی طرح ایکبار بیمار پڑ کر نہ دکھا دیں آپ کو کیا خبر کہ اس دوران میں کتنی تکلیف، کتنی روحانی اذیت مجھے پہونچی ہے اور اب اس کے ازالہ سے مجھے کتنی مسرت ہے۔ یہی کہ میں آپکو بتانا چاہتا ہوں بھی تو دفعتاً نہیں بتا سکتا

علاج ہے کہ "گوشِ سخن شنو اور دیدۂ اعتبار" سے کوئی ایک چیز بھی فطرت کی طرف سے مجھے نہیں ملی۔

آپ کی محبت و ہمدردی میں کلام نہیں لیکن آپ مجھ ایسے سے بحث پر اسکا صرف بیجا کیوں کریں۔ آپ بس ایک نام لیوا ہیں، اسی کا میں بھی ہوں۔ فرق صرف یہ ہے کہ آپ اس سے ڈرتے ہیں، میں محبت کرتا ہوں، اور محبت کرنے والے کو کبھی کبھی استغنا پیدا ہو ہی جاتا ہے۔

آپ نے مجھ سے زیادہ زمانہ دیکھا ہے اور یقیناً آپ بہتر جانتے ہیں کہ زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے، لیکن دنیا میں ایسے لوگ بھی کبھی کبھی پیدا ہو جاتے ہیں جو تماشائی نہیں بلکہ تماشا بنکر جینا پسند کرتے ہیں۔ پھر کچھ تو فرق میرے اور آپ کے درمیان رہنے دیجئے خواہ وہ فرق فردوس و جہنم ہی کا کیوں نہ ہو

آخر کار آپ کی نظر مجھے کھا گئی نا! میں کہتا تھا کہ دیکھئے میری صحت پر رشک نہ کیجئے آپ کی "نگاہ" "خارا شکن" بلا کی ہے بدر ہے، لیکن آپ نہ مانے اور مجھے بیمار ڈال دیا۔ اس دوران میں، حالت اتنی خراب ہو گئی تھی کہ اگر میں آپ کی طرح دولت مند ہوتا تو وصیت نامہ وغیرہ بھی لکھ ڈالتا، لیکن قدرت کو شاید منظور نہ تھا کہ آپ کے مقابلہ میں مجھے شکست ہو، اس لئے بچ گیا اور اب بالکل اچھا ہوں۔ اب سے ۲، ۳ ماہ قبل جب میں حیدرآباد گیا تھا تو وہیں سے بیمار آیا تھا اور میں کہ اپنی بدقسمتی سے واقف ہونے کی بنا پر ہر بات کو انتہائی بدظنی کے ساتھ دیکھتا ہوں، سمجھ چکا تھا کہ یہ موت کا پہلا اور آخری اعلان ہے۔

اگر حد اکا وجود ہے تو یقیناً انسان اس کے مقابلے میں اس سے زیادہ وہ تر ہو جتنی چیونٹی ۱
آپ کے مقابلے میں
اس سے مدعا صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ اگر یہ رنگاری کے اس میں آپ صرف
حد اور عدم پر کرکے بیٹھ رہے تو نتیجہ یقیناً تباہی ہے جس سے کوئی اور پرس ہو سکے
اس سے دور ہی رہنا بہتر ہے
افسوس ہے کہ نوکری کی عمر آپ کی رہی نہیں اور ہوتی بھی تو ملتی کہاں،
اس لئے اس کی فکر تو آپ کیجئے نہیں۔ پیشہ اور کاروبار کی حالت بھی خراب ہے،
لیکن بہرحال آبادی کا بڑا حصہ اسی پر زندگی بسر کر رہا ہے اس لئے میری رائے
میں اگر کسی چلتے ہوئے کاروبار کی ایجنسی مل جائے تو بہتر ہے ضمانت وغیرہ کی
ضرورت ہوئی تو اس کا انتظام میں کر دوں گا
آپ میاں صاحب سے ملے و یکھئے کیا کہتے ہیں

قبلہ مسیح صاحب۔
گرامی نامہ یہ سمجھ کر یعنی میں آپ کا ساتجربہ رکھتا ہوں۔ آپ کی سی عقل
و فراست لیکن اسکا کیا علاج کہ مجھے ایسی تجربہ کاری، حماقت دونوں بہت
عزیز ہیں کیونکہ وہ میری اپنی ہی ہیں
آج تک ہم ملک ہمیشہ سے مجھ میں یہ عیب چلا آرہا ہے کہ جو کچھ دیکھوں اپنی
آنکھ سے دیکھوں، اور جو کچھ سمجھوں اپنی فکر سے سمجھوں پھر اس بدقسمتی کا کیا

اتنا اثر ہوا کہ تھوڑی دیر کے لئے میں آپ سے متنفر ہو گیا اور کوشش کی کہ انہیں بھی
باغی بنا دوں، لیکن کامیاب نہ ہوا۔ بہرحال اگر غلطی کا اعتراف کوئی معنی رکھتا ہے
تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ سراپا "اعتراف" ہیں اور ہر اس سزا کے قبول
کرنے کے لئے تیار، جو ایک محبت کرنے والے کی طرف سے دوسرے محبت کرنے والے
کو دی جا سکتی ہے۔ پھر اگر "کافر" و "گناہگار" میں کوئی فرق ہے، تو تعزیر میں بھی ہونا
چاہیئے۔ بہرحال میں نے ان کو روک لیا ہے وہ میرے ہی پاس ٹھیرے ہوئے ہیں۔
آپ ان سے ناخوش ہوں تو ہوں، میں نہیں ہوں اور جانتا ہوں کہ آپ کی برہمی
بھی زیادہ پائدار نہیں۔ یہ عریضہ صرف اس لئے بھیج رہا ہوں کہ آپ کو حالات کا علم
ہو جائے، اور کوئی مقصود نہیں

مشفقی۔ آپ کی بیکاری کا حال سن کر افسوس ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ آپکی
ذمہ داریاں عرصہ تک اس کو برداشت نہیں کر سکتیں، لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا
علاج بھی کیا ہے۔ وہ زمانہ گزر گیا جب بندگی میں انسان کا بھلا ہوتا تھا اور خدا
پر ہر مخلوق کا رزق پہونچانا فرض تھا۔ اب جبر و اختیار کی صورت صرف یہ رہ گئی
ہے کہ انسان بھوکا مرنے پر اختیار رکھتا ہے اور قدرت روزی مہیا کرنے پر
مجبور نہیں۔ رہا ایک انسان کا مرنا یا جینا، سو اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے
کیجئے کہ جب آپ چلتے ہیں تو سیکڑوں چیونٹیاں پامال ہو جاتی ہیں لیکن آپ کو
خبر نہیں ہوتی۔ تو کیا خدا کو آپ اپنے برابر بھی بے نیاز ہونے کا حق نہیں دیتے۔

ہوئی ورنہ شاید حالت اور زیادہ خراب ہو جاتی خدا کے لئے حواس پر قابو رکھیے
اس قدر اپنے آپ سے گزر جانا اچھا نہیں

بیمارئ زاں رند حرام ست کہ غالب
در بیخودی اندازۂ گفتار ندارد

جس چیز کو آپ نے "مایۂ عز و وقار" سمجھا ہے اس کی حقیقت آفتاب لب بام سے
زیادہ نہیں اور جس کو آپ نے رفیق و ہمدم بنایا ہے ان کی تدبیریں درماندگی سے مشق
نہیں۔ ذمہ دار لوگ ایسی باتیں زباں سے نہیں نکالا کرتے
معاف کیجئے، تعلق خلوص رکھتا ہوں اس لئے کہہ رہا ہوں، ورنہ مجھے کیا غرض
ہے کہ مردہ شخص جو پہاڑ سے ٹکرائے اسے سمجھاتا پھروں

جناب ڈپٹی صاحب
کل اتفاق سے وہ راستہ میں مل گئے جن سے آپ خفا ہیں میں آپ سے
سفارش تو نہیں کرتا لیکن یہ ضرور پوچھوں گا کہ جس سے آپ برہم ہو جاتے ہیں وہ
کیوں اس قدر خوار ہو جاتا ہے سچ ہے

تو ہی چھپا نہیں، تو کوئی پوچھتا نہیں

مجھے ان سے صرف اتنی ہی دلچسپی ہے جتنی غالب کو "اصنام" سے کہ وہ انہیں
آوارۂ غربت دیکھ سکتا تھا ورنہ میں ان کو میں نے اسوقت تک تو کوئی ذکر مناسب
نہیں سمجھا لیکن آج صبح وہ آئے تو میں نے پوچھا خیریت آنسو بھر لائے۔ مجھ پر اسکا

۱) صرع زدہ قوم ہے جسے اپنے اعضاء پر مطلق اختیار باقی نہیں، اس کی دماغی کیفیت بالکل وہی ہے جسے "الذی یتخبطہ الشیطان من المس" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کے ذہنی و اجتماعی انحلال و اضطراب نے عالم اسے جتنا بیگانہ بنا دیا ہے اسکی تصویر غالب نے ان الفاظ میں کھینچی ہے۔

سایہ میرا مجھ سے مثلِ دود بھاگے ہے اسد
پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے

لوگ کہتے ہیں، مایوسی شیوۂ مردانگی کے خلاف ہے قومیں پستی ہی سے نکل کر دنیا میں ابھرتی ہیں حالانکہ مجھے بیس ایسی قوموں کے نام معلوم ہیں جو ایک بار ڈوبنے کے بعد پھر ابھری ہی نہیں اور یہاں کے مسلمانوں کو میں انھیں میں شامل سمجھتا ہوں۔

حضرت سلامت۔ فرمان گرامی پہونچا، لیکن اس وقت جبکہ میں تمام فرائض و واجبات کی طرف سے "غیر مکلف" ہو چکا ہوں۔ تعمیل ارشاد تو مجھ سے ممکن نہ ہوگی آپ کی بلند پرسی قرینِ انصاف۔ میں دیوانہ ہوں تو ہوا کروں، آپ کیوں مجھے بکنے پر مجبور کرتے ہیں۔

ذرا صبر کیجئے، چند دن میں یہ جھگڑا بھی مٹا جاتا ہے اگر زندگی کا اتمام ہی آپکے نزدیک زندگی ہے۔

اشاء اللہ کیا کہتے ہیں، وہ تو کہئے خیر سے آپ کی دعا پوری ہو مرگ قبول نہیں

کیوں ہوں؟ یہ معاملہ "نہ چہ کار کشت مارا" کا نہیں بلکہ اصلیت کا ہے۔ میں دیکھتا
ہوں کہ یہاں کی سرزمین اور یہاں کے رہنے والوں سے اصلی تہذیب مار رہا ماحول اور
کوئی صورت اس تعدد حالی کو کم کرنے والی نظر نہیں آتی۔ آپ اسے جو چاہے کہیے
لیکن میں اسے بھی غلامی کے احساس شدید کا ردعمل سمجھتا ہوں
پہلے مجھے ان لوگوں پر ہنسی آتی تھی، اب تکلیف ہوتی ہے۔ پہلے خیال تھا شاید یہ
تنگ نظری کم ہو جائے لیکن اب میں مایوس ہو چکا ہوں۔ پہلے دل کی بھڑاس نکالنے کو
جی چاہتا تھا اب دل ہی دل میں گھٹ کر رہ جاتا ہوں
واردھا اسکیم کا ذکر کر کے آپ نے دکھوں پر اور نمک چھڑک دیا۔ تعصب خدا کا
سید سلیمان ندوی ایسے لوگ (جو اپنے آپ کو نہایت روشن خیال عالم دین کہتے
ہیں) اس پر اعتراض کریں کہ مذہبی تعلیم کا کوئی ذکر اس اسکیم میں نہیں ہے، تو پھر آپ ہی
بتائیے کہ سوائے سر پیٹ کر مر جانے کے چارۂ کار کیا رہ جاتا ہے۔ اگر یہ سب عقلمند
ہوں تو احمقوں کی اتنی بڑی جماعت میں میرا کیا کام۔ ہائے کوئی ایسا نہیں جو مجھے
یہاں سے نکال باہر کرے، جلا وطن کر دے۔ آزاد ملک، آزاد فضا اور آزاد خیال
انسانوں کے درمیان چند سانس لیتا اور مر جاتا۔ اس سے زیادہ اب میری کوئی تمنا نہیں
ہندوستان کی آزادی کی طرف سے سخت مایوس ہوں۔ اگر اتفاق سے ملک آزاد
بھی ہو جائے تو یہاں کا مسلمان قیامت تک آزاد نہیں ہو سکتا، وہ خود اپنے ہاتھ سے اپنے
آپ کو جکڑ رہا ہے، جو زنجیریں بنا بنا کر اپنے پاؤں میں ڈال رہا ہے۔ اس کی حالت
ایسے آسیب زدہ کی سی ہے جو خود اپنے سائے سے ڈر ڈر کر بھاگ رہا ہے، وہ ایک ایسی

• زنجوری حضرت یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر
سفیدی کی دیوار پر بھی ہوتی ہے اور آنکھ میں بھی پائی جاتی ہے اس لئے دونوں کو ملا کر شعر کو مہمل کر دیا۔

ان چند اشعار کے علاوہ غالب کا اور کوئی شعر میری نگاہ سے ایسا نہیں گذرا جس پر ناسخیت کا اطلاق ہو سکے۔ آپ کو اگر یاد ہو تو بتائیے۔

غالب کے کلام میں کہیں کہیں معیوب قسم کا مبالغہ بھی ہے اور نقص تعبیر کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں لیکن ناسخ کا رنگ اس کے یہاں یقیناً نہیں ہے محض دو چار شعروں کو دیکھ کر یہ حکم لگانا قرین انصاف نہیں۔

۱۹۴

مخلص نواز شرمندہ ہوں کہ محبت نامہ کا جواب غیر معمولی تاخیر سے جا رہا ہے چند دن سے دل کی عجیب حالت ہے دنیا کی بے ثباتی کا خیال تو مجھے خیر کبھی نہیں آیا کہ اس میں ایک نوع کی حریفانہ حسرت ناکامی پائی جاتی ہے لیکن نشاط و مسرت کا مفہوم البتہ لایعنی سا ہو کر رہ گیا ہے اگر آپ کہیں کہ یہ احساس کا کند ہو جانا ہے تو بھی صحیح نہیں، کیونکہ درد و غم کا احساس بدستور باقی ہے اگر آپ اسے دنیاوی مصائب و تکالیف کا نتیجہ بتائیں تو بھی غلط ہے کیونکہ مجھ معلوم ہے اور دل پر کیا گزرتی ہے اور مجھ پر نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ اب میں بہت تھک گیا ہوں اور میرے دماغ کو سکون کی ضرورت ہے لیکن نہ اسقدر کہ یہ نہ سمجھ سکوں کہ دماغ کا سکون خود تھکا دینے والی چیز ہے۔ مجھے آج کل سب سے زیادہ جس خیال نے مضطرب بنا دیا ہے وہ صرف یہ کہ میں یہاں

سب کو مخلوط کر دیتے تھے اور یہ بات ضلع جگت سے پیدا ہوئی تھی امیر مینائی کا شعر مشہور شعر ہے۔

انگور میں پڑے تھی پانی کی چار بوندیں	 یہ جب سے کھینچ گئی ہے تلوار ہوگئی ہے

چونکہ کھینچا شراب کے لئے بھی مستعمل ہے اور تلوار کیلئے بھی اس لئے شاعر نے بلا تکلف شراب کو تلوار کہدیا۔ اس قسم کی لفظی "وحشت" یقیناً نہایت مکروہ چیز ہے

غالب کے یہاں تلاش سے آپ کو شاید دس پانچ ہی شعر اس رنگ کے ملیں مثلاً

حد چاہیئے سزا میں عقوبت کے واسطے	 آخر گناہگار ہوں کافر نہیں ہوں میں

جی کا کاروبار سا کس کے معنی میں بھی آتا ہے اس لئے اس کے لئے سینۂ شمشیر بھی

پیدا کر دیا اور دم کا باہر آنا بھی لکھ دیا۔ حالانکہ دم شمشیر کا حسن سے مراد "تیری شمشیر" ہے

سینۂ شمشیر سے باہر آنا کوئی معنی نہیں رکھتا اسی انداز کا ایک اور شعر ملاحظہ ہو

نقش کو اسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہیں	 کھینچتا ہے جس قدر اتنا ہی کھنچتا جائے ہے

تصویر بھی کھینچی ہے اور آدمی بھی کھنچتا ہے لیکن مفہوم دونوں کا جدا جدا ہے۔

غالب نے محض اس لئے کہ کھنچنا دونوں محل پر مستعمل ہے ایک مہمل سی بات کہدی ورنہ ظاہر ہے کہ نقش یا تصویر کا کھنچنا (احتراز کرنے کے معنے میں) کوئی مفہوم ہی نہیں رکھتا۔

امیر مینائی کے مذکورۂ بالا شعر کے ساتھ ہی ساتھ غالب کا یہ شعر بھی پڑھئے۔

صحبت رنداں سے واجب ہے حذر	 جائے مے اپنے کو کھینچا چاہیئے

یہاں بھی وہی کھنچنے اور کھینچنے کی کشمکش ہے

ایک اور شعر غالب کا یاد آیا۔

کرمی - خیال نہایت پاکیزہ اور اچھوتا ہے۔ بلبل و آشیاں برق و گلچیں پر بہت توجہ صرف کی گئی اور لوگوں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسے اشعار کو جمع بھی کیا، لیکن "آئینہ" کے متعلق کوئی صورت کاوش کی اختیار نہیں کی گئی

بنیک، حیرانی کا تلازمہ تو باقی رہے گا، لیکن اس میں بھی بات پیدا کرنے والے پیدا کر ہی لیتے ہیں۔ یہ موضوع بیدل کو بہت پسند تھا۔ اس سے بہتر اشعار آپ کو کسی اور جگہ نہ ملیں گے۔ اس وقت دو شعر یاد آ گئے ہیں۔ انھیں تو سن ہی لیجئے۔

یار در آغوش و نام او نمیدانم کہ چیست
سادگی ختم است چوں آئینہ بر نسیاں مارا

بداں نقشہ نمی بندد کہ با وحشت نہ پیوندد
نمیدانم کدامیں بیوفا آئینہ رچید ایں جا

عزیز گرامی - اس میں شک نہیں "ناسخ" کا وجود شاعری میں ایک مرض متعدی کی حیثیت رکھتا تھا، جو صرف لکھنؤ تک محدود نہیں رہا بلکہ اس نے دہلی کو بھی تباہ کیا، یعنی شاہ نصیر اور ذوق کے علاوہ اور شعراء نے بھی اس طلسم بندی کو اختیار کیا لیکن غالب کا ذکر اس درمیان میں نہ لائیے تو بہتر ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ لکھنؤ کی شاعری کا نہ رنگ جس نے حد سے گزر کر اسے معیوب بنا دیا اس کا "ایہام" تھا۔ ایک لفظ اگر محل استعمال کے لحاظ سے مختلف معانی دیتا ہے تو وہ نہایت بے تکلفی سے ان

* بلکہ صرف یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ دنیا میں اس بات کے سمجھنے والے بھی موجود ہیں کہ
"تو آں نئی کہ جفا بر تو اانی دیکنی"

بندہ نواز،

میں تو آپ کا صرف نیاز مند ہوں، نہ کبھی اپنے دعوے اخلاص کو ذریعۂ افتخار سمجھا، نہ اخلاقِ گرامی کو وسیلۂ کار۔ آپ سے محبت کرتا ہوں بغیر کسی وجہ کے، اور نہ آپ کی عزت میرے دل میں ہے بغیر کسی حجت و دلیل کے۔ اگر آپ مجھ سے خفا ہیں محض اس لئے کہ میں ملنے کیوں نہ آپ کے لئے رسمی نمود و نمایش سے کام لیا تو افسوس ہے کہ اس بدقسمتی کا علاج میرے پاس کوئی نہیں، کس قدر حیرتناک امر ہے کہ جن سے دل کو تعلق ہوتا ہے وہی دل کی باتیں نہیں سمجھتے۔

آپ اس جذبہ کا جو نام چاہیں رکھ لیں، لیکن یہ یقینی ہے کہ میں احساس پستی (Inferiority Complex) کا شکار نہیں ہوں۔ اور بڑی سی بڑی ہستی خواہ کتنا ہی بڑا عمامہ اس کے سر پر ہو اور کتنی ہی طویل دبا در بر، مجھے مرعوب نہیں کر سکتی۔ اپنی عقل پر بھروسہ کرتا ہوں، ہمیشہ اسی پر اعتماد کیا۔ اور

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

اب دہلی کا آنا جانا بند ہے۔ لیکن اس دوران میں کوئی صورت وہاں جانے کی پیش آگئی تو ضرور حاضر ہوں گا لیکن آپ کے یہاں قیام کا وعدہ نہیں کرتا۔

ماسٹر اسرار کہا کرتے ہیں اس صداقت و صفا کے آپ نے دنیا میں کبھی کاہے کو
جھوٹ بولا ہوگا آپ نے اصول نے کس مصلحت کو گوارا کیا ہوگا

آپ کو معلوم ہوا ہے کہ "انسانیت" کا تقاضہ اتنی بڑی چیز ہے کہ اسکے مقابلہ
میں ملازمت کے اصول و فرائض تو چیز کیا ہیں میں شریعت درست کو بھی کوئی چیز نہیں
سمجھتا اگر وہ اخلاق کے منافی ہے اسی لئے فدک کے جھگڑے میں میں بالکل حضرت
سیدہ سے متفق ہوں کیسا ترکہ۔ کہاں کا استحقاق کیسا اصول کہاں کی نقد دیکھنا تھا
کہ سائل کون ہے اور کیا چیز طلب کر رہا ہے رسول کی بیٹی کی درخواست ہے جس نے
اپنی ساری عمر چکی پیس پیس کر کاٹ دی اور باغ فدک حاصل کرنے کی درخواست کی
جس کی آمدنی شاید بقدر کفاف سے زیادہ نہ تھی لیکن اصول درست کو سامنے رکھ کر
(اگر وہ دائمی اصول تھے) فاطمہ کی اس التجا کو ٹھکرا دیا جاتا ہے کیا انسانیت کا تقاضہ
یہی تھا اور کیا ایسی خادم انسانیت "شریعت" یہ عمل کسی کے لئے قابل فخر ہو سکتا ہے
بعض وقت میں سوچتا ہوں کہ کہیں سب کچھ اس لئے تو نہیں ہوا کہ فاطمہ علی کی بیوی
تھیں بہرحال مدعا یہ ظاہر کرنا ہے کہ انسان کو کبھی کبھی اصول سے بھی ہٹ جانا چاہیئے
اور بقول اقبال دل کو کبھی کبھی عقل کی گرفت سے آزاد بھی کر دینا چاہیے

میں نے مانا کہ اس نے غلطی کی اور سخت غلطی کی لیکن آپ نے یہ کیا کیا وہ
اس سے زیادہ کچھ اور چیز ہے میرے پاس اس کے ظاہر کرنے کے لئے الفاظ موجود ہیں
لیکن نہیں کہتا کہ آپ اور زیادہ بُرا مان جائیں گے۔

معاف فرمائیے جو کچھ میں نے لکھا اس لئے نہ تھا کہ آپ اپنے کئے کی تلافی کریں

امید نگاہا!

کل گرامی نامہ پہونچا اور اس میں وہ کچھ بھی پایا جس کی توقع نہ تھی حقیقت یہ ہے کہ آپ نہ ہوں تو میری دنیا بھی خالی اور اگر دین کوئی چیز ہے تو وہ بھی خالی۔

میں یقیناً اس پر عمل کروں گا جو آپ نے لکھا ہے اور نامہ و پیام نہیں بلکہ خود پہونچ کر وہ سب کچھ کہوں گا جو آپ نے فرمایا ہے لیکن یہ دیکھیے کہ اگر اس پر بھی انکی تلخیاں دور نہ ہوئیں تو پھر میرے لیے سوائے کھلی ہوئی بغاوت کے اور کوئی راستہ نہیں رہتا۔

عجز و بندگی بری نہیں اگر واقعی بندہ نوازی بھی کوئی چیز ہو ورنہ سرپھوڑ۔ نہ سہ بہتر سرکشی ہے کہ اس طرح کم از کم اپنے متعلق تو یہ سمجھنے کا موقعہ مل جاتا ہے کہ

آئینہ برائے خود بہارے دارد

عزیز یہاں نہیں ہے جس وقت واپس آیا فوراً آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا یہ آپ نے کیا فرمایا۔ اس کے لئے اس سے زیادہ سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی زندگی آپ کی خدمت کے لیے وقف کر دے۔ اس باب میں اب اور کچھ نہ لکھوں گا

میں آپ کی رکی رکی باتوں سے سمجھ گیا کہ آپ کے دل میں کیا ہے

میری حالت پہلے سے اچھی ہے لیکن نہ اتنی اچھی کہ اس پر صحت کا اطلاق ہو سکے زندگی نام ہے صحت کا اور صحت کہتے ہیں ولولہ و نشاط کو سو جب یہی نہیں تو پھر یہ پوچھیے کہ جی کیوں رہا ہوں۔

ایام دوست مستدام!

مخلص وار۔ آپ کیا پوچھتے ہیں، یہ حادثہ کیسا رہا۔ میں دوپہر کو حسب معمول
اپنے کام میں مصروف تھا کہ ریڈیو اسٹیشن لاہور کے ایک عہدہ دار تشریف لائے
اور کہا کہ اقبال کا انتقال ہو گیا ہے اور شام کو ریڈیو اسٹیشن پر آپ کو اس حادثہ
کے متعلق ایک تقریر کرنی ہے۔ میری عمر میں بہت کم لمحات ایسے ہیں جنہوں نے
مجھے ایسا گم ... ہو گیا۔ سنتے ہی دماغ چکرا گیا، پیشانی پر پسینہ آ گیا اور
ایسا محسوس ہونے لگا جیسے کسی نے تیر دستی کل کر کے دفعتاً اندھیرے میں ڈال دیا۔

میں مرحوم سے اول اول ۱۹۲۸ء میں ملا تھا اور وہیں لاہور میں۔ ملاقات
بہت مختصر تھی لیکن تاثرات کے لحاظ سے بہت کامیاب۔ اس کے بعد بھی چونکہ
عرصہ تک میرا قیام لاہور میں رہا اس لئے بارہا حاضری کی دولت نصیب ہوئی اور
ہر مرتبہ ان کی شاعرانہ عظمت ایک نئے انداز سے میرے دل میں گھر کرتی گئی

آپ صدیاں کہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ ان کی جگہ کبھی پر ہو ہی نہیں سکتی۔
اس سے پہلے تک کسی کی جگہ پر نہ ہوئی تھی ... ہومر، شیکسپیئر، فردوسی
بیدل ہمیشہ ایک ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اقبال سے زیادہ شہرت
و قبول کسی اور شاعر کو نصیب ہو جائے لیکن اقبال کی جگہ ہمیشہ خالی نظر آئے گی
میں نے نگار ... میں ... کے متعلق کچھ نہیں لکھا کیونکہ ان باتوں سے مجھے نفرت
ہے اور اقبال کے حقیقی ... ماتم منانے کے لئے کافی وقت، کافی دماغ
اور کافی کاوش کی ضرورت ہے۔ پھر یہ کہ اقبال پر اتنا لکھا جا چکا ہے کہ میں چاہوں
بھی تو کوئی اضافہ اس میں نہیں کر سکتا

کچھ نہیں۔ میں بُرا کہتا ہوں اور بُرا سننا چاہتا ہوں۔ میں ان سے زیادہ خوش ہوتا ہوں جو میری ہاں میں ہاں نہیں ملاتے۔ میں کوئی کہانی نہیں کہتا کہ صرف "ہوں ہوں" کرنے والے درکار ہوں۔ میں نشتر چبھوتا ہوں اور اس یقین کے ساتھ کہ اس کے جواب میں "دشنہ و خنجر" سے کام لیا جائیگا یہ عورتوں کی سی "کراہ" مجھے پسند نہیں۔ شیر کی ڈکار کا جواب شیر کی گرج ہے دیجئے صرف کوسنے اور بددعا دینے سے کہیں کام چلتا ہے۔
علاوہ اس کے یوں بھی علم و عقل کا اقتضا یہی ہے کہ اگر کوئی شخص غلطی پر ہے تو آپ اس کی اصطلاح کریں اسے سمجھائیں۔ اندھے کو راہ بتائی جاتی ہے گڑھے میں نہیں ڈھکیلا جاتا۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ اس بحث کو نگار ہی میں چھیڑیں گے

حضرت، یہ آپ سے کس نے کہدیا کہ میں خفا ہوں۔ میں! خفا!! اور آپ سے!!!
ان تین باتوں کا اجتماع عقلاً محال ہے۔ یعنی اگر کوئی کہے بھی تو آپ کو یقین نہ کرنا چاہئے۔ بیشک اس دوران میں بارہا دہلی جانے کا اتفاق ہوا لیکن آپ وہاں تھے کب؟ آخری بار گیا تو معلوم ہوا کہ دو ہی چار روز ہوئے آپ ولایت سے واپس آئے ہیں لیکن یہ اطلاع مجھے اس وقت ملی جب یہاں "چل چلاؤ" لگ رہا تھا، اس کے بعد پھر دہلی جانا ہوا نہیں۔ البتہ اگر آپ یہ شکایت کریں کہ اس کے بعد میں نے کیوں جستجو نہیں کی، تو بیشک میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا گو میری طرف سے اسی قسم کی شکایت کے آپ کے پاس سو جواب موجود ہوں۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ آئیے کیوں نہ اب نئے سرے سے تجدید محبت کریں۔

جاتی ہے۔ دنیا اب ہوشیار ہو گئی ہے، اتنی ہوشیار کہ معشوقانہ اداؤں نے بھی اب کل میکانک صورت اختیار کر لی ہے۔ عشق عاشقی کے اب وہ پرانے طور کام نہیں دیتے۔ پہلے عاشق محبت میں اپنی جان دے دیتا تھا، اب دوسروں کو ذبح کر ڈالتا ہے۔ پہلے جنگلوں میں خاک چھانتا تھا، اب پارکوں میں ٹہلتا ہے۔ پہلے جیب و گریباں چاک کر ڈالتا تھا، اب کالر ٹائی کی درستی میں مصروف رہتا ہے۔ پہلے 'خونِ دل' پیتا تھا اور "لختِ جگر" کھاتا تھا، اب شراب پیتا ہے اور کباب کھاتا ہے۔ پھر تمھیں بتاؤ کہ اس زمانے میں کیونکر کسی کو یقین آئے گا کہ سارس میں ایک فرہاد پیدا ہوا ہے، جسے اگر شیریں نہ ملی تو سر پر تیشہ مار کر مر جائے گا۔

ہاں، اس سے میں مل چکا ہوں، لیکن کیا بتاؤں کہ میں نے انھیں کیا پایا۔ یہ اس قسم کی عورتوں میں سے ہیں کہ اگر انھیں کمسن سمجھ کر ملو تو اچھی خاصی جوان معلوم ہوتی ہیں اور جوان سمجھ کر ملو تو کمسن نظر آتی ہیں۔

اس خط کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ممکن ہے میں خود تم سے آکر ملوں، لیکن اتنا سمجھائے دیتا ہوں کہ اس "طوفانِ نوح" لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے

وا اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

سینے، صاحب! میں اس

"دو چشم سوئے فلک و روئے سخن سوئے تو بود"

کا قائل نہیں۔ ادھر سے تو آنکھیں بھی ملائیے پر دل جائے دیگر است و نگہ جائے دیگر است

حقیقت یہ ہے کہ افلاطون سے لیکر اس وقت تک تو تمھارا جواب پیدا ہوا نہیں آیندہ ہو تو ہو۔

تمھیں معلوم ہے کار و بار محبت میں سب سے زیادہ نازک موقع کون سا ہوتا ہے وہ جب انسان ترک محبت کی راہیں ڈھونڈنے لگتا ہے۔ تو کیا وہ واقعی ایسا کرنا چاہتا ہے؟ نہیں، بلکہ یہ عزم و ثبات ہے اس قسم کا جو خودکشی کے ارادہ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ خودکشی سے جان تو چلی جاتی ہے، لیکن "ہستی" اور ابھر آتی ہے۔ پھر مجھے سمجھاؤ کہ تمھارا مقصود کیا ہے۔ مصائب روحانی سے چھوٹ جانا؟ تم تو مذہبی انسان ہو اور ایسے سخت قسم کے کہ صرف روح کی بقا کے قایل ہو، بلکہ یہ بھی کہ ٹوپی شیروانی سمیت وہ اپنی تصویر بھی کھنچوا لیتی ہے۔ پھر تمھیں کیونکر یقین آیا کہ اس زندگی کے بعد تمھاری روح کو چین مل جائیگا جبکہ اس کے تمام احساسات اور زیادہ قوی ہو جائیں گے۔ اچھا یہ نہیں تو کیا تمھارا مدعا "لیلیٰ و مجنوں کی حکایت تازہ کرنا ہے"؟ میں جانتا ہوں اس کے جواب میں تم ہاں نہ کہو گے کیونکہ سمجھتے ہو یہ ہنسی میں اڑا دینے کی بات ہے۔ پھر کیا رعب گانٹھنا چاہتے ہو؟ دیکھو اس کے جواب میں حسب معمول میر کا یہ شعر نہ سنانا۔

کب نیازِ عشق نازِ حسن سے کھینچے ہے ہاتھ
آخر آخر میر سر بر آستاں مارا گیا

جس سے تمھاری عاشقانہ مکاریوں کی پردہ پوشی ہو جائے۔ میں تمھاری فطرت تمھارے ذوق اور تمھاری حسن پرستیوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ کیوں بیوقوف

۱۸ توجیہ و تعلیل بھی کر سکے اب کیا کہوں کہ کیا ہے بہرحال مجھ سے تو آپ کچھ پوچھئے نہیں جو آپ مناسب سمجھتے ہوں کیجئے میں شکر ادا کرنے میں بھی بخیل ہوں اور شکایت کرنے میں بھی وہ توجیہ رسماً یا اتفاقاً کبھی کبھی ہو بھی جاتا ہے لیکن اس کیلئے زباں نہیں ملتی اس کا سبب غیرت و خودداری نہیں ہے بلکہ صرف نااہلی کا احساس وہی "ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا" والا احساس یہ میں نے اس لئے ظاہر کر دیا کہ مبادا کبھی آپ اس کی توجیہ پر اتر آئیں اور خواہ مخواہ مجھ پر رعونت وغیرہ کا الزام قائم کر بیٹھیں گرمی کو آپ کیا پوچھتے ہیں
لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے"

مکرمی دنیا گرسنگی و گر آشتی سے اس کا مطلب میں نے یہ سمجھا ہے کہ اگر یہاں کوئی کسی کو کھلا دے تو افسوس نہ کرنا چاہئے لیکن باوجود اس علم کے بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی ناسپاسگزاری پر افسوس بھی ہوتا ہے اور شکایت کرنے کو بھی جی چاہتا ہے آپ کو شاید معلوم نہیں کہ میں نے آپ کو ہمیشہ اسی نگاہ سے دیکھا ہے اور اسی لئے حیران ہوں کہ آپ کی یادآوری پر شکایت کروں یا شکر،
مسئلہ مقالہ اچھا ہے لیکن یہ تو بتائیے انگریزی کے کس مضمون سے لیا گیا ہے مترجم صاحب نے اس کی وضاحت نہیں کی اگست کے نگار میں شائع ہوگا

شکر اللہ، یہ اہتمام اور ایک جانِ ناتواں کے لئے اتنی غضب کرتے ہو۔

سچ پوچھو تو اب میں صرف اس امید پر جی رہا ہوں کہ جینے پر اختیار ہو یا نہ ہو، مرنے پر تو ہے اور اسی سے کچھ تسکین ہوتی ہے،

ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا

اس کا میں قایل نہیں۔

بندہ نواز، گرامی نامہ ملا۔ پرسشِ حال کا شکریہ۔ اچھا ہوں، اس لئے کہ بدتر اور بدترین سے بہرحال بُرا اچھا ہے۔ کہتے ہیں کہ انسان میں ایک چھٹی حس اور بھی ہے جسے "حسِ توازن" کہتے ہیں، میں اس میں "حسِ تقابل" کا بھی اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ نہ ہو تو زندگی دشوار ہو جائے۔ ایک برہنہ پا اسی لئے جی رہا ہے کہ دنیا میں بہت سے "آبلہ پا" بھی موجود ہیں، خیر، یہ تو وہ باتیں تھیں جنھیں خواہ مخواہ میں نے آپ کی رسمی مزاج پرسی کے جواب میں لکھ مارا۔ اب اصل مدعا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں

آپ سے کیا کہوں، لیکن کہنا پڑتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ مشکل کام کسی کی ذمہ داری اپنے سر لینا ہے، اور خاص کر میرے لئے کہ میں خود اپنے افعال کا بھی جوابدہ بننا پسند نہیں کرتا۔ آپ نے ان پہ جو لطف فرمایا ہے، وہ قطع نظر اس سے کہ میں اس کی داد دوں یا نہ دوں، آپ اپنی داد ہے، لیکن اگر اس کی لطافت میں آپ کوئی ثقل پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی خوشی۔ منطق و اقتصاد، فلسفہ و اخلاق، مذہب و سیاست سبھی کچھ موجود ہے، اگر اس پر ہر زاویۂ نگاہ سے تبصرہ فرمائیے اور دیکھئے کہ آپ نے جو کچھ کیا وہ مناسب تھا یا نہیں۔ نیکی کرنے کے بعد اتنی فرصت کہ انسان اس کی

ایک شاعر کہتا ہے۔

لیلیٰ و مجنوں بہم می بودہ اند
پیش ازیں خوش روزگارے بودہ است

تم نے دیکھا اس "خوش روزگارے" میں زندگی کا کتنا دردناک مرثیہ پوشیدہ ہے مقصود ماضی کی یاد نہیں، بلکہ حال کا ماتم اور مستقبل کی سوگواری کا اظہار ہے۔ میں نے ایک عمر جذبات کی دنیا میں صرف کی اور آخرکار نتیجہ میں یہی کہنا پڑا کہ۔

"اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا"

پھر کیا انسان کے لئے اس سے زیادہ سخت امتحان کوئی اور ہو سکتا ہے کہ پیدا تو کیا اسے 'خیال پرست' اور مطالعہ سے عملی زندگی کا   بیرحم و ظالم عمل! خدا جانے زندگی کی کتنی راتیں اس سوچ میں بسر ہو گئی ہیں کہ "ہوتا میں تو کیا ہوتا" بعض اوقات کہتا ہوں "کچھ نہ ہوتا" اور کبھی یہ سمجھتا ہوں کہ یہی سب کچھ ہوتا ہے۔ پھر اس میں ایک عظمت کا احساس ہے، اس میں ایک بیچارگی کا بلکہ ایک اضطراری عدم توازن ہے ذہن انسانی کا اور لطف یہ کہ فطرت نے اس پر ایسی کارگاہ کا توازن قائم کیا ہے۔

بیدل کہتا ہے۔

دریائے خیالیم و نمے نیست درینجا
جز وہم وجود و عدمے نیست درینجا

میں کہتا ہوں، یہ کہنا بھی ایسا ہی ہے۔

آپ نے بیدل کا مصرعہ سنا ہوگا:۔

چشم وا کردن زمین تا آسمان آغوش داشت ۔

اس کا صحیح مفہوم کل رات سمجھ میں آیا ہے۔ ایک شخص کی زبانی آپ کی آمد کا حال سن کر عجیب قسم کا پُر لطف صدمہ دل کو پہونچا۔ لطف تو اس احساس سے متعلق تھا کہ آخر کار آپ یہاں آہی گئے اور صدمہ یوں کہ آپ نے مجھے اس قابل بھی نہ سمجھا کہ آنے کی خبر ہی کر دیتے، میزبانی کی تمنا تو خیر میں کیا کرسکتا تھا اور کرتا بھی تو کس توقع پہ معاف کیجئے، بیدل کا وہ مصرعہ مجھے آخر میں لکھنا چاہیئے تھا لیکن گھبرا کے پہلے ہی لکھ گیا۔ اگر آپ اس میں کوئی مخصوص اشارہ التجا نہیں پاتے تو میری قسمت، لیکن اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ میری گزارش والتجا میں کوئی کمی پیدا ہو جائے۔ سوال اگر مہربانی یا نامہربانی کا ہوتا تو غالب کی زبان میں کہہ سکتا تھا کہ "میں گیا وقت نہیں ہوں" لیکن یہاں تو معاملہ "وضعِ ہرزہ دوش" کا ہے کیسی اطلاع اور کہاں کی اجازت کل صبح آؤں گا اور خواہ مخواہ آؤں گا۔ اس سے مقصود آپ کو اطلاع دینا نہیں بلکہ اپنے عزم میں پختگی پیدا کرنا ہے۔

خط پہونچا، تم نے کیوں وہ باتیں چھیڑ دیں جن کو بھلا نے کے لئے ہر وبار دل خون ہو چکا ہے۔ ماضی کی داستان میں لا کے نوحہ تب ہوں لیکن ان کی یہ تلخی کہ وہ اپنی ناپائداری سے ہمارے حال و مستقبل دونوں کو بیکار بنا جاتی ہیں ناقابل برداشت

گزر چکی ہوگی، میں اب بھی اسی پر قایم ہوں اور اس میں کسی تغیر و تبدل کی گنجایش نہیں پاتا۔ اگر آپ واقعی سنجیدگی سے اس طرف متوجہ ہونا چاہتے ہیں تو میری رائے میں سب سے پہلے لکھنؤ کے اس دور کو لیجیے جس نے سرشار اور سجاد حسین پیدا کیے۔ کافی مسالا ہاتھ آجائیگا اور پھر اس کی ارتقائی یا انحطاطی منزل پر بحث کیجیے۔

اس دور میں پنجاب میں ایک شخص پطرس پیدا ہوا تھا جس میں بڑی صلاحیت پائی جاتی تھی لیکن افسوس کہ اب وہ پطرس نہیں رہا بخاری ہو گیا۔ مرزا عبدالعزیز فلک پیما اب بھی زندہ ہیں اور میرے نزدیک وہ ہندوستان کا بہترین مزاحیہ نگار ہے یو۔ پی۔ نے صرف ایک شخص محفوظ علی پیدا کیا، لیکن وہ بھی دولتِ مستعجل ثابت ہوا، رشید احمد البتہ گھسٹ گھسٹ کر چل رہے ہیں۔ ان کے علاوہ یہاں اور کوئی قابل ذکر نہیں ہے۔ تیسرے اور چوتھے درجہ کے لکھنے والے ہیں۔ کوئی دوسرے درجہ کا بھی نہیں۔

اس وقت طبیعت حاضر نہیں، ورنہ شاید کچھ اور کہہ سکتا۔

حضرت سلام علیکم۔ آپ نے بھی کس طبقہ کا ذکر کیا۔ آپ اتنا وقت کسی اور گناہ میں صرف کرتے تو بہتر تھا۔ یہ "محراب دعا" سے "حلقہ دام" تیار کرنے والے، یہ باوجود "سکوت استغنا" کے انتہائی "دراز دستی" سے کبھی نہ چوکنے والے اور یہ سب کچھ کر گزرنے والے جو دوسروں سے کہتے ہیں کہ ممنوع ہے، ہماری قوم کے افراد ہیں جنھیں پاؤں کا چھالا کہنا چاہیے کہ جب تک آپ انھیں پھوڑ نہ ڈالیں، راستہ چلنا ممکن نہیں۔ انھوں نے [illegible]

رکتیں ہیں اقتصادی بے فکری کے کھیل ہیں سو بتائیے ان میں کون سی چیز ہمیں حاصل ہے ـــــ حالی پیٹ ہنسا کھیلا نہیں کرتا اس لئے کہانے مزاح کے "زہر خند" کے قسم کے لٹریچر کی طرف کی جائے تو زیادہ موزوں ہے لیکن اس "طعنہ ملامت" کا نباہنا اور زیادہ مشکل ہے

سوائے ایک دو کے ہمارے یہاں جتنے مزاحیہ نگار ہیں ان سب کی حیثیت ان نقالوں کی سی ہے کہ اگر کسی محفل میں ان کی نظر پڑی ہوئی تو اہل محفل ہی کو گالیاں سنانا شروع کر دیتے ہیں پھر ان کو یہ سمجھانا آسان نہیں کہ دریدہ دہنی اور مزاح میں زمین و آسمان کا فرق ہے

علاوہ اس کے یہ رنگ وہی شخص کامیابی کے ساتھ نباہ سکتا ہے جس کا مطالعہ بہت وسیع اور ذوق ہمہ گیر ہو پھر غور کیجئے کہ اس سلسلہ میں آپ کس کس کا نام لے سکتے ہیں ایک صاحب جن کے آپ بھی معترف ہیں اور میں بھی محض اس وجہ سے کوئی ترقی نہ کر سکے کہ انہیں مطالعہ سے نفرت ہے۔ عنفوان شباب میں اکثر حصہ وقت کا طرحداریوں" کی رعایت میں صرف ہوا اور اب اس کی سوگواری سے فرصت نہیں فطرت نے تو ضرور فیاضی سے کام لیا تھا لیکن خود انھوں نے اس کی کوئی قدر نہ کی اور قدر کیا نہیں کی میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ زمانہ ہی نے اس کا موقع نہیں دیا۔

بہرحال آپ اس موضوع پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں تو لکھئے لیکن زمین سخت ہے اور کاوش سے کوئی نتیجہ نکلتا نظر نہیں آتا۔

میں بعض مضامین کے سلسلہ میں نام بنام اپنی رائے ظاہر کر چکا ہوں، نگارستان

اس دلچسپ تفریح میں حصہ لے سکوں۔ جہاں تک سننے کا تعلق ہے میں حاضر ہوں، لیکن کہنے پر مجبور نہ کیجئے۔ ایسی باتیں میں سنتا اچھا ہوں، آپ کو معلوم ہی ہے۔

ہاں، لکھنؤ میں ریڈیو اسٹیشن جاری ہو گیا ہے اور وہ گلیاں جو عبارت ہیں شام اودھ سے، وہاں پھر کچھ آثار حیات نظر آنے لگے ہیں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ لکھنؤ ایک لٹا ہوا شہر ہے، لیکن چونکہ نا تجربہ کو زیادہ زمانہ نہیں گزرا اس لئے اس دور خزاں میں کہیں کہیں دو چار خشک پنکھڑیاں عہد بہار کی لگا ہوں سے گزر جاتی ہیں اب اس کو ادبیت کہئے یا شرقیت بہرحال ایک چیز یہاں ایسی ضرور ہے جو ہندوستان کے دوسرے متمدن شہروں میں نہیں پائی جاتی۔ اگر ریڈیو اسٹیشن نے حسن مراعات سے کام لیکر اس کو باقی رکھنا چاہا تو وہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔

فی الحال میرا ارادہ کہیں باہر جانے کا نہیں ہے۔ لیکن اقا دو سانحہ کی کیا خبر ہے

- - - -

ہے یہ شیفتہ مزاجی۔ اردو لٹریچر میں ہیومر (humour) کہاں؟ اور ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ جس دور سے ہندوستان اور خصوصیت کے ساتھ مسلمان گذر رہا ہے وہ مرثیہ کا طلبگار رہے نہ کہ ہو حق کا۔ اس وقت اردو کے جتنے مزاحیہ نگار ہیں ان سب میں اس چیز کا فقدان ہے جسے فطری آمد کہتے ہیں۔ جو مضمون اٹھا کر دیکھئے معلوم ہوتا ہے کہ ہنسنے ہنسانے کے لئے خاص اہتمام کیا جا رہا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات غصہ آ جاتا ہے۔ لٹریچر میں مزاح اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اقتصادی دور انتہائی عروج پر پہونچ جائے اور یہ سب عروج و تمدن کی باتیں ہیں آزادی کی

اسے کتنے بھی ہوں یہ سمجھ کر یہ دوسرا ظلم ہوگا۔

(۵) میں پوچھتا ہوں کہ تم نے مجھ سے اسکا ذکر ہی کیوں کیا اور پھر اس سال کے ساتھ
گویا قیامت اس پیر کبھی۔ آنے گی ہوش کی باتیں کرو، یہ تم نے کیا خیال کیا میں اور
"تمہارے کہنے کا یقین کر کے اپنی زندگی تلخ کر لوں، اتنا بیوقوف تو نہیں ہوں
مجھے دوسرے ذرائع سے حقیقت کا علم ہو چکا ہے اور خوب جانتا ہوں کہ اس کو
تمہارا "سہارنپور" کی کہانی اسلئے ہے کہ تمہیں خود اپنے "تیر آل رسیدہ" ہونے کا یقین ہو گیا ہے
میں اس "گوشۂ اروحات گوشۂ اردو ہے" کے لٹیروں سے اچھی طرح واقف
ہوں تم جس دنیا کا ذکر کر رہے ہو وہ تمثیل و نقل کی دنیا ہے میں تو یہ تماشے روز رات
میں دیکھے اور جان سلامت لے آیا۔

کل ہی شام کو تمہارے رفیق کار تشریف لائے تھے ماشاء اللہ کیا صورت و سیرت پائی ہے میں نے کم آدمی ایسے دیکھے ہیں جن کا چہرہ ان کے دل کی ایسی کھلی ہوئی تفسیر ہو تمہارا ذکر بھی خاص فرمایا لب و لہجہ میں فرمایا' اور میں خوش ہوا کہ تمہیں جیسا ایک بزرگ تو مل گئے اب یہ کون دیکھتا ہے کہ منہ کدھر ہے اور پیٹھ کدھر ا

مکرمی۔ آپ نے نہایت ضروری بحث کی طرف توجہ دلائی، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسی صورتوں میں کہنے سننے کا حق سب سے پہلے محرک کو حاصل ہونا چاہیئے میں نہایت شوق سے آپ کے خیالات نگاہ میں تسلیم کروں گا اور اگر آپ سے کہیں اختلاف ہوا تو اسے بھی ظاہر کر دوں گا میرے پاس ابھی اتنا وقت نہیں کہ میں

اُسکا اور اس سے زیادہ عذاب ایک انسان کے لئے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ جیتا نہ جاتا ہے لیکن اپنے لئے نہیں۔ آپ کہیں گے یہ تو انسانیت کا نہایت بلند معیار ہے، ہو سکتا ہے اگر یہ مجھے اس سے معاف ہی رکھا جاتا تو بہتر تھا۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں دشمن سے اس قدر نہیں گھبراتا، جتنا دوستا سے ہے۔ کیونکہ وہ دوست ہونے کے بعد بھی میرا اعتبار حاصل نہیں کر سکتا اور یہ دشمن ہو کر بھی میرا اعتماد نہیں کھوتا۔ پھر چونکہ میں اپنی اس کمزوری سے اچھی طرح واقف ہوں اس لئے جہاں تک ممکن ہوتا ہے اسے چھپاتا ہوں لیکن کب تک؟ آخرکار یہ راز کھل جاتا ہے اور میں تباہ ہو جاتا ہوں۔

بالکل یہی صورت اس وقت بھی پیش آئی۔ آپ اگر نہ پوچھتے تو شاید میں کہتا بھی نہیں لیکن چونکہ آپ کو اپنا ہمدرد سمجھتا ہوں اس لئے سب کچھ کہنا پڑا۔ سو وہ بھی بطریق شکایت نہیں، بلکہ بہ انداز عرض حال چاہتا ہوں کہ باوجود غفلت و بیوفائی جس وقت وہ سامنے آ جائیں گے، مجھے سر جھکا دینا ہی پڑے گا۔ "خیلو تسلیم" لاکھ مشکل سہی، لیکن اس سے بچ جانا اور زیادہ مشکل ہے بہرحال میں اس وقت جس منزل سے گزر رہا ہوں وہ صبر آزما ضرور ہے لیکن ہمت شکن نہیں۔ اور اب تو آپ کی تحریر نے اور زیادہ ڈھارس بندھا دی ہے اور مایوس ہونا کفران نعمت ہے۔ جیوں گا اور آپ کی محبتوں کا دم بھروں گا۔

اس میں شک نہیں کہ ہو بہو یہ ظلم ہے یعنی ظلم کم سے کم یہ ہے مان کر کہ ظلم ہے اور

سمیع حراشی معاسا!

حضرت سلامت،

آپ ویرانی والے مردوسامانی کا حال کیا پوچھتے ہیں غالب گھر بھی رکھتا تھا اور دربان بھی چنانچہ جب گھر کی گھاس زیادہ بڑھ جاتی تھی تو وہ دربان کو حکم دیتا تھا کہ گھاس کھدوا کر گھر صاف کر دے یہاں معاملہ ہے خالص "کاو کاو سخت جانیہائے تنہائی" کا جس میں اگر کوئی شرکت و ہمدردی کرے بھی تو اسے کو گوارا نہیں

آپ کی دلدہی سے میرا جی کچھ خوش تھوڑا سا ہوا ہے، اس لئے معاف کرتا ہوں دنیا میں آپ کے لئے بھی اس کوئی لطف باقی نہیں رہا ہو لوٹ بھیوا، کی طرح زرد لاکی دعائیں دینے لگے میں تباہ ہوں تو ہوا کروں، لیکن آپ کی گرمی محفل کا حال سن کر تو خوش ہوتا ہوں پھر وہ بات آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں جس کے جواب میں سوائے اس کے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ "آپ سے مطلب"؟

قبلۂ روحانیاں سجدہ نیاز قبول ہو دلبری کا شکریہ میں اس دوران میں بہت فکرمند رہا اپنے لئے نہیں، بلکہ ان کے لئے "ساری دنیا کے ہیں وہ میرے سوا" خیر یہ تو نہیں کہتا کہ میں نے ان کے لئے دنیا چھوڑ دی ہے اور دنیا چھوڑ نا چاہوں بھی تو کہاں جاؤں

لیکن یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ ان سے ہٹ کر اپنی کوئی دنیا علیحدہ قائم نہیں

مصرعہ اول میں جو دعوےٰ کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں لیکن دوسرے مصرعہ میں استعجاب کی کرشش تغزل ہے کہ ذہن کو یہ سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا کہ وہ خون کیسے خاک ہو جانے پر غور کرے۔

دوسرا شعر ملاحظہ ہو۔

زنیرنگ فسون پردازی الفت چہ می پرسی

تو در آغوش و من کشتۂ از دوری دیدنہا

یہاں بھی وہی جمع اضداد ہے یعنی قرب و بعد کو یکجا کر دیا گیا ہے لیکن آپ اسے مبالغہ قطعاً نہیں کہہ سکتے پھر یہ کیا ہے؟ وہی نکتہ وری

بیدل کے بعض اشعار اس معیار سے گرے ہوئے بھی نظر آتے ہیں اور باوجود مبالغہ نہ ہونے کے بھی ان میں کوئی نکتہ آفرینی نہیں پائی جاتی یعنی ادعائے شاعرانہ تو ہے لیکن ثبوت اچھا بہم نہیں پہونچ سکا، مثلاً:۔

دل گم گشتہ سراغ مست زکیفیت شوق

نشۂ بالد اگر از دست رود شیشہ ما

ایک شعر ایسا ہی اور سنئے۔

عیش داند دل سرگشتہ پریشانی را

ناخن ما باد بود کشتی طوفانی را

اس میں بھی کوئی بات نہیں۔ الغرض مبالغہ اور نکتہ وری میں فرق کرنا ضرور ہے اگر آپ اس بیان کو بھی شامل کرلیں تو آپ کا مقالہ ہر لحاظ سے مکمل ہو جاتا ہے

ہاتھ دھو دل سے یہی گرمی گر اندیشے میں ہے آبگینہ تندیٔ صہبا سے پگھلا جائے ہے

یہ آرٹ کے استعمال کی آخری حد ہے لیکن غالب اس سے اور آگے بڑھ جاتا ہے اور اب جو کچھ کہتا ہے، وہ یکسر تغزل سے باہر ہو جاتا ہے اور صرف آرٹ ہی آرٹ رہ جاتا ہے ملاحظہ ہو۔

نقش کو اسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہیں کھینچتا ہے جس قدر اتنا ہی کھنچتا جائے ہے

سایہ میرا مجھ سے مثل دود بھاگے ہے اسد پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے

یہ وہ اشعار ہیں کہ اگر وزن و قافیہ علیحدہ کر کے ان کا ترنم دور کر دیا جائے تو دل و دماغ کے علاوہ سامعہ کو بھی ناگوار ہوں یہ مبالغہ ہوا کہ دری نہ ہوئی۔

مبالغہ میں اگر حسن پیدا ہو سکتا ہے تو صرف اسی انداز سے فارسی میں اسکی مثالیں تو مل جائیں گی لیکن اردو میں بہت کم۔ بیدل کی شاعری میں اس رنگ کے اشعار اکثر نظر آتے ہیں اور یہ اس کا معجزہ ہے کہ تغزل سے کسی جگہ نہیں ہٹتا۔ کہتا ہے۔

ما ئے کہ بہار ستیم ہمہ سنگ ست دل او
دستے کہ عذار ستیم ہمہ آب ست دل ما

اس سے بڑھ کر آرٹ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اضداد کو یکجا کر دیا جائے لیکن بیدل کا کمال ہے کہ "پتھر پانی اور خاک" سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر اس سے اس طرح مس کر دیا کہ تمام محسوس کرنے کے بجائے آپ کو ایک خاص کیفیت محسوس کرتے ہیں ایک شعر اور سنئے۔

کف خاکے کہ دارم تا بگردد خاک می گردد چساں گیرم براہ اس کے آگے پامال قاتل را

جو کوئی آوے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے — ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں

ترا چہ غم کہ مرا در غمت نگیرد خواب — تو بادشاہ کجا یاد پاسباں آری

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ — اک آگ سی ہے سینہ کے اندر لگی ہوئی

یہ تو ہوئی وہ حقیقی شاعری (شاعری سے میری مراد یہاں صرف تغزل ہے) جسے ہم صرف محبت کی زبان کہہ سکتے ہیں اب اس کے بعد انداز بیان میں جس قدر زیادہ پیچیدگی و نزاکت پیدا ہوتی جائے گی کیفیات عشق اتنی ہی ضعیف ہوتی جائیں گی لیکن آرٹ ان کی جگہ لے لیگا اور یہیں پہونچ کر ایک شاعر کے حقیقی جوہر کھلتے ہیں کہ وہ کس حد تک آرٹ کو تغزل میں تحلیل کر سکتا ہے اور جذبات کے فقدان کی تلافی وہ آرٹ کے ذریعہ سے کس حد تک کر سکا ہے۔ غالب کی غزلوں میں یہ تمام مدارج اکثر نظر آتے ہیں۔ مثلاً اس کی وہ غزل لے لیجئے جو آجائے ہے۔ پا جائے ہے اس میں صحیح تغزلانہ جذبات کا شعر ملاحظہ ہو:-

شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے — دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے

اس کے بعد یہ جذبات کم ہوتے ہیں اور آرٹ شامل ہوتا ہے لیکن تغزل ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ مثلاً:-

گرچہ ہے طرز تغافل پردہ دار راز عشق — پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہے

غالب ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے لیکن ناگوار صورت پیدا نہیں ہوتی۔

اگر آپ مشورہ چاہیں تو عرض کروں کہ کیوں ۔ آپ یوسف صاحب کو اپنے
پاس چند دن کے لئے بلالیں ، آدمی محنتی ہیں ، دیں ، میں توتش ووق میں اور سے
بڑی بات یہ ہے کہ ہر وقت آپ کے پاس رہیں گے اور جس طرح آپ فرمائیں گے
مرتب کرتے رہیں گے ۔ ممکن ہے میں لکھوں اور آپ کو پسند نہ آئے ، یا اگر پسند بھی
آئے تو وقت گزرنے کے بعد اگر زحمت نہ ہو تو مطلع فرمائیے کہ آپ نے کیا فیصلہ کیا۔

جناب محترم
تسلیم ، آپ نے شاعری کی جتنی تقسیمیں انداز بیاں کے لحاظ سے کی ہیں اس سے
مجھے بالکل اتفاق ہے لیکن مبالغہ کے علاوہ ایک قسم اور بھی ہے جس کو نکتہ وری
کہتے ہیں میں ذرا وضاحت کردوں
ایک شاعری تو یہ ہوئی کہ عامۃ الورود واقعات کے لئے سہل و سادہ الفاظ
اور سلیس انداز بیاں سے کام لیا جائے جو فارسی میں سعدی کا اور اردو میں میر
و درد کا رنگ ہے مثلاً

یاں سے واں ، واں سے یہاں حکم ہوا وصل کی شب
ہم اٹھاتے ہی کچھا تے رہے بستر اپنا

درد او حسرتا کہ عاشقم و دست بست دشتم بمی رسد کہ بگیرم عنان دوست

محترمی۔

صحیفہ گرامی ابھی ابھی پہونچا۔ میرے لئے اس سے زیادہ مسرت اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ کوئی حکم دیں اور میں اس کی تعمیل کروں، لیکن اس زندگی میں اس سے پہلے بارہا ایسی مسرت خیز گھڑیاں نصیب ہوئیں اور میں کبھی ان سے فائدہ اٹھا سکا معلوم ہوتا ہے اس وقت بھی میری بدنصیبی مجھے اس لطف سے محروم رکھے گی۔

یقیناً کام نہ زیادہ محنت کا ہے نہ زیادہ الجھن کا۔ لیکن بہرحال وہ وقت چاہتا ہے اور یہ ترکیب آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ سورج کو ٹھیک وقت پر غروب ہونے سے ترک دوں۔ گھنٹے کے ساٹھ منٹ کمبخت ساٹھ ہی منٹ میں ختم ہو جائینگے اکسٹھواں منٹ شروع ہوا اور دوسرا گھنٹہ لگا۔

آپ کو معلوم نہیں اس وقت تک میں کتنا کام کر چکا ہوں اور ابھی کتنا باقی ہے۔ بھلے کا ذکر نہیں۔ اگر کوئی شخص ۲۰ سال کی عمر میں صرف اس کی نقل کرنے بیٹھ جائے تو جس وقت وہ ختم کرے گا تو "فرو ریزہ و پرو بال" کی منزل بھی گذر چکی ہو گی پھر یہ سن کر آپ کو غالباً اور زیادہ حیرت ہو گی کہ اس قدر جھک مارنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مطالعہ کی عمر حقیقتاً اب آئی ہے۔ جی یہ چاہتا ہے کہ آبادی سے دور لب آب ریتیلی زمین پر ایک جھونپڑا پڑا ہو اور وہاں سوائے کتابوں کے کچھ نہ ہو حتیٰ کہ پنسل و کاغذ بھی نہیں۔

بہرحال اب افتاد مزاج کی صورت یہ ہے اور اگر اب بھی آپ کا اصرار یہی ہے کہ میں ضرور لکھوں تو انکار تو کروں گا نہیں، لیکن وقت پر کام ہو جائے اس کی ذمہ داری کسی طرح نہیں لے سکتا۔

وہ "خودی" کا ہے یعنی اس منزل کا جب انسان خدا سے قریب ہو جاتا ہے۔

مسعود انور
ٹرانسکل سوال ہے یوں کیا اگر آپ خود غالب سے پوچھتے کہ اس کا بہترین شعر
کون سا ہے تو وہ اس کا جواب۔ دے سکتا کیمیات کے ساتھ بیسودگی کا معیار بھی
بدلتا رہتا ہے ہو سکتا ہے کہ اسوقت مجھے اسکا یہ شعر اچھا معلوم ہو۔

دوستی کا پردہ ہے بیگانگی ۔۔۔ منھ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیئے

لیکن دوسرے وقت میں اس شعر پر جھوم رہا ہوں

ہے شکستن سے بھی دل نومید یارب کب تلک
آبگینہ کوہ پر عرض گراں جانی کرے

لیکن اگر آپ یہ پوچھیں کہ اس کا بدترین شعر کون ہے تو ٹھیک میں بتا سکتا
ہوں اور وہ یہ ہے۔

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیئے ۔۔۔ بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیئے

حسن میں جتنا تنوع ہے اتنا قبح میں نہیں ہے محبت کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں
لیکن نفرت " ایک ہی ہے خوبصورتی میں نگاہ کے مختلف زاویوں کی گنجائش
ہے لیکن بدصورتی میں صرف ایک کی۔ اس لئے بدترین کی تعین اتنی دشوار نہیں
جتنی "بہترین" کی آپ نے اگر کوئی ایسا شعر انتخاب کیا ہو تو میں بھی سننا چاہتا ہوں

ہے اکاروبار محبت بالکل بدل گیا ہے اور جب تک آہ وزاری سے کام نہ لیا جائے
نہ جذبۂ معشوقیت کو تسکین ہوتی ہے نہ عشق "حدود تعینات" میں آتا ہے۔

یہ تمام مظالم ڈاروِن کے ڈھائے ہوئے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے قوی کیسا تھا
ضعیف بھی اپنی زندگی کسی نہ کسی طرح بسر کر لیتا تھے۔ لیکن اب بقا کے لئے
"تنازع" کا مفہوم ہی یہ رہ گیا ہے کہ قوی ضعیف کو تباہ کر دے اور ضعیف
بے چون وچرا اپنے آپ کو تباہ ہو جانے دے۔ وہ تو کہو اشتراکیت کا دور شروع
ہوگیا ہے اور ایک چیز احتجاج یا ستیاگرہ ایسی پیدا ہوگئی ہے کہ سبزۂ پامال کو بھی
نہال ہونے کا موقعہ مل جاتا ہے ورنہ ہم تم تو کبھی کے ختم ہو گئے ہوتے۔

بہرحال میرے نزدیک خاموشی مناسب نہیں ہے ماتم کو پوری کوشش
کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیئے۔ خدا پر بھروسہ کر کے ہاتھ پاؤں ڈال دینا خود خدا کو
بھی پسند نہیں آتا۔ دنیا میں وجود کے ساتھ "اثبات وجود" ازبس ضروری ہے۔
زمانہ سے زیادہ فراموشکار کوئی نہیں ہے ذرا تقاضہ میں کمی کی اور وہاں صاف
انکار ہوگیا۔ اس لئے اگر زندہ رہنا ہے اور زندہ رہنا ہی پڑے گا! اپنے لئے نہ
سہی اوروں کے لئے، تو یہ کرنا ہی پڑے گا۔ اب زمانہ "جیو اور جینے دو" کا نہیں
ہے بلکہ "خود جیو اور کسی اور کو نہ جینے دو" کا ہے اس لئے جب تک لوگوں کو ستاتے
رہو گے، مزہ میں رہو گے" میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا" اب نہ
عاشقی میں شمار ہوتا ہے نہ انسانیت میں۔ زبردستی محفل میں اپنے لئے جگہ پیدا کرو
اور سب کو نکال باہر کرو۔ یہ ہے اس عہد کا فلسفہ کامیابی۔ "بے خودی کا زمانہ گیا اب

جب تک وہم و خیال کی دنیا میں جیتا تھا سمجھتا تھا کہ دل ریزی تا آسمان آمد و گشت داشت۔ لیکن اب کہ تعبیرات و حقائق کے خط میں مبتلا ہوں۔ سایہ تک اجنبی نظر آتا ہے مجھے"

ہائے ری عقل ہر رہ کار اجدار الجھیں بتاؤ اس بوجھ کو سر سے اتار کر کہاں پھینک دوں، اس بلا سے کیونکر نجات حاصل کروں میں تو زندگی کے اس منطقی اسلوب سے۔

کہ یہ ہو تو کہاں جائیں اور ہو تو کیونکر ہو

سخت عاجز آ گیا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ کسی کو مار ڈالوں اور مر جاؤں۔ خود تمہارا جی نہیں چاہتا کہ عقل کے کھیل میں ٹریجڈی کی تکمیل اس طرح ممکن نہیں۔

ہاں، خوب آیا، کل ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو ابھی حج کر کے واپس آئے ہیں انھوں نے سفر کی آسانیوں اور وہاں کی دلچسپیوں کا ذکر ایسے الفاظ میں کیا کہ طبیعت بے اختیار ہو گئی۔ تو تو کیا کہتے ہو؟

جاؤ بھی، تم کس زمانے کی باتیں کر رہے ہو۔

در کار عشق نالہ و آہے ضرور نیست

یہ اس وقت کا اصول تھا جب انسان پہلے جنس پیدا ہوتا تھا اور اس کے بعد مجتبی بنتا تھا لیکن اب کہ مجتبی قیت سے بالکل جدا ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر لی

نہایت ہی ناقص و نامکمل صورت اعتراف احسان کی ہوتی۔

خیر، یہ تو جو کچھ ہوا اور جس حد تک مسیحائی کا تعلق ہے آپ نے ایک مردہ کو جلا بھی لیا، لیکن یہ تو فرمائیے کہ زندگی محض سے کیا کام چل سکتا ہے جب تک اس کے بقا کی امید نہ ہو تن بسمل میں سانس تو آنے جانے لگی ہے لیکن اگر بیمار نے پھر سنبھالا لیا تو کیا ہوگا۔

خدا کے لئے جہاں یہ کیا ہے وہیں اس کا بھی انتظام کر دیجئے کہ انکا تعلق اب اس ظالم سے باقی نہ رہے میں سچ کہتا ہوں کہ وہ یزید پھر وار کریگا اور ضرور کرے گا، پھر میں کب تک آپ کو تکلیف دیتا رہوں گا اور یہ غریب تاکے اس سولی کے دھڑکے کو برداشت کرتا رہے گا۔

آپ تو اس شعبہ سے ان کا تبادلہ کرا دیجئے اور خود اپنے دفتر میں لے لیجئے اگر آپ خود اپنی خدمت میں نہیں رکھ سکتے تو کسی ایسے شریف افسر کے پاس بھیجدیجئے جو میر صاحب کی طرح کثیر الاولاد بھی ہو اور اپنی اولاد سے محبت بھی کرتا ہو یہ احسان مجھ پر ہوگا۔

ا جیہ،

کیا پوچھتے ہو کیا کر رہا ہوں۔ نہ یاد رفتگاں کا مشغلہ ہے کہ کچھ دیر اسی سے جی بہلانہ "عشق بتاں" کا حوصلہ کہ کچھ وقت سر ٹکرانے میں گزر جائے۔ اب تو حال کی سوگواریاں ہیں یا مستقبل کی حوصلہ فرسائیاں، جیوں تو کیونکر اور مروں تو کیوں ؟

دل ہے جبتک عشق کا انکار کرسکتے نہیں، پردہ جب یوچھئے ہو تو اقرار کرلئے نہیں

یارو کہو ہر بار یہ کچھ کاں ہیں اپنے   کیا ماہیں کہ ہم بیٹھے ہیں کس دھیان میں اپنے

اس چشم یہ آنکھ پڑتے ہی ہم نے کہا   جادو برحق ہے کرے والا کا مسر

پڑے ہے رم میں حسن تحص یہ نگاہ تری   وہ منھ کو پھیر کے کتنا ہی اُف بیاہ تری
غصب جدا جس کے دیوان میں سیکڑوں اشعار اس رنگ کے پائے جائیں
اسے آپ "لعو گو مارا ری" کے نام سے یاد کریں

مطوعت بیابا، محبت دشگا حقیقت یہ ہے کہ آپ ایسی ہستیاں دیساہیں۔
ہول تو یہ "کارگہ شیشہ گری" ایک دن نہیں چل سکتا آپ نے جس لطف وخلوص
سے کام لے کر میرزا صاحب کی امداد کی ہے اس کا شکریہ کیس نہیں سچ یہ ہے کہ آپ نے !
رگرتا ہوا گھر تھام لیا

کل شام کو وہ میرے پاس تشریف لائے اور تفصیل کے ساتھ پوری داستاں
سنائی۔ میں حیران تھا کہ وہ اس دنیا کی باتیں کر رہے ہیں یا کسی اور سرزمین کی انسانی
رافت وخلوص کا قصہ کہہ رہے ہیں یا کروبیاں ملاء اعلیٰ کی شرافت نفس کا بے اختیار
جی چاہ رہا تھا کہ آپ میرے سامنے ہوتے اور میں آپ پر قربان ہو جاتا، گویا یہ کبھی

حضرت، ! لم

آپ کیوں خواہ مخواہ جرأت کو برا کہتے ہیں "کیا تمہارا غریبہ لیتا ہے"۔ سچ ہے بدا اچھا بدنام برا۔ کیا میرؔ کے کلام میں سوقیانہ اشعار نہیں ہیں، کیا مومنؔ ابتذال بدمذاقی سے بالکل بچا ہوا ہے، کیا غالبؔ کا ہر شعر معیار ذوق پر پورا اترتا ہے پھر جرأت کو برا کہتے ہو تو انہیں بھی کہو

آپ کہیں۔ گے کہ شاعر کے عام رنگ کو دیکھ کر حکم لگایا جاتا ہے، تو کیا جرأت کے کلام کا اکثر حصہ وہی ہے جسے آپ فحش و بازاری وغیرہ خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں

اچھا بتائیے، یہ اشعار کس کے ہیں؟

واں سے آیا ہے جواب خط کوئی سنیو ذرا ؛ میں نہیں ہوں آپ میں مجھ سے نہ سمجھا جائیگا

جب تلک کرتے رہے ذکر اسکا تجھ لوگ ؛ جی میں کچھ سوچا کیا میرا دل دھڑکا کیا

ملک دل میرا اسد اسنسان ہی رہتا ہے آہ ؛ سب نگر بستے ہیں یارب اس نگر کو کیا ہوا

خاک ہو جانا دل سوزاں کا کیا آتا ہے یاد ؛ خاک ہوتے دیکھتے ہیں جب کسی اخگر کو ہم

لوگ سب کہتے ہیں اس بیمار غم کو کیا ہوا ؛ جانتے ہم بھی نہیں ہیں یہ کہ ہم کو کیا ہوا

شمع بجھتی ہے تو اس میں سے دھواں اٹھتا ہے　　　شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد

ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا　　　ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہئے

اگر آپ اس التزام کے ساتھ مشہور شعراء کے کلام کا انتخاب کیا کر دیں تو بڑی خدمت ہو۔

استغفر اللہ! کیا بچوں کی سی باتیں کرتے ہو جس چیز کو تم اتنا اہم سمجھتے ہو اس کھیل سے زیادہ نہیں بسم اللہ کے گنبد میں تم نے پرورش پائی ہے کتیں کیا جرکہ عقل و ہوش کا معیار اس کیا ہے سجدے کرتے کرتے، ناک رگڑتے رگڑتے ڈیڑھ ہزار برس کا طویل زمانہ گذر گیا لیکن اب تک تم نے خدا اور بت کے فرق کو نہ سمجھا

برہمن گشتہ گرایں قدر زنار می بستم

ایک طرف یہ بھی کہتے ہو کہ اسلام نے بت پرستی کو مٹایا اور دوسری طرف اسی میں مبتلا بھی ہو بات خواہ وہ خدا ہی کا کیوں نہ ہو بات ہے اور توڑے جانے کے قابل اور خدا، خواہ وہ کوئی بت ہی کیوں نہ ہو، قابل پرستش ہے۔ مگر تم اس نازک فرق کو نہیں سمجھ سکتے۔ جاؤ اٹھو وضو کر کے نماز پڑھو، تمہاری بات تم سے جدا ہو جائے میں بھی جاتا ہوں، آئینہ سامنے رکھ کر اپنے خدا کو پوجوں گا۔

اور بہت کم ایسے ہیں جو تغزل کی حدود سے آگے نہیں بڑھتے غالب کے کلام میں اس کی مثالیں اچھی ملتی ہیں۔ اس کا ایک مشہور شعر ہے:۔

ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے
بہ جلوہ ریزیٔ باد و بہ پرفشانیٔ شمع

دوسرا مصرعہ بالکل مادیات سے تعلق رکھتا ہے اور پہلا یکسر وجدانیات سے۔ شاعر "جلوہ ریزیٔ باد" اور "پرفشانیٔ شمع" کو دیکھتا ہے لیکن فوراً ہی حواسِ ظاہری کی دنیا سے گزر کر خیال و روح کے عالم میں پہونچ جاتا ہے اور اتنی خوبصورتی کے ساتھ کہ تغزل میں جان پڑ جاتی ہے۔ دوسری مثال ملاحظہ ہو:۔

تری جواہر طرفِ کلہ کو کیا دیکھیں
ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

"لعل و گہر" دیکھ کر جو مادی چیزیں ہیں، شاعر کا خیال فوراً ان کے "اوجِ طالع" کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو بالکل وجدانی چیز ہے اور غزل کی رنگینی بدستور قایم رہتی ہے۔ اسی خیال کو دوسرے زاویۂ نگاہ سے اس نے یوں ظاہر کیا ہے:۔

گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا
کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے

غالب کے اور چند شعر اسی رنگ کے سنئے:۔

وفاداری بشرطِ استواری اصلِ ایماں ہے مرے بتخانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو

رستوسعدی کا ہے آپ سے کس سے کہ دیا کہ عاآپ کا ہے

ملطف رمائے سدہ یادآوری کا سکریہ قبول ورمایئے اور تاخیر جواب پر معذرت
مفصل، گرامی نامہ پرسوں پہونچا اصولاً وطبعاً مجھے اسی دن اطلاع تشکر کرنا چاہیئے تھا،
لیکن اس دوراں میں حیدر حید مکروہات کا شکار رہا اور طبیعت کسی طرح حاضر
ہوئی کہ کوئی کام کی بات کرتا آج بھی بادل نخواستہ اس فرض کو ادا کر رہا ہوں
جس کی تاسیس پر مبارکباد قبول دیجئے اور بزم مشاعرہ برپا کرنے پر
دعائے کامیابی آپ مجھے یاد فرماتے ہیں یہ آپ کی محبت ہے لیکن آپ کو معلوم ہونا
چاہیئے کہ "آجکل آپ سے باہر ہے نظام" اور اسلئے اسے محفل میں طلب کرنا
خطرہ سے خالی ہیں
اول تو یوں بھی معمولاً میں مشاعروں کی شرکت سے گریز کرتا ہوں، چہ جائیکہ
اس وقت جب طبیعت غیر حاضر ہو
غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں

گرامی عزیز آپ نے نہایت لطیف بحث چھیڑی ہے اور آپ نے جولت، رتی کیساتھ
آپ نے استدلال کیا ہے کہ اس میں قطعاً کسی اضافہ کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی
ایک ہی شعر میں مادیت سے گذر کر وجدان کی دنیا میں پہونچ جانا ایسے
شعراء کے کلام میں بھی کثر نظر آتا ہے کہ اکثر اس کو بالکل تصوف بناکر رکھدیتے ہیں

کی کہ میں کبھی آپ سے خفا ہو ہی نہیں سکتا، اور جو کبھی خفا ہونا نہ جانے اس کو پوچھنا ہی کیا! اللہ اللہ۔ کیا فرق مراتب ہے! جی ہاں، زندہ ہوں لیکن شکر ادا کرنے کی حد تک نہیں۔ آپ پر رشک کرنا تو کوئی جرم نہیں بشرطیکہ آپ اسکا یقین بھی آجائے کہ رشک، دراصل کوئی تکلیف دہ چیز ہے۔

یہ نہ آپ کی گزشتہ زندگی پر طعن ہے اور نہ میری موجودہ زندگی کی صحیح تصویر بلکہ مقطع کی بات تھی اس لئے مجبوراً سخن گسترانہ انداز میں بیان کی گئی۔ آپ کچھ اور خیال نہ کیجئے گا۔

یقیناً میرے خیالات میں تغیر پیدا ہو گیا ہے اور یہ ہے کافی۔ آپ ملامت انگیز انداز سے پوچھتے ہیں یہ کیا ہے؟

جواب میں سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ

لو وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

خوش رہیے کیونکہ ایک زمانہ وہ آنے والا ہے جب یہ مجھے برا کہنے والے بھی تھک کر بیٹھ رہیں گے اور میرے بھیا حیران ہو جائیگا آپ کو معلوم نہیں "ملامتیانہ" کا درویش ہوں اور میرے مدارج کی ترقی کا راز، اسی میں پنہاں ہے کہ لوگ مجھے گالیاں دیں اور میں سن سن کر خوش ہوں۔

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

اس وقت تک غالب کی شاعری کے متعلق دفتر کے دفتر لکھے جا چکے ہیں لیکن حدارا بتایئے کیا اس سے بہتر رائے آپ کی نگاہ سے کبھی گزری ہے اور وہ بھی اتنے مختصر الفاظ میں ـــ اب آپ اس کا حقیقی رنگ سخن دیکھئے، الفاظ کے تیکھے پن پر نگاہ ڈالئے بیان کی شوخی و بیباکی کو سامنے رکھئے، طرز ادا کی صفائی پر شستگی پر غور کیجئے اور پھر اس بیان پر کہ

"کہ کہیں گاہ جستہ جیل غزال"

کیا آپ سے غالب کی شرح نگاری کا معجزہ نہ کہیں گے؟

میرے نزدیک غالب نے اپنی عمر میں دو غلطیاں کیں ایک بہت بڑی اور ایک بہت چھوٹی۔ بڑی یہ کہ اس نے ریختہ میں شاعری کی اور چھوٹی یہ کہ اس نے فارسی میں سرلیس بھی کہیں اگر آج اس کا اردو دیوان جسے وہ خود بھی "بے رنگ" کہتا ہے موجود نہ ہوتا اور جو وقت تغزل فارسی میں صرف کیا ہے دو قصیدوں میں صرف کیا جاتا تو غالب کی حقیقی عظمت کا اندازہ کوئی کر پایا کرتا لیکن دنیا اس کا جواب پیش کر سکتی اس کے معنی یہ نہیں کہ میں اس کے دیوان ریختہ یا تغزل فارسی کا مداح و معترف نہیں ہوں، بلکہ مقصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ فطرت نے اسے جس کام کے لئے پیدا کیا تھا اس کی طرف اس نے پوری توجہ نہیں کی

محب گرامی - ایک زمانہ کے بعد آپ نے یاد فرمایا میں نے تو اس خیال سے مراسلت میں تقدیم نہیں کی کہ آپ مجھ سے خفا ہیں اور آپ نے اس لئے پروا نہیں

یہ "الٹی میٹم" آپ نے نرگس کو دیا ہے۔ انھیں کو نا" جو نہیں جانتے وفا کیا ہے"
میں ڈر گیا کہ کہیں خطاب میری طرف تو نہیں ہے۔ یہ آپ کو یہ کہاں سے سوجھی۔ ذرا وضاحت سے فرمائیے، میں سمجھا نہیں۔

آپ کی غزل کی داد کیا دے سکتا ہوں

نظر کو تاب تماشائے حسن یار کہاں!

آپ کے یہ دو شعر کبھی نہیں بھول سکتا۔

امید تیرا برا ہو ڈبو دیا تو نے — دئے ہیں آخری دم تک فریب ساحل کے
تمام رات رہے محو گفتگو ان سے — تمام رات فسانے تباہی دل کے

جس وقت یہ تحریر آپ کی نگاہ سے گزرے گی۔ میں حیدر آباد میں ہوں گا۔ اور غالباً آخر مارچ تک وہیں رہوں گا۔ اگر آپ اس دوران میں اپنا ترکش کچھ اور خالی کرنا چاہیں تو امپیریل پوسٹ آفس کے ذریعے سے۔

بر دست دیارے بستہ گرانے نہادہ
نازم بہ بندگی کہ نشانے نہادہ

مکرمی۔ تسلیم۔ غالب کی فارسی شاعری کے متعلق آپ میری رائے مجھ سے صرف ایک جملے میں چاہتے ہیں۔ اچھا تو سنئے، لیکن غالب ہی کی زبان میں، کہتا ہے۔

نظم غالب نگر کہ پنداری
کز کمیں گاہ جستہ خیل غزال

حال اطمینان وصاحت کرسکا ہوں تقریروں کے متعلق آپ نے جو رائے دی استاد
آپ کا حصہ ہے اور ہاں یہ تو بتائیے اب آپ ہیں کیسی؟ پرواہ را ہداری عطا
ہو تو حاضر ہوں؟

حضرت آپ نے بالکل درست فرمایا جو ہاں سے چھڑ چلی جائے میں تو کوئی
حرج نہیں لیکن وصل" آپ کے حصہ میں آئے اور حسرت میرے حصہ میں، اس پر
مفاہمت دشوار ہے۔
محض آپ کے ارشاد کی تعمیل میں یہ بحث میں نے چھیڑی تھی، اس امید پر کہ آپ
میرا ساتھ دیں گے، لیکن معاف فرمایئے، آپ نے بالکل خلاف توقع وہی حرکت کی
جو کوئیوں نے کی تھی بہتر ہے، میں تو تہید ہوا جاتا ہوں لیکن یہ یاد رہے کہ آپ بھی
ایسے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے فرید کی سی نیت پانا آسان نہیں اس کی مستی کو تو
حسین نے غیر فانی بنا دیا۔ میں یہ مرتے مرتے کسی سے یہ کہوں گا کہ آپ کا "زخم خوردہ"
ہوں۔

ہو سکتا ہے کہ آپ پر آپ کے ارسطوی رشتہ دار ان کا دباؤ پڑا ہو لیکن کیا
آپ کے نزدیک دوستی کا تعلق اتنا کمزور ہے کہ وہ ایک "عمرو' مارو" کا متحمل نہیں ہو سکتا
میں یہ شکایت اس لئے نہیں کرتا کہ میری آئندہ راہیں سد ہوگئی ہیں بلکہ محض
اس بنا پر کہ اگر اس کے بعد میرے قلم سے کوئی ایسی بات نکل جائے جو آپ کے لئے
باعث تکلیف ہو تو اس کی ذمہ داری میرے سر نہ رکھی جائے

رکھ کر کوئی کام مجھ سے آج تک ہوا ہے نہ آئندہ ہونا ہے۔ رہا "وضع پرسش" کا معاملہ
سو اس کے لئے نہ مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ آیئے اور ذبح کر کے چلے جائیے۔

محترمہ، ہر چند "آشنا گاہے اگہ نا آشنا" والی ادا مجھے پسند نہیں لیکن
یہ واقعہ ہے کہ آپ کا کبھی کبھی یاد کر لینا بھی "جلوۂ برق شراب گاہ گاہی" سے کم نہیں
ہیں۔ یوں اس طرف کی بات رہی ہے۔ آپ کی آخری تحریر ایبور سے وصول ہوئی تھی
اور ہر چند اس میں کافی برہمی کا اظہار کیا گیا تھا، لیکن چونکہ یہ کوئی نئی بات نہ تھی،
میں بھی حسب عادت ایک آہ سرد بھر کر خاموش ہو گیا۔ اس وقت اس نزاع کو تازہ
کرنا مناسب نہیں کہ آپ نے ہمیشہ میری اس معذرت خاموشی کو "خودسری" پر محمول
کیا اور میں نے بیکسی و بیچارگی پر۔ اب آپ نے پھر "ساحل اپالو" سے مجھے یاد فرمایا تو
خیال آیا کہ اس داستان کا گزشتہ باب کس سین پر ختم ہوا تھا!

زلف برہم نشہ از مستی چپ شدہ ہم!

اچھا یہ تو بتایئے کہ اب کیا ارادہ ہے۔ وہی ابتلا و آزمایش، وہی امتحان صبر
و وفا اور وہی مطالبۂ "کج دار و مریز" مناسب ہے۔ اسلام کی شرط "ورزش ایمان
بالغیب" ہو یا نہ ہو لیکن محبت و خلوص کے معاملہ میں میرا اصول ہمیشہ یہی رہا ہے،
اس لئے صبر نہ کروں گا تو کیا کروں گا۔

سیاسیات کے باب میں بڑی حد تک میں آپ کا ہم خیال ہوں، یعنی سلوک
میرا وہ ہے جو آپ کا، اور اس بھنسے کے ملاحظات ملاحظہ فرمایئے، شاید میں کوئی

در حرمِ صدر راہ و عاقل رہ آتش
آں داغ کہ ما بر دل دیوانہ ہست دیدیم

صدیقی آپ کچھ ارشاد فرمائیں اور میں بسروچشم آپ کو کوئی حکم دیں در میں اس کی تعمیل نہ کروں، یہ آپ نے کیا فرمایا، لیکن اس کا کیا علاج کہ ---

دارم دلے ز آملہ مارک سادہ تر"

محبت تو چیز بڑی چیز ہے، ہم، ہم ہیں کہ سمی تحرکت و قامت کو اسیر کر کے
آپ کو معلوم ہے کہ دنیا میں صرف چند نفوس (چند ابھی سالم سی سمجھئے) ایسے ہیں جن سے دل کا معاملہ رکھتا ہوں اور صرف اس لئے کہ جو خصوصیت ان کو ہے سے کسی اور سے نہیں ہے۔ عرصہ ہوا اسی چیز کو میں نے یوں ظاہر کیا تھا۔

آئینہ دیگراں کی آں دل بیار ہم
اور تو خواست اند کے شیوۂ اعتبار را

پھر ظاہر ہے کہ "شیوۂ اعتبار" ایسی ارزاں جنس نہیں کہ ہر جگہ آسانی سے دستیاب ہو سکے، اور ایسا ہو بھی تو مجھ میں وہ کون سی بات ہے جو اس منصب کو کوئی پورا کرے تسلط سے اسی صدمہ ہی کو تھوڑا اور میں نے ساری دنیا کو صورت حال آپ کے سامنے ہے، اب آپ ہی فرمائیے کہ سدرچیتی دل، بھی تو کیا اور ارشاد گرامی کی تعمیل کروں تو کیونکر، میں بالکل صحیح عرض کرتا ہوں کہ یہ تو حضرت آپ کا فرمان ہے، اگر کوئی اور ہوتا تو بھی مجھے تامل نہ ہوتا کیس دل کو علیحدہ

حضرت، المطاع۔ میں آپ کا کہلاؤں اور دنیا سے روپوشی اختیار کروں!
یہ کیونکر ممکن ہے۔

ہر کہ روسوئے تو دارد بہ جہاں قبلہ نماست،

"خلوت و تنہائی" سے میری مراد، نہ دنیا سے کٹ کر علیحدہ ہو جانا تھا اور نہ اصحابِ کہف کی طرح کسی غار میں چھپ کر خوابِ جمود اپنے اوپر طاری کر لینا بلکہ مدعا صرف یہ کہنا تھا کہ جب صورتِ حال یہ ہے کہ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں۔ وہ

برتر از آں ست کہ گفتن تواں،

تو پھر کیوں "نہ گفتن ہم خوش ست" پر عمل کیا جائے۔
باوجود دل کھول کر نہ کہہ سکنے کے بھی جب دنیا میری بات نہیں سمجھتی، تو آپ ہی اندازہ کیجئے کہ اگر کبھی واقعی میں وہ سب کچھ کہہ سکا جو کہنا چاہتا ہوں تو کیا ہوگا۔
یہ آپ نے بالکل درست فرمایا کہ

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را

لیکن میں نے جس حال کے تحت آپ کو خط لکھا تھا وہ کچھ اس قسم کا تھا کہ

کام تھے عشق میں بہت پر میر
ہم تو فارغ ہوئے شتابی سے

فرق صرف اتنا ہے کہ میر فراغت کا مفہوم موت قرار دیتا ہے اور میں صرف سکوت۔ بہر حال یہ بھی کہنے کی باتیں ہیں ورنہ میں خوب جانتا ہوں کہ اس روگ کا کوئی علاج نہیں۔

مکرمی۔ نوازش نامہ موصول ہوا۔ آپ نے غالب کے شعر پر جس لطیف پیرایہ میں
اظہار خیال فرمایا ہے اس کی داد نہ دینا ظلم ہے اگو بعض جگہ آپ کی غیر معمولی ذہانت
کے معیار سے وہ گرا ہوا نظر آتا ہے۔

موسم دیر غنودن بہ شبستان آمد

اس مصرعہ میں غنودن (بہ فتح عین ہو) یا غنودن (بہ ضم عین) ایک ہی بات
ہے معنا تھوڑا سا فرق ان میں ضرور پایا جاتا ہے یعنی غنودن مطلق خواب ہو سکنے
معنے میں آتا ہے اور غنودن آرام سے پڑے رہنے کے مفہوم میں بھی مستعمل ہے شبستاں
سے مراد صرف خوابگاہ ہے اس میں کسی اور پوشیدہ نسبت و اضافت کے بڑھانے کی
ضرورت نہیں ہے۔ اب رہا یہ کہ 'موسم دیر غنودن' سے کون سا موسم مراد ہے سو اس
خاص موقع پر "مے و معشوق" وغیرہ کی رعایت کا کوئی سوال نہیں، کیونکہ اس قصیدہ
کا پہلا ہی شعر۔

عید اضحیٰ، سر آغاز زمستان آمد
وقت آرائش خز و ایوان آمد

صاف بتا رہا ہے کہ کس موسم کا ذکر ہے علاوہ اس کے 'موسم دیر غنودن' والے
شعر کے پہلے مصرعہ میں بھی صراحت موجود ہے کہ دن گھٹنے لگا ہے اور رات بڑھنے
لگی ہے۔

اسی لیے میں نے عرض کیا کہ یہ شعر آپ کی بڑھی ہوئی ذہانت کا متحمل نہیں ہے
ایسے ہے مراد تحریر ہوگا۔

"لاحول ولا قوۃ، یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ میں نے کہا "یوں نہیں یوں" اور تم نے بھی کہہ دیا کہ "ہاں"

میں سمجھتا تھا کہ تم اس کی مخالفت کرو گے، میں دلائل پیش کرونگا تم انہیں رد کرو گے اور اس طرح ہفتہ دو ہفتہ تک گفت و شنود کا سلسلہ جاری رہیگا لیکن تمہاری "ہاں" تو کسی کی "نہیں" ہو کر رہ گئی۔ اب بتاؤ کیا کروں۔

آپ نے جس آفت جاں کا حال دریافت کیا ہے وہ آجکل بمبئی میں ہے۔ "زرنگیں جلوہ غارتگر ہوش" کہاں ؟- یہ خبر نہیں - کیوں ؟ یہ معلوم ہے لیکن بتانے کی ہمت نہیں۔ تم نے یہ شعر سنا ہوگا -

نہ من افتادہ تنہا بکمند آرزویت
ہر کس سر تو دارد تو سر کدام داری ؟

یہ سوال کہ "سر کدام داری ؟" بہت خطرناک ہے، کیونکہ اگر اس کے جواب میں کسی اور کا نام لے دیا گیا (جو بالکل یقینی ہے) تو پھر کیا ہوگا؟ اب آپ غالباً سمجھ گئے ہونگے کہ بتانے کی ہمت کیوں نہیں ہے۔ بہر حال "چون و چرا" میں پڑے بغیر ایک "دنیائے خیال" میں نے اپنی علیحدہ قائم کر لی ہے اور اسی پر قانع ہوں اور رہونگا۔ اس اولین لمحہ کے جو "فلسفہ و منطق" سے بے نیاز ہے مجھے کچھ یاد نہیں۔ جانتے ہو کہ "داولین" نے کیا کہا تھا ؟ - ہے -

لبش بدیدم و لعلم بیوفتاد از چشم
سخن شنیدم و قیمت برفت لولو را

اں کا بار مں برداشت کروں اگر یہ احساس ہے و اادر ماراسب ہونے کی کوئی
وجہ ہیں، تو براہ کرم مجھے فوراً مطلع فرمائیے تاکہ میں مکان حاصل کرکے اسیں ضروری
ساماں پہونچادوں۔

قبلہ میر صاحب
کل بیٹھے بیٹھے ایک بات ذہن میں آئی، اسے آپ الہام والقاد تو کہیں گے،
نہیں لیکن اگر اس کو سری "کرامت" ہی ان لیں تو جیرمں زیادہ حجت نہ کروں گا اور
وہ بات آپ کو بتادوں گا۔

آپ کہیں گے کہ جب تک میں بتاؤں نہیں آپ کیا کہہ سکتے ہیں اور مجھے
یہ ڈر ہے کہ اگر میں نے اسے ظاہر کردیا تو آپ کہیں گے یہ تو مجھے پہلے ہی سے معلوم
تھی اچھا تو یوں سمجھئے، آپ آئیدہ جمعہ کو مرادآباد جاسی رہے ہیں، دو گھنٹے کے لئے
لکھ ہو ٹھہر جائیے اور مجھ سے دو بات سن لیجئے زیادہ عور و فکر کی ضرورت نہیں کیونکہ
یہ خیر خواہ زتراز قیاس و گماں و خیال و وہم ہوں اس کا حال ہم سا ہم بیسے صاحبان
کشف و کرامات ہی سے معلوم ہوسکتا ہے لیکن آپ کی تسویش دور کرنے کے لئے
فی الحال اتنا عرض کردیتے ہیں کوئی حرج نہیں کہ جس گوہر مقصد نکے لئے آپ اسقدر
بیتاب ہیں اس کا حصول اب دایرۂ امکان سے باہر نہیں رہ لیکن یہ سکر حوتی کے ہیے
آپ بتو سے پہلے ہی یہ نہ پڑئے کیونکہ میں خود آج دو دن کے لئے باہر جا رہا ہوں

میں نے ان سے اچھی طرح تمہاری غیبت کر دی ہے۔ اس لئے پوری تیاری کر کے آنا مقابلہ ہوش کھو دینے کا ہوگا، ہوش میں رہنے کا نہیں!

کرم گسترا! آج سے ایک ہفتہ قبل الہ آباد کی ایک تحریر سے (یہ نہ پوچھئے کہ تحریر کس کی تھی) مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ میر صاحب ہجرت کر کے کہیں جا رہے ہیں اور آپ بھی رسم وداع ادا کر نے لکھنؤ تک تشریف لا رہے ہیں۔ خوش نصیب سرزمین لکھنؤ کہ ایسے زبردست مجاہد "مجاہد فی الدین" کے قدم چومنے کا شرف اسے حاصل ہوا لیکن آپ جو اہتمام چاہتے ہیں وہ میرے بس کی بات نہیں۔
آپ شوق سے میرے یہاں قیام فرما سکتے ہیں لیکن قبلہ میر صاحب کی مہمانداری ان کے شایانِ شان مجھ سے ممکن نہیں۔ ان کے زہد و تقدس کا مجھے اعتراف ہے، میں یہ بھی جانتا ہوں کہ دوست رکھنے والے انسان ہیں لیکن یہ رات بھر کی ہو حق میری برداشت سے باہر ہے۔ علاوہ اس کے ایک بات اور بھی ہے وہ یہ کہ آجکل میرے ایک دوست میرے ہی مکان پر رہتے ہیں اور بہت سویرے اٹھ کر ریاض کرتے ہیں۔ ممکن ہے میر صاحب کی شب بیداریوں میں ان کی موسیقی حائل نہ ہو لیکن ہو سکتا ہے کہ ان سے گانے میں کوئی حرج واقع ہو اور یہ مجھے کبھی گوارا نہ ہوگا۔
معاف فرمائیے میں نے صاف صاف اسلئے لکھ دیا کہ آئندہ کوئی بدمزگی کی صورت پیدا نہ ہو اور آپ مجھے ترکِ دوستی کی دھمکی دینے پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ میں کسی اور مکان کا انتظام کر دوں اور ان کے دوران قیام میں جتنے مصارف ہوں

کی طبعی کی ایسی زبردست مثال ہے کہ دہ محسن کش توجیہ کیا لیکن میں ترم سے
آسمان ہوا جاتا ہوں آپ ہی بتائیے میں کیا کروں بامناسب ہو تو مجھے اجازت
دیجئے کہ ان حضرت سے مل کر پوچھوں کہ یہ آخر ان کو سوجھی کیا تھی۔ اور جو کچھ وہ کہیں
اس سے آپ کو مطلع کروں

ہر چند میں جانتا ہوں کہ وہ کوئی معقول بات نہ کہہ سکیں گے اور برائی کے لئے
کوئی معقول توجیہہ ہو بھی کیا سکتی ہے تاہم اس سے یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ مجھے ملامت
کرنے کا موقعہ مل جائے گا اور یہ الجھن کچھ کم ہو جائے گی

فتنۂ دوراں خط ملا ہر چند میں جانتا ہوں کہ تم یہاں کس بری نیت سے آرہے
ہو لیکن یہ بھی تو نہیں جانتا کہ تمہیں آنے سے باز رکھوں بہرحال آؤ اور آ کر فتنے
ڈھاؤ

گرچہ می دام نگاہت فتنہ است اما چہ باک

مگر یہ تو بتاؤ کہ "پیر و مرشد" کا ذکر اس قدر مایوسی کے ساتھ کیوں کیا گیا۔ تم کو
معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ ہمارے میکدہ کا سب سے پرانا "شمع" ہے اور شراب عشق رانی
ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ رسا ہو جاتی ہے۔ اور پھر یہاں تو ابھی معاملہ "مرد پیر دیر
دمال" کا بھی نہیں ہے جس وقت وہ داڑھی صاف کرا کے، بالوں میں صابن لگا کر
موچھوں کو لسٹک سے نوکیلا سا کر بیٹھتے ہیں اس وقت دیکھو کیا عالم ہوتا ہے وہی
دلکشی وہی رعنائی وہی ولولہ دربائی، وہی دیکھا ہوا شباب وہی ٹپکتا ہوا شباب۔

کرنے اور اس کے بھلا دینے کو جی چاہتا ہو ایسی باتیں کرنا کہاں تک مناسب ہیں۔ تم کو لڑکپن میں ایک طرف حجام تمھاری سر خراشی کیا کرتے تھے اور دوسری طرف مولوی تمھاری دماغ خراشی کیا سمجھ سکتے ہو کہ خدا اگر ہے تو وہ منطقی حدود سے بالاتر ہے۔

تمھاری سمجھ میں یہ بات کبھی نہیں آسکتی کہ خدا کو سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر ہے تو اس کے لئے نہ فلسفہ چھاننے کی ضرورت ہے نہ الٰہیات کی کتابوں کی۔ مختلف حالتوں میں مختلف کیفیات کرتے ہیں مختلف دلائل اس کے پیش کئے جا سکتے ہیں، مثلاً آجکل تم مجھ سے پوچھو تو میں بلا تامل کہدوں گا کہ خدا کے وجود کی اس سے زیادہ مستحکم دلیل اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ اس نے عورت پیدا کی، شراب پیدا کی، اور ماش کی دال۔ مگر میں جانتا ہوں کہ یہ بات تمھاری سمجھ میں نہ آئے گی۔ اچھا یہ موسم گزر جانے دو، یہ کالے کالے بادل ختم ہو جانے دو، اس کے بعد غور کرو نگا کہ خدا کس صورت میں میرے سامنے جلوہ گر ہوتا ہے۔

صدیقی۔ ابھی ابھی مکرمت نامہ ملا۔ پڑھ کر سخت حیرت ہوئی۔ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ ... کی طرف سے اس قسم کی شکایت آپ کو پیدا ہو سکتی ہے نہ اس لحاظ سے کہ ان پر آپ کے احسانات ایسے معمولی نہیں کہ وہ کبھی سر اٹھا سکیں، بلکہ اس خیال سے بھی کہ آپ سے منحرف ہو کر وہ سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے آپ نے جس محبت و دلسوزی سے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے وہ آپ کے اخلاق

آگیا ہے اور۔

کوئی دل گرفتہ گماں اور ہے
ہم نے ایسے ہی میں چھائی اور ہے

کہا جاتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز میں تدریج ہے، لیکن میں کیا دیکھتا ہوں کہ مشاہدات
تیب کے درمیان کوئی ایسی منزل نہیں جہاں انسان ایک لمحے کے لئے بھی ٹھہر کر یہ
غور کر سکے کہ کیا چیز ہاتھ سے جا رہی ہے اور کیوں
اکبر الہ آبادی کہتا ہے،

دنیا کی کیا حقیقت اور ہم سے کیا تعلق
وہ کیا ہے اک تماشہ ہے ہم کیا ہیں اک نظر میں

اس شعر کی حقیقت اب سمجھ میں آئی ہے ہر چند دنیا کو اک تماشہ کہنا صرف
اپنی حقیر فرصت نگاہ کے لحاظ سے ہے، ازروئے حقیقت، تاہم وہ جز جو اپنا حصہ
نہیں کسی کا بھی نہیں۔

بہر حال اب یہ دور بھی ختم ہو رہا ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کیسے کب ایک سر
سے مل جائیں آپ کو دیکھنے کی آرزو تو خیر اب کیا پوری ہو سکتی ہے لیکن غنیمت
ہے اگر کبھی کبھی اس آرزو کے اظہار ہی کی فرصت نصیب ہو جائے

سوچی جس وقت میری طبیعت کھلنڈرے پن کی طرف مائل ہوا اس وقت
مجھ سے سنجیدہ باتیں نہ کیا کرو بھلا ایسے زمانہ میں جبکہ خدا کی شان عقیدہ کریمی پر اعتماد

جس کے خلاف کرنا نہیں زنار کھول سکے، لیکن میں اپنے دل کو کیونکر سمجھاؤں جو آپ کی
طرف سے کسی قسم کی بے اعتنائی کا یقین کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا۔
میں کہتا ہوں آپ نے ٹال دیا دل کہتا ہے کہ یہ ممکن نہیں۔ میں پوچھتا ہوں معمول
مقصود میں پھر اتنی دیر کیوں ہے، وہ کہتا ہے، قسمت!
میں کیا دنیا میں کسی کے لئے بھی "مایوسی" کوئی نئی چیز نہیں، لیکن آپ کی طرف سے
مایوسی یقیناً میرے لئے بالکل نئی چیز ہے اور نہیں کہہ سکتا کہ اس کا عادی ہونے کیلئے
مجھے اور کتنی تمنائیں آپ سے، البتہ کرنا پڑیں گی۔ بہرحال ایک بار پھر عرض کرتا
ہوں کہ

دستے بہ دستگیری من ز آستیں بر آر

اور نتیجہ کا منتظر ہوں۔

مصدر لطف و کرم۔ عطوفت نامہ پہونچا، آنکھوں سے لگایا۔ اللہ اللہ ایک زمانہ
تھا جب ہر وقت کی حضوری حاصل تھی اور کامرانی کا یہ عالم تھا کہ ۔۔ "جس وقت آنکھ
کھل گئی دیدار ہو گیا"۔ یا اب یہ دورِ محرومی کہ مہینوں گزر جائیں اور آپ یہ بھی نہ
پوچھیں۔

سعدیا بر تو چہ رنج ست کہ بگذاشت ۔ ۔

آپ پوچھتے ہیں کہ حال کیسا ہے، شاعرانہ جواب تو صرف یہی ہو سکتا ہے کہ
"پوچھنا اب ہمارے حال کا کیا" لیکن حقیقت یہ ہے کہ زندگی کی محرومیوں سے جی تنگ

مادہ ء ارکو سراب کا خیال۔ آنسے، محال ہے تم میں مٹھ کر ملا ملول تو ہو گیا لیکن سراب
رہ سکا   یقیناً ست مضحکہ خیز خیال ہے، لیکن اس اعتماد و توق کو دیکھو جس نے
شاعر سے یہ شعر لکھوایا سہرحال میں تم سے متفق تو نہیں ہو سکتا لیکن تمھاری مخالفت
کر کے ایسی حال کو حداب میں مبتلا کرنا بھی مجھے گوارا نہیں اس لئے سواء " درست و
بجا" کے اور میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

تمھاری دنیا تمھارا شباب ہے اور میری دنیا وہ جو شباب کھونے کے بعد
حاصل ہوئی ہے تم اس دور سے گزر رہے ہو جس میں صرف حال ہی حال ہے،
میں اس منزل میں ہوں جہاں یاد ماضی کے سوا اور کچھ نہیں ایسی جو چیز تمھاری
کارگاہ ہے وہ میرا "تخیل کدہ" ہے، تم زندہ ہو اور میں صرف زندگی کا خواب
دیکھ رہا ہوں مجھے تو یونہی سرگرمیاں رہنے دو۔ تمھاری کامیابیوں سے خوش
ہوتا ہوں اور ان کے قیام و دوام کا متمنی ہوں اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے میں
اگر عملاً تمھارا شریک نہیں تو نہ ہوں، ملا سے، اگر اصولاً میں تم سے متفق نہیں تو یقیں
اس کی شکایت کیوں ہو۔ خاردار سے دامن کشاں گزر جانے کا سلیقہ جن کو حاصل
ہے، وہ کیوں کانٹوں سے الجھیں۔

حضرت۔ میں قیامت تک ماننے کے لئے تیار نہیں کہ آپ کوشش کریں اور
ناکامیاب رہیں صاف صاف یوں کیوں نہیں کہہ دیتے کہ مجھے کیا غرض پڑی ہے
پرائے پھٹے میں پاؤں ڈالوں۔ دنیا کے اصول کے مطابق یقیناً یہ عذر ایسا نہیں

اس بات میں شک نہیں کہ تربیت کا ایک اہم جزو نگرانی و نگہداشت ہے لیکن ہر ایک کی نفسیاتی "رواداریوں" کو نظر انداز کرنا بھی درست نہیں۔ آپ نے اخلاقیات کا ایک خاص نظریہ قائم کر رکھا ہے، میری آئیڈیا سے اس کا مخالف ہونا ہی تھا اور اسی لئے جب آپ نے یوسف گم گشتہ" کی آزادیوں کا ذکر کیا، تو میں مسکرا کے ہنس کر ٹال دیا۔ لیکن آپ کی سختیاں برابر بڑھ رہی ہیں یہاں تک کہ "مدیرہ" (یوسف گم گشتہ) نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر ہی دیا۔ تاہم ابھی وقت ہے اور اگر آپ رواداری کے لئے آمادہ ہوں تو میں کوئی تدبیر اختیار کروں۔

جان نیاز۔ جو کچھ تم کہتے ہو بالکل درست ہے اس لئے نہیں کہ تمہاری ہر بات پر "بجا" کہہ دینا میری خو ہے بلکہ اس بنا پر کہ چڑھتے ہوئے دھارے اور خس و خاشاک کا مقابلہ ہی کیا تاہم اگر تم یہ چاہو کہ "نقطۂ نظر" کا اختلاف دنیا سے مٹ جائے سو یہ ممکن نہیں۔ سیلاب کا جوش و خروش کشتیوں کو ڈبوتا ہی رہے گا اور کشتیاں یونہی ڈوبتی ہی رہیں گی۔

فلاطون کی "خم نشینی" دنیائے علم و فلسفہ کا نہایت اہم واقعہ ہے لیکن ایک شاعر کا توہین آمیز لہجہ ملاحظہ کیجئے۔ کہتا ہے۔

بہ خم نشست فلاطوں ز شرم آب نہ شد

بہ حیرتم کہ فلاطوں مشد و شراب نہ شد

کجا "فلاطوں ہو جانا" اور کجا "شراب بن جانا" لیکن خم کا ذکر ہوا اور ایک رند

لیے کوئی واسطہ نہیں۔

آپ سے ملئے اور بار بار ملئے وہ دیر آشنا ضرور ہیں لیکن بد اخلاق نہیں ہیں۔ آپ
انھیں سمجھ لیں گے تو مجھ سے زیادہ ان کی تعریف کریں گے۔

ایک عادت ان میں ضرور ایسی ہے جو آپ کے لئے تکلیف کا باعث ہو سکتی ہے،
لیکن یہ کیا ضرور ہے کہ آپ وہاں جائیں، تو تسبیح و جانماز بھی ساتھ لیکر جائیں۔ وہ
اپنے گھر کو مسجد بنانے سے رہے اور آپ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے۔ بعد ازیں بہ
حیثیت انسان ہونے کے ان کا مطالعہ کیجئے، مسلمان ہونے کی حیثیت سے نہیں۔ مینار
اگر زیادہ بلند ہے تو نگاہ کو بھی اتنا ہی بلند کرنا پڑے گا، اگر آپ اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔

۷

خط پہونچا۔ دنیا کا کیا ذکر، میں خود اپنے آپ سے بیگانہ ہوتا جا رہا ہوں۔ اگر
صوفی ہوتا تو کہتا کہ "فنا فی الذات" کی منزل سے گزر رہا ہوں، مگر نہیں ہوں اس لئے
صاف صاف اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ مگر ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم کو میری اس
"گمشدگی" کا حال معلوم کیونکر ہوا۔ اب سے چھ مہینے قبل جب تم سے ملا تھا، تو کیا اس
وقت بھی ایسا ہی تھا؟ ہرگز نہیں۔ پھر چند مہینوں میں ایسے کیا اسباب پیدا ہو سکتے
ہیں کہ تم نے میرے متعلق اس بات کو باور کر لیا جو مجھے پسند نہیں۔

کہو گے یہ بھی "آشفتہ خیالی" کی دلیل ہے کہ ایک ہی سانس میں اعتراف بھی
اور انکار بھی ہو سکتا ہے لیکن کم از کم تمہاری زبان سے میں یہ نہیں سننا چاہتا
تم ان لوگوں میں سے ہو کہ جسے چاہو اپنا بنا لو۔ پھر حیرت ہے کہ "پرسش حال" میں تو

ہاں تو عرض یہ کرنا ہے کہ آپ نے جس مسئلہ کو چھیڑا ہے وہ (آپ ہی کی اصطلاح
میں) لاہوت سے تعلق رکھتا ہے، ناسوت سے یعنی بندہ سے۔ مجھ سے اس سلسلے
میں کیا عرض کر سکتا ہوں اور اگر کچھ کہوں بھی تو اس کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔
بہر حال اس باب میں خاموش رہنا ہی مناسب سمجھتا ہوں لیکن اگر اس سے
آپ نے یہ نتیجہ نکالا کہ میں مخالف ہوں تو میں اس کی بھی تردید نہ کروں گا بشرطیکہ
اس کی ذمہ داری آپ اپنے سر لیں۔ میں یہ سننے کے لئے منتظر رہوں گا کہ آپ نے
کیا فیصلہ فرمایا۔ انتقاد و تبصرہ کی غرض سے نہیں بلکہ محض اعتبار و بصیرت کیلئے

محب گرامی۔ معاف فرمائیے جواب میں غیر معمولی تعویق ہو گئی میں اس دوران
میں دو چار دن غائب رہا لکھنؤ سے نہیں بلکہ خود اپنے حضور سے سبب کوئی خاص
نہیں تھا، بلکہ وہی زندگی کے معمولی افکار و حوادث کہ اگر انھیں حیات سے علیحدہ
کر دیجئے تو جینا دوبھر ہو جائے۔
آپ نے جن کا ذکر کیا ہے ان کے متعلق میری رائے آپ سے بالکل مختلف ہے
آپ انھیں مغرور سمجھتے ہیں، میں خود دار کہتا ہوں آپ نے جو واقعات بتاتے ہیں، میں
ضابطہ و تحمل کہتا ہوں رہا ترشح خلوص و وفا، سو اس کا حال مجھ سے نہ پوچھئے، ان کے
دشمنوں سے پوچھئے۔ وہ آدمی نہیں ہے، پتھر ہے اور ہیرا بھی "کوہ نور" کے قسم کا
اس میں شک نہیں کہ تھوڑی سی پراگندگی ضرور ان کی طبیعت میں پائی
جاتی ہے لیکن اس کا تعلق نہ انھیں کے ذاتی حالات سے ہے، احباب و اعزہ سے

اتر نے کے بعد بھی اس کے احساس بیچارگی "کو تیز تر" کرتے رہیں "بام بلند" پر بیٹھنے والوں کے لئے یہ کیا ضرور ہے کہ "کوتاہ کمند" رکھنے والوں کو بھی اوپر پہنچنے کی دعوت دیتے رہیں۔ سچ ہے کہ مجھے فرصت بھی حاصل ہے اور استطاعت بھی لیکن وہ چیز کہاں سے لاؤں جو —

"نہ بزور و نہ بزاری نہ بہ زر می آید"

مطالعہ الاعتزہ والالہام سے پتا۔ آپ نے جس بات پر میرا مشورہ طلب فرمایا ہے، وہ یقین فرمائیے کہ میری فہم سے بالاتر ہے۔ میں اپنے ذہن و دماغ کے لحاظ سے نہایت معمولی انسان ہوں اور میری عقل کی پرواز میری نگاہ سے زیادہ نہیں۔ جو چیز دیکھتا ہوں وہی سمجھتا ہوں اور آپ رائے طلب فرماتے ہیں ان باتوں میں جو میرے خیال کو بھی ٹھکانا دینے والی ہیں، نگاہ کا کیا ذکر!

اس وقت تک دنیا میں مجھے صرف دو باتوں کا علم حاصل ہوا ہے ایک کا تعلق خدا سے ہے اور دوسری کا اپنی ذات سے۔ وہ یہ کہ خدا کا انکار اس کی انتہائی عظمت ہے اور یہ کہ —

مشرب پروانہ از آتش نہ از طور ہا

انا الحق، وحدانیت کا بڑا بلند مرتبہ سمجھا جاتا ہے، لیکن وہ انکار اس سے زیادہ بلند ہے۔ خدا کا انکار حقیقتاً عجز فہم کا اقرار ہے اور یہی آخری حد ہے اس کے سمجھنے کی۔

دوسری بات سے آپ خود واقف ہیں، صراحت کی ضرورت نہیں۔

سے سے مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے۔ اس کا احساس اور اگر ایسا ہو تو جوابی کہاں؟

تم کہو گے کہ یہاں بھی حساب کا تعلق تم سے ہے میں کہوں گا صرف عمل سے آسکر وائلڈ کہتا ہے کہ "اعادہ حساب کی تدبیر صرف یہ ہے کہ انسان پھر گناہ کرے دوسرے گناہ کے لئے زیادہ استطاعت درکار ہے حراب خانے در تصویر ما سلیقہ

میں حیدرآباد جاتے ہوئے تم سے ضرور ملوں گا لیکن اس وقت کے تم اس وقت کے تم نہیں اس وقت کی تصویر ای تصویر اس وقت کی تو میرے پاس ہے میرے دل میں۔

صدیقی ہیر لا ابالی طبیعت نے کیف ہے لیکن آپ نے کیف بھی نہیں کہ آپ وہاں آرائش حرم کا کل میں مصروف ہوں اور میں اندیشہ ہائے "دور و دراز" سے بھی فارغ رہوں

آپ جس اہتمام، جس شوق و ولولے کے ساتھ کلکتہ جارہے ہیں، اگر کام رے و بھی میرے لئے باعث صد ہزار رشک ہے آپ کو کیا خبر کہ بیدست و پائی کیا ہے اور انسان کو اپنے اخلاق خراب کر دینے میں اس سے کتنی مدد ملتی ہے

پاؤں میں قوت رفتار ہو اور نہ چلوں تو کوئی بات نہیں، لیکن پائے لنگ دیکھنے کے بعد آپ کا سامنے سے اٹھا اٹھا کر گزر جاؤں، قیامت ہے اظاہر ہے کہ یہ انتہائی بداخلاقی ہے لیکن یہ کہاں کا اخلاق ہے کہ آپ ایک شخص کی مجبوریوں سے واقف

میں چار صفحے سے کم کا خط آیا تو میں خوش نہ ہوں گا۔
بہ تعمیل ارشاد مصوری پرچہ بھیج دیا گیا ہے۔ مکتوبات پر آپ جو کچھ لکھیں گے وہ میری ملکیت ہوگی نہ کہ گنہگار کی اس لئے جلدی کی ضرورت نہیں، جب اطمینان ہو لکھئے گا۔ اور کبھی نہ ہو تو کبھی نہیں۔

تمہارا خط ملا۔ کس قدر ظلم ہے کہ میں اب سے تیس سال اس طرف ہٹ کر تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں اور تم مجھے "عشق حقیقی" کا درس دیتے ہو جسے میں آئندہ تیس سال کے بعد بھی سننا پسند نہیں کرتا۔
تم پہلے بھی باوجود کافر ہونے کے کافی مذہبی تھے، لیکن اب یہ دیکھ کر کہ خط کا آغاز تم "۷۸۶" "نحمدہ و نصلی۔ اور ہدیہ مسنون" سے کرتے ہو، میری سمجھ نہیں آتا کہ "پیر و مرشد" سے خطاب کروں یا "قبلہ و کعبہ" سے۔ معاذ اللہ! کس قدر تکلیف دہ خیال ہے کہ وہ ہونٹ جو صرف جواب تلخ کے لئے وضع ہوئے ہوں، وہ پند و نصیحت کے لئے وقف ہو جائیں۔
یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ "عشق حقیقی" کوئی چیز ہے۔ یہ "محویت" و "فنا" کی مہمل اصطلاحیں تم نے کس سے سیکھیں۔ خدا نخواستہ تم کسی کے مرید تو نہیں ہو گئے۔ میں نے تو تم میں یہ حماقت کے جراثیم کبھی نہیں پائے تھے۔ بیوقوف! یہ سب دھوکا ہے، دنیا میں اصل چیز صرف وہ ہے جسے از روئے مشاہدۂ ظاہری "میں اور تم" کہتے ہیں زیادہ خیال آرائی کی ضرورت نہیں۔ لذت وہی ہے جس کا تعلق انسان کے گوشت و خون

ہے جسے میسر نہیں تو اکثر پورا ہی کرنا پڑے گا۔
آپ کے ایک ایک شعر پر گھنٹوں آپ سے گفتگو کرنے کو جی چاہتا ہے سیکڑوں
سوال دل میں پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ حوصلے اسی وقت نکل سکتے ہیں جب
نگاہش ماس دمی مانگاہش ماحرا کردم
کی فرصت میسر آئے۔
فی الحال چند باتیں سن لیجئے:۔
(۱) حسن کی بے رخی عام ہوجانے کے بعد "ربط نہاں" کی امید کیونکر قائم ہو سکتی ہے
دوسرے مصرعہ کے لئے پہلا مصرعہ بالکل مومن کے رنگ کا ہونا چاہیئے تھا مگر اس میں
حرام زادہ "رقیب" ہی کا ذکر کیوں نہ ہوتا۔
(۲) حد عدم سے کیا مراد ہے اور گھانا درد کا حد عدم سے بڑھ جانا کس توجیہ پر مبنی ہے
شاعرانہ ہی سہی، آخر انہ سہی!
(۳) اگر تحریر میں حیا حرام نہ ہوتا تو کیا "دور ح دحشت" اور "ہستی و موت" پر گفتگو کے اہل
ہوجاتے حالانکہ سچ پوچھئے تو حیا حرام ہونے کے بعد ہی ان حیروں پر اچھی گفتگو
کرسکتے ہیں۔
(۴) آزادی کا متقابل لفظ حبس سے قید ہے لیکن فقرہ یوں ہوجائے گا "فرق قید و
آزادی" اور دو قاف کے اجتماع سے "تنافر اصوات" پیدا ہوتا ہے اس لئے تھانے
حبس کے مد کہنے میں کیا حرج ہے
اصح رہے کہ یہ صرف آپ کو چھیڑنے کے لئے لکھ رہا ہوں یعنی اگر اس کے جواب

کہ باوصف شدید ہونے کے اس میں وہ چیز بھی پائی جاتی ہے۔ جسے آپ "شیو کا رقص موت (The Death dance of Shiva) کہتے ہیں۔ میں مومن کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ اس نے خود بھی اپنے آپ کو نہیں سمجھا تھا اور شاید اس کی یہی مبارک غلطی تھی جس نے اسے "شاعر" بنا دیا ورنہ وہ صرف عاشق بنکر رہ جاتا اور بجائے اس کے کہ ہم اس سے دوسروں کی داستان سنتے خود اس کی داستان دوسروں سے سننا پڑتی۔

شاعر کی خوبی اس کا Genuine ہونا ہے۔ بڑا (Great) ہونے کے بعد وہ شاعر نہیں رہتا دیوتا ہو جاتا ہے۔ بہرحال میرے آپ کے نقطۂ نظر میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ اور یہ قائم رہنا چاہیئے۔ "من و تو" ایک ہو جانے کا جامد (Dull) فلسفہ مجھے کبھی پسند نہیں آیا۔

آپ نے اپنی تحریر میں اور بہت سی باتیں ایسی لکھی ہیں جن کو پڑھکر بے اختیار ہو ہو گیا لیکن خط اور مضمون کے فرق کو باقی رکھنا ہے اس لئے ضبط سے کام لیتا ہوں اور آپ کی تحریر کو (Document) کی حیثیت سے محفوظ رکھتا ہوں تاکہ آپسے اجازت لیکر کسی وقت اس کو شائع کر دوں اور اسی کے ساتھ جو کچھ مجھے کہنا ہے۔ دل کھولکر کہہ لوں۔

آپ نے جو غزلیں اس دوران میں کہی ہیں وہ مجھے بھیجدیجئے یہ "کیوں بھیجوں" کا معاملہ نہیں ہے بلکہ استحقاق و مطالبہ کی بحث ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آپ اسوقت تک کوئی غزل کہیں بھیجئے ہی نہیں جب تک میں نہ اسے دیکھ لوں۔ یہ میرا وہ جذبۂ رقابت

گرامی عزیز کل شام کو آپ کا لطیفہ ملا۔ سامنے کو دیکھا چمن تاموشی کی مسرتوں میں غرق ہے میں فراق سے ہمکلام ہوں اس سے زیادہ اشتراکیت سدی اور کیا ہوگی پیتا ہوا ہر لال بہرہ سے داد چاہتا ہوں، آپ سے نہیں
آپ کا خط پڑھ کر مجھے اسی کامیابی پر بہت مسرت ہوئی کامیابی یہ نہیں کہ آپ اعتقاد کو پسند کیا بلکہ صرف یہ کہ اسے پڑھکر آپ کی رگ "اعتقاد" ھی جستی میں آگئی۔ آپ کو معلوم نہیں کہ شاعر ہونے سے زیادہ نقاد ہونے کی کتنی زبردست صلاحیت آپ میں موجود ہے اکو کہ تخیل کی وہ (Instinct) جو آپ میں فطرتاً پائی جاتی ہے اس کی متحمل شاعری ہو ہی نہیں سکتی اور میاں کے لئے وہ کچھ اور وسعت چاہتی ہے پھر شاعری کے بعد میاں کی "وسعت" کے معنے سوائے اعتقاد کے اور کچھ نہیں ہوتے آپ اگر شاعری کبھی کبھی کریں اور یہ "حرکت" اکثر تو حد احاطے آپ کیا قیامت ڈھائیں
آپ نے مومن میں بعض چیزوں کی کمی بتائی ہے میں اس سے متفق نہیں ہوں کثر مطالعہ فرمائیے اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جو آپ کہتے ہیں نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ وہ کچھ ہے جسے شعر مطلق (Absolute Poetry) کہتے میں حسن مطلق کہیں نہیں اس کو آپ جانتے ہوں گے مجھے علم نہیں -
لیکن مومن کا مطالعہ کرنے سے قبل سمجھ لینا ضروری ہے کہ اس نے کن حدود کے اندر رہ کر شاعری کی ہے وہ حدود جو خود اس نے متعین کئے ہیں، وہ نہیں جو ہم چاہتے ہیں یقیناً اس کی شاعری وہ نہیں ہے جسے ہم "ہم آہنگ لاہاہیت" (In tune with the infinite) کہہ سکیں لیکن اس کی عظمت اسی میں پوشیدہ ہے

سے گھبراتا ہوں اور وہ مدد ارادہ کے ساتھ کسی کو یاد کرنا منافی سمجھتا ہوں۔

آپ کو معلوم ہے کہ جب میں نماز کا عادی تھا اس وقت بھی اکثر تنہا پڑھتا تھا۔ کیونکہ اس صورت میں "بالجہر" کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ پھر اب کہ ان تمام مراسم ظاہری سے گزر چکا ہوں، اور "بتوں کی یاد" ہی نے "خدا کی یاد" ترک کرائی ہے، کیونکر اس اصول کو ترک کر سکتا ہوں۔

ان سے کہہ دیجئے کہ جان لینے والے اور جان دینے والے میں بہت فرق ہے وہ سب کا محتاج ہے اور یہ کسی کا نہیں "تقاضا ہے مجھے" کا بار بار ذکر ممکن ہے اس لحاظ سے ضروری ہو کہ اس "سر بر ش تیغ جفا" کی دھاک بیٹھتی ہے۔ لیکن وہ جو اسے "دریائے بیتابی" کی صرف ایک "موج خوں" سمجھتے ہیں، ان کو اس طرح مرعوب کرنا ممکن نہیں۔

اول تو میں آپ سے خفا نہیں، اور ہوں بھی تو کس گھمنڈ پر؟ ایاز ہوں اور اپنی قدر پہچانتا ہوں۔ میں اگر جان دیتا ہوں تو صرف اس لئے کہ مجھے جان دینا آتا ہے نہ اس لئے کہ واقعی کوئی جان لینے والا بھی ہے۔

آپ بھی کس کی باتوں میں آ گئے؟ ان سے کہئے جو کچھ کہنا چاہتے ہیں خود کہیں، آپ کو کیا خبر میں جانتا ہوں کہ اس غم کی تہ میں کتنے قہقہے چھپے ہوئے ہیں۔ اور "عدم یاد آوری" کی یہ شکایت صرف اس لئے ہے کہ میں ان کے بھول جانے کی عادت کو نہ بھول جاؤں۔

—

محترم

اس میں کلام نہیں کہ بغیر فارسی لٹریچر کا مطالعہ کئے ہوئے اردو لکھنا پڑھنا نہیں آسکتا میں دلی زبان سے انہیں عربی کا بھی اضافہ کروں گا، کیونکہ فارسی ادب کے محاسن کو سمجھنا بہت کچھ موقوف ہے عربی جانے پر

آپ کے اس ذوق سے میں بے خبر تھا لیکن وہ شعر کی حیثیت اختیار کرلے گا اس سے یقیناً بے خبر تھا آپ کا وجدان صحیح جو رہبر رہا ہے، مجھ سے یا کسی سے رائے لینے کی ضرورت نہیں لیکن چونکہ آپ نے دریافت کیا ہے اس لئے عرض کروں گا کہ آپ فی الحال سوائے غالب کے کسی اور طرف توجہ نہ فرمائیے

حسن بلاغت اور شوخی پر آپ جان دیتے ہیں وہ سوائے غالب کے کہیں نہ ملیگی اور پھر اسی کے ساتھ "فارسیت" کا وہ عالم کہ ہر صفحہ "ایران زار" نظر آتا ہے۔ نزاکت خیالی اس میں شک نہیں کہ بیدل کا حصہ ہے لیکن اس میں یہ لطف زبان کہاں؟

جب تک آپ جوان ہیں "خرابات غالب" نہ چھوڑیئے، انحطاط عمر میں البتہ "مصحف بیدل" سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

میری نہ کہئے، یہاں ہر بات الٹی ہے جب جوان تھا تو بیدل پر جان دیتا تھا اب زمانہ انحطاط میں غالب سر دھنتا ہوں اس سے یہ نتیجہ نہ نکالئے گا کہ مجھ پر بڑھاپے میں دوبارہ جوانی آئی ہے بلکہ یہ کہ میں جوانی میں بھی بوڑھا تھا

عزیز گرامی۔

آپ کا یہ خیال درست نہیں کہ مجھے ان کا خیال نہیں، ہاں، یہ ضرور ہے کہ موجودہ سیاست

کراچی ۔۔۔ اگست

برق یمانی بہ جست ۔ باد بہاری بخاست،
طاقت مجنوں برفت خیمۂ لیلیٰ کجاست
خدا کے ملئے آئیے یا مجھے بلا لیجئے۔ "ہاتھوں میں اگر دم نہیں آنکھوں میں تو دم ہے"

کرم گستر!
گرامی نامہ ملا۔ معاف فرمائیے جواب غیر معمولی تعویق سے جا رہا ہے سبب پوچھئے یوں ہی کچھ بیہودہ سی الجھنیں تھیں۔
بیشک ہمارے (اردو فارسی) دونوں میں "بات کرنے کو" "پھول جھڑنا" سے تعبیر کرتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں کہ فارسی میں اس کے علاوہ اور کوئی تعبیر نظر نہیں آتی۔ سعدی کا شعر ملاحظہ ہو ہے۔

بست بدیدم دہانم بیوفتاد از چشم
سخن بگفتی و قیمت برفت لولو را

علاوہ اس کے فارسی کا یہ مشہور فقرہ آپ نے سنا ہوگا "خوش گفتی و رسفتی" الغرض بات کے لئے "گل افشانی" اور "گوہر افشانی" دونوں استعمال کئے جاتے ہیں۔ آپ اردو میں ملاحظہ اس خیال کو ادا کر سکتے ہیں۔ اس کا تعلق محاورہ سے نہیں بلکہ استعارہ سے ہے۔ امسال ستمبر میں دارجلنگ جانے کا ارادہ ہے یا پھر بقدر علم زیادہ سے زیادہ شملہ

کہ میں خاموش رہوں چنانچہ میں خاموش رہا اور وہ دو تین نمبروں سے زیادہ
چل نہ سکا
آپ نے جو مناظرہ یا مکابرہ شروع کیا ہے اسے میں اس لحاظ سے بالکل نادرست
قرار دیتا ہوں کہ آپ خواہ مخواہ دشمن کو اہمیت دے رہے ہیں۔ وہ اس قابل کہ آپ
اس سے مخاطب ہوں اور یہ مسئلہ ایسا ضروری کہ آپ کا قیمتی وقت اس میں ضائع ہو
علاوہ اس کے معاف فرمائیے جو انداز گفتگو آپ نے اختیار فرمایا ہے وہ کبھی آپ کے
شایان شان نہیں حسن دھاتاک کے ساتھ موتیوں کو بہہ جاتے ہوئے کبھی نہیں
دیکھا گیا آپ کیا کر رہے ہیں ؟

—

جان بہار
حسن کے خیال سے روح اہتزاز میں آجائے اس کی تحریر دیکھ کر کیا کیفیت ہوئی
ہوگی، اس کا اندازہ میرے بس کی بات بھی نہیں، آپ کا کیا ذکر ہے۔
دنیا کی اور بہت سی نعمتوں کی طرح حسن کو دیا اور دوڑا چھین لیا قدرت کا
معمولی مشغلہ ہے آپ کو کبھی میں ہاتھ سے کھو چکا تھا اور عرصہ ہوا آنسو خشک کر کے
ٹھہر رہا تھا لیکن اس کو آپ کی تحریر نے پورے بیس سال پہلے کی دنیا میرے سامنے
پیش کر دی ہے خدا را آپ ہی بتائیے کہ رہا سکے اس تفاوت کو کیونکر مٹا دوں۔
وہ آپ کے نرم مبارک ہاتھ اور وہ میرے دل کی مسلسل دھڑکن وہ آپ کا
منتظر رہنا اور وہ میرے گرم گرم آنسوؤں کا رکنے والا سیلاب اسے یہ آپ نے

تہذیب کی ضرورت ہے۔ آپ میرے دوست نہیں بن سکتے نہ بنیے، عداوت ہی سہی لیکن خدارا پہلے یہ تو سمجھ لیجئے کہ اس کے آداب کیا ہیں۔

دشمن سے انتقام لینے کا ایک عام طریقہ مقرر ہے کہ اس کے اخلاق کو مکروہ ثابت کیا جائے۔ لیکن اگر اسی سلسلہ میں ہم خود اپنی بداخلاقیوں کو بے پردہ کر دیں، تو دنیا کیا سیکھ گی؟

اس لئے قبل اس کے کہ آپ دوسرا قدم اٹھائیں غور فرمالیجئے کہ آپ نے اپنے "خصم" کو رسوا کرنے کے لئے جو انداز اختیار کیا ہے وہ کہیں اسی قسم کا تو نہیں۔ دوسرے کو غیر سنجیدہ ثابت کرنے کے لئے اپنی سنجیدگی کھو بیٹھنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

یہیں لکھنؤ سے ایک رسالہ حال ہی میں شائع ہوا تھا۔ اس کے موجد و مخترع کو آپ بھی جانتے ہیں وہی "سیماہم فی وجوہم"۔ اس کی اشاعت کا مقصد صرف مجھ کو "ذلیل" کرنا تھا۔ چنانچہ پہلے ہی پرچہ میں ایک مستقل مضمون میرے متعلق تھا۔ اس میں تھا تو وہی میرے کفر و الحاد کا رونا لیکن تھوڑی سی جدت کے ساتھ یعنی یہ کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اس سے مقصود صرف "کاروبار کی رونق" ہے گویا خدا سے انحراف کرنا بھی کوئی ایسی چیز ہے جس سے فلاح انسانی متعلق ہو سکتی ہے! بعض احباب نے اصرار کیا کہ میں جواب دوں لیکن چونکہ "خزف ریزہ" کی اوقات اتنی ہی ہے کہ انسان اس کو ٹھکراتا ہوا خاموش گزر جائے، اس لئے میں نے کوئی توجہ نہیں کی۔ میں جواب دیتا تو اس کی اہمیت بڑھ جاتی اور ہزاروں آدمیوں کے کانوں تک اسی کا نام پہونچ جاتا وہ مجھے چھیڑ کر یہ کاروباری فائدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پس اس صورت میں آدابِ دشمنی کا اقتضا یہی تھا

لیکن حسداکی حدائی اس کا ہیجہ میں کبھی۔ آئے گی پھر خالق مخلوق کے اس تعلق کو کہ وہ انکا ر سے متاثر نہیں ہوتا اور یہ اقرار پر محمول نہیں مٹا دیجئے تو دیا رہے گے قابل۔ رہے اللہ اللہ آزادی بھی بڑی نعمت ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ تصدیق ایمان اور بس ضروری ہے کہ رہنما مدیری کا نہیں بلکہ انتہائی حوش سلیقگی کا ہے

مذہب کی ساس مداخلاق کی گنجائش ہو تو ہو لیکن یہاں سب سے پہلے ہی سوال ہوتا ہے۔

وردوں درہیہ کردی کہ دردوں سماء آئی

کہنے میں کہ تصوف بھی رندی ہی کی ایک شاخ ہے لیکن میں اسے صرف شاعری کہتا ہوں اور شاعری بھی مولانا ناسخ رحمۃ اللہ علیہ کی کیونکہ صوفی کہا ہے کرتا نہیں اپنا مدعا ترانات میں عمل کے سوا سب حرف باطل ہے۔

غالب کا یہ شعر تو آپ کو یاد ہوگا لیکن پھر سنا ہوں کہتا ہے

سنگ وخشت از مسجد ویرانہ می آرم بہ شہر
خانہ در کوے ترسایاں عمارت می کنم

۔ وہ ترانیں میں حسن رحدا کو بھی پیار آتا ہے لیکن اہل تقصف اس تعریح بھی جائز نہیں سمجھتے ان کے نزدیک گویا کائنات نام ہے قدرت کی "شکستِ مینائی" کا۔

قسطہ۔

دنیا میں ہر چیز کے کچھ آداب مقرر ہیں یہاں تک کہ دشمنی کرنے کے لئے بھی خاص

داد خواہش دوں لیکن جس وقت یہ دیکھتا ہوں کہ اس مقصد کے حصول کے لئے کیسی کیسی قربانیاں پیش کرنے کی ضرورت ہے، تو اپنی بیکسی و بیچارگی کے ساتھ میری محبت اور بڑھ جاتی ہے۔

میں ناشکرگزار نہیں ہوں لیکن میری التجا یہی ہے کہ کسی ایسی بات پر مجھے مجبور نہ کیجئے کہ آخرکار خود مجھے اپنی اوقات سے نفرت ہونے لگے۔ آپکی دل پرسی کا مکرر شکریہ۔

صدیقی۔ نامۂ خلوص کا شکریہ۔ آپ نے اپنی "کاوش ذہن آزما" کی صراحت نہیں کی، لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ ایسے ذہین نوجوانوں کے دل میں کیا ہیجان و تلاطم رہا رہتا ہے۔

"گزر چکی ہے یہ فصلِ بہار ہم پر بھی"

دیکھئے آپ صحیح و تندرست ہو چکے ہیں اور اب اپنی بیماری کا ذکر اس طرح نہ کیجئے گویا آپ کسی گناہ کا کفارہ ادا کر رہے ہیں۔ زندگی نام صرف جوانی کا ہے اور شاید جوانی کا بھی، پھر وہ جتنی زیادہ گریزپا ثابت ہو اتنی ہی زیادہ عزیز ہونی چاہیئے۔ خیام کا فلسفہ مجھے اتنا زیادہ پسند نہیں جتنا اس کا عمل (اگر واقعی بھی اس نے بادہ خواری کی تھی) اسلئے

دراں مقام کہ ساقی قدح بگرداند
چرا سخن رود از خضر و آبِ حیوانش

جب تک تعلق کاروبار فطرت سے رہے میں شاعری کا زیادہ قائل نہیں لیکن ایک ذرا باقیانہ روح اپنے اندر پیدا کیجئے پھر دیکھئے کہ مادر زادیت سوائے شاعری کے اور کیا

پہلے وہ کسی اور سے یہاں محبت کر چکی ہے اور حق المقدور وہ اسے نباہنے کی کوشش کرے گی

پھر اگر آپ سودا صرف جسم کا کرنا چاہتے ہیں دل کا نہیں تو میں کوشش کے لئے آمادہ ہوں ممکن ہے بار آور ہو جائے، لیکن یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کا گھر بسا سکوں نہ بسا سکوں اور ممکن ہے کہ یوسف بھی اس رسوائی کو برداشت نہ کر سکیں۔

یقیناً معاملہ بہت نازک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یوسف کے دل کی کیا گزر رہی ہوگی وہ جیرو ایسی ہے لیکن تمناؤں کا خون ہو جانا بھی تو کوئی سی بات نہیں سنا ہے ایک نفسیاتی تدبیر میرے ذہن میں آئی ہے۔ وہ یہ کہ آپ انہیں میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ وہ خوب سیر ہو کر دیکھ لیں ممکن ہے "نگاہِ اولیں کا عشق نگاہِ ثانی" کے بعد کچھ متاثر ہو جائے، اور اس کا بھی امکان ہے کہ نکاح ٹوٹنے کے بعد تراشے ہوئے باقی دورے ان سے کہئے کہ کچھ تو شرم آپ نام کی رکھیں ایسی بھی کیا بیباکی ہے، زلیخا ہی ہے جو اپنے اوپر جان دے

رکھے یوسف میں کہ جو زلیخا کے لئے سر مارے ہیں

گرامی صاحب والا نامہ پہنچا شکریہ مشورہ درست ہے لیکن کیا کروں،

مست نہ خوردم تنزلاد لعم را

آپ کو معلوم نہیں میں جانتا ہوں کہ اس باب میں کتنی مشکلیں مجھے عطا ہوئی ہیں کیا ہجوم افکار میں مبتلا رہا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کیا میرا جی نہیں چاہتا کہ میں بھی

مبتلا ہیں، روح کی تشنگی کو وہی چیز بجھا سکتی ہے جس نے اس تشنگی کو پیدا کیا ہے۔
پاک ہے خرقہ کہ بے ... شکوک ...

خوش ... کہ آخر آپ کو اس دور افتادہ پر رحم آ ہی گیا۔ آپ نہ سہی آپ کے
الفاظ تو ہیں۔

مالذت دیدار زپیغام گرفتیم
مشتاق تو دیدن ز شنیدن نشناسد

حقیقت یہ ہے کہ مجھے آپ کی بے اعتنائی کا اتنا گلہ نہیں ہے جتنا اپنی ... باقی
کا کیونکہ میرے پاس سوائے خاموشی کے کوئی عذر نہیں اگر آپ میرے شکوہ و شکایت
کے جواب میں یہ کہدیں کہ "گر میں نے کی تھی توبہ" "تو نا معقول۔ تجھے کیا ہوا تھا"

پھر حال میرے لئے یہ مسرت بھی کم نہیں کہ آپ کو میرے اس "رنج دوری" کا
احساس، آپ نے جس ... میری سعی چاہی ہے، وہ اس حیثیت سے کہ ... کی
"دل باختگی" اس سے متعلق ہے، یقیناً لائق توجہ ہے لیکن انجام کے لحاظ سے مجھے زیادہ
پسند نہیں۔ ان کے لئے تو یہ تعلق باعث صد ہزار شرف ہے لیکن جہاں تک مجھے معلوم
ہوا ہے سلطانہ آسانی سے راضی نہ ہوگی اور جبر و اکراہ کے ساتھ "ہاں" کر بھی دی تو
تعلقات کی شگفتگی معلوم۔

میں یہ جانتا ہوں کہ وہ "تعلیم یافتہ" ہے "تعلیم زدہ" نہیں اور والدین کی مرضی کی
خاطر وہ اپنے دل کو مجبور بھی کر سکتی ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ "یوسف" کی ملاقات سے بہت

ہوگا یہ بات آج یکسر میری سمجھ میں آئی فیصلہ کرنے والے کا ہاتھ میاں کس نے پکڑا تھا کہ وہاں چھوڑ دینے لگا پھر اس قصہ کو جانے دیجئے یہ بتائیے کہ آپ کی ان کی یکجائی کیونکر ہوگئی میں سنا چاہتا ہوں بہت لطیف داستان ہوگی۔
مجھے تو ان سے ملے ہوئے ایک زمانہ ہوگیا لیکن سنا ہوں کہ خوش ہیں اچھے ہیں آپ کو اور زیادہ تفصیلی حالات معلوم ہوں تو مطلع فرمائیے، مجھے ان سے اور ان کے واقعات زندگی سے ہمیشہ دلچسپی رہی اور رہے گی۔

اے حضرت یہ آپ میری طرف سے اس قدر مایوس کیوں ہیں
جسم ہماں' فرصت دیدن ہماں ا
مجھے یاد کر کے تو دیکھئے اس طوفان آب و رنگ سے کون ہے جو ایمان سلامت لے آئے گا، اس کی گلی میں جانے کے لئے کون ایسے "دین و دل کو عزیز رکھے گا مگر میں جب جانتا ہوں یہ سب جی جلانے کی باتیں ہیں ورنہ آپ
دشمن کے ساتھ صرف کریں رسم و راہ میں
شاہ صاحب کا حال سن کر بہت ملال ہوا انا للہ، وہ حرم جہاں سوائے رندان باصفا کے اور کسی کا گزر نہ تھا، آج وہاں 'حرقۂ سالوس' کی حکومت ہے۔
حسرت آتی ہے کہ کیا تحسار ویران ہو گیا
دیکھئے تاریکیں یوں ہی تو غلط مرتب ہو جاتی ہیں، اخلاق حراب ہوگا ان کا بس صحت ہے اور دنیا سمجھے گی کہ ان کو سانپ کیا زندی سے ملیں تو کہہ دیجئے کہ آپ کس دھوکے میں

کی پوری توقع تھی لیکن اس کا کیا علاج کہ اپنی حماقت سے انھوں نے تمام بنا بنایا کھیل بگاڑ کر رکھ دیا۔

اگر اس کے بعد بھی آپ مجھے موردِ عتاب قرار دیں، تو یہ آپ کی مجبوری ہے۔ اور کیا کہہ سکتا ہوں۔

کرمی، آپ نے بھی کس ظالم کا ذکر کیا۔ مجھ سے پوچھئے کہ وہ حضرت کیا ہیں اور کیا نہیں۔ ان کے انسان پیدا ہونے میں کلام نہیں لیکن ایک بے روح انسان۔ جسکی تنہا مسرت زندہ چیزوں کو کچل کر گزر جانا ہے۔ اب کیا بتاؤں میں۔ کیسی کیسی بیدردیاں اس شخص کی دیکھی ہیں۔ آپ کو وہ ہستی یاد ہو گی جو اپنی صحت، اپنی مسرت، اپنی زندگی اور اپنا وہ سب کچھ (جس کا سودا کونین کے عوض بھی گراں تھا) اسپر قربان کر چکی تھی پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ جس وقت وہ نزع کے عالم میں تھی تو ان کی بے نیازیوں کی کیا کیفیت تھی۔

ایک دن میں نے کہا کہ "پھول کی پنکھڑیاں توڑ ملنے کے بعد انھیں جمع کر کے آپ پھر پھول نہیں بنا سکتے" بولے کہ "چمن میں جب تک پھولوں کی پیداوار بند نہیں ہوتی، اس پر غور کرنا حماقت ہے"!

آپ اسے ذہن انسانی کی گمراہی بتاتے ہیں، میں قدرت کی ستم ظریفی کہتا ہوں، اور خدا کو نہ ماننے والے اس کو "عدمیت" کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

اندھیرے ظالم کا ظلم جاری ہے اور اس کی کوئی سزا نہیں، مظلوم کی کراہوں سے فضا گونج رہی ہے اور کوئی سننے والا نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ دوسری دنیا میں

تکمیل کی ملندی، میاں کی مدرس امداد سال کا اچھوتا پاس ارکسوں کی چینی ہموار آدمی تو آپ کو بہت ملے گی لیکن وفاداری جو سرل کی جان ہے ستعدی کے سوا کہیں نظر نہ آئے گی

صدیقی عتاب نامہ ملا حیراں ہوں کیا کروں آپ معذرت سنتے ہی رہے اور میں الزام تسلیم کرنے سے وہ آپ کے دعوائے درد، ئی کے منافی ہے اور یہ میری خودداری کے خلاف پھر گتھی سلجھے تو کیونکر ؟ ایک تدبیر مرے ذہن میں آئی ہے آپ اسیر کار بند ہوں نامہ ہوں لیکن اس لینے میں کیا حرج ہے

آپ ایک خط رشید صاحب کو لکھئے ظاہر ہے کہ ان سے زیادہ بیزار تمہیں کوئی نہیں اور انھیں سے پوچھئے کہ قصور کس کا ہے میرا ایمان ہے کہ ان کی معصومیت کو آپ نامعی کا ایک مسلمہ مسئلہ مانتے ہیں

میں نے ان کو خط لکھا انھوں نے جواب نہ دیا آدمی بھیجا کوئی توجہ نہ کی خود گیا مگر باوجود وعدہ تشریف نہ لائے اب بتائیے کیا کرتا میں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ نواب صاحب پرسوں چلے جائیں گے اور کل کا وقت مقرر ہو چکا ہے لیکن صبح سے دوپہر تک انتظار کرتا رہا، تشریف نہیں لائے

مجھے جستجو ہوئی کہ کیا بات ہے معلوم ہوا کہ وہ اس سے قبل خود براہ راست ملنے چلے گئے تھے، اور وہاں سے مایوس واپس آئے پھر سب کا منھ بیکر جاتے اور ای اس حقیقت کو مجھ پر کیونکر ظاہر کرتے کیا بتاؤں کیسا افسوس ہوا اب میں تمام مراحل روانی طے کر چکا تھا اور کیا ہے

اسی بحر کا ایک اور شعر سن لیجئے۔

برق یمانی بجست، باد بہاری بخاست،
طاقت مجنوں برفت، خیمۂ لیلیٰ کجاست۔

غزل کے شعر کی خوبی کا معیار یہ ہے کہ اس کا مطلب بیان نہ ہو سکے۔ سعدی کے ان شعروں کا مفہوم بیان کرنے کی کوشش کیجئے تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ہم کسی نازک آبگینہ کو ٹھیس پہونچا رہے ہیں۔ اس "سراپا رہین عشق و ناگزیر الفت" کے دو چار شعر اور سن لیجئے۔

نہ من از فتادہ تنہا بہ کمند آرزویت — ہمہ کس سر تو دارد تو سر کدام داری

بانہ کہ تو خود روزے از ما خبر بپرسی — ورنہ کہ برد ہیہات از ما بتو پیغامے

ہر گہ می بنالم از بار غمت می گوید — سعدیا بر تو چہ رنج ست کہ بگداختۂ

آخر من و تو نہ دوست بودیم — عہد تو شکستی و من ہمانم

لازم ست احتمال چندیں درد — کہ محبت ہزار چندیں بود ست

گفتی چگونہ زیستی و زندہ می کنی — از یک نگاہ کشتی و جائے دگر زدی

رائے کیا آپ سے عالیہ حقیقت پوشیدہ ہوگی کہ میں قدامت پرستی کا دشمن ہوں لیکن اسی کے ساتھ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ جس حد تک تغزل کا تعلق ہے میں قدامت کا پرستار ہوں

نظیری، حافظ اور عرفی اس میں شک نہیں کہ غزل کے بادشاہ ہیں، لیکن ان کی تنہائیوں اور پچھلے پہر کے سکوت میں، سوائے سعدی کے مجھے کوئی یاد نہیں آتا سعدی سرادشعراء میں خسرو کے تغزل کا اسی لئے دلدادہ ہوں کہ اس کے کلام سے بھی دبی ہوئے جوشدلی آتی ہے

یوں ادب و اساتذہ میں مراد دقیق کائی دقت پسند ہے، لیکن غزل میں جہاں کوئی اشکال پیدا ہوا اور مجھے الجھن ہوئی صاف وسہل الفاظ الجھا ہوا مدار ماں، شگفتہ ترکیبیں۔ یہ ہیں ایک غزل کی خصوصیات اور فارسی شعراء میں سعدی کے یہاں یہ رنگ انتہا ہی رچا ہوا ہے جیسا اردو میں میر کے یہاں

محبوب کے لئے جان دے دینا بہت عامۃ الورود خیال ہے اور شعراء نے طرح طرح سے اس کو بیان کیا ہے لیکن سعدی کی سادگی ملاحظہ ہو

> ہمیں حکایتے روزے بدوستاں برسد
> کہ سعدی از پئے جاناں برفت جان دادست

نسلی دشمنوں کی تلمیحات کے سلسلہ میں ناقہ و محمل کے متعلق شاعروں نے اچھے اچھے مضامین اختراع کئے ہیں لیکن سعدی کا جذبہ بیتاب دیکھئے۔

> مدارائے ساربان محمل برانے ——— کہ عہد وصل را آخر زمان ست

دیکھو آئندہ کسی ایسی جسارت نہ کرنا کہ خود ہی گناہ کرو خود ہی اس کی توثیق چاہو۔

جوش میں آؤ، یہ کیا کہہ رہے ہو کوئی سنے گا تو کیا کہے گا۔ مرد پیدا ہوئے ہو تو مردوں کا سا ذات بھی رکھو۔ یہ ذرا ذرا سی بات میں عورتوں کی طرح منہ پر آنچل ڈال کر سو رہنا مجھے پسند نہیں۔

عشق منت می نہد آنرا کہ رسوائی کند

گھر کے بڑے نہ ہو تو یہ سب کچھ سہنا پڑے گا۔ اعزہ کی طرف سے یہ حسن سلوک کوئی نئی بات نہیں۔ مگر یہ نہ سمجھو کہ وہ کبھی نہیں سکتے کہ تم ان کے مربی و محسن ہو۔ ان کو بکنے دو اور دنیا کی پرواہ نہ کرو۔ اچھا کام خود اپنی جزا ہے اور انسان کا یہ احساس کہ وہ اپنا فرض انجام دے رہا ہے اس کی جزا ہے۔

اگر زندگی میں یہ خیال نہ ہوں تو دنیا رہنے کی جگہ نہ رہے۔ تم بروں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کروگے تو تم میں ان میں فرق ہی کیا رہے گا۔ کیا تمھیں وہ حکایت یاد نہیں کہ کسی حکیم سے پوچھا گیا۔

"ادب از کہ آموختی۔ گفت از بے ادباں"

آئندہ شکوہ و شکایت تم سے نہ سنوں "غنچہ شو دامن آرام بچنگ است اینجا"

کرمفرمائے بے نیازمنداں، گرامی نامہ نے معزز فرمایا۔ فارسی تغزل کے باب میں آپ سے بہتر سند اور کیا ہو سکتی ہے۔ آپ میری عزت بڑھاتے ہیں ورنہ ظاہر ہے میں کیا اور میری

آپ کی پھر با ایں ہمہ تیقنگی و بیار مدی آپ اس کو ٹائپ کر کے بھیجتے ہیں، اور آج کل ایک ایک ایسے شخص کو جسے انگریزی لکھنے کا اتنا شوق ہو، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ دوستانہ مراسلت میں ٹائپ کا استعمال خلاف تہذیب ہے۔

میں آپ کی محبت کا معترف ہوں اور شرمسار ہوں کہ ہ ادارۂ خدمات اس کا اظہار بھی نہیں کر سکتا کاش کہ مجھے آپ کی زندگی و متاہل زندگی کے مفصل حالات معلوم ہوتے تاکہ میں آپ سے زیادہ کھل کر باتیں کر سکتا، امید ہے کہ میری تحریر کی تلخی ناگوار نہ ہوگی

معقول، آپ اپنے اخلاق کے متعلق میری رائے دریافت فرماتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ

دراں دیار کہ رادی ہنور آ کجائی

تم کافر پیدا ہوئے اور کافر ہی مر دگے اس سے زیادہ اور کیا چاہئے۔ دیکھو مذاق میں سچی بات کہنا سخت خطرناک امر ہے۔ تم اس بات میں بہت آزاد واقع ہوئے ہو۔ اور میں ہمیشہ اس پہلو کو بچاتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ میر صاحب سے تمہارا جھگڑا کس بات پر ہوا پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ میں ان کے مقابلہ میں تم ایسے تیر انسان کا ساتھ دونگا وہ ملیں تو ان سے کہہ دیا کہ تمہارے متعلق میری رائے صرف یہ ہے کہ

خوئے تو الفت گداز، یار تو دشمن نواز
صلح تو دیر آشتی، جنگ تو زود آشنا

"کام" کیا ہے، کام!

بات یہ ہے کہ آزادی انسان کا فطری حق ہے اور ہر وہ بات جو آزادی سے متعلق ہو انسان کو ہمیشہ اچھی معلوم ہو گی۔ اس میں اب اور جب کی قید نہیں۔

کیا آپ کو حیرت نہیں ہوئی کہ دنیا نے "خواہم کہ دگر بت کدہ سازند حرم را" کے باغیانہ درس کو سنا اور واہ واہ کی۔

ایک تنقید اور ملاحظہ ہو۔

صد کعبہ خلیل گو بنا کن
کفارۂ بت شکستنی نیست

اس سے زیادہ پیام آپ اور کیا چاہتے ہیں۔

عزیزمن۔

اس دوران میں آپ کے دو خط ملے، ایک تصویر کی طلب میں، دوسرا سمبند کی صورت میں۔ میں نے آپ کے پہلے خط کا جواب نہیں دیا اور جو وجہ اسوقت مانع تھی اب بھی ہے لیکن اس خیال سے کہ معلوم نہیں آپ اس کی کیا توجیہہ کریں نیز اس مصلحت سے کہ اس وجہ کا علم آپ کو بھی ہو جانا ضروری ہے یہ عریضہ پیش کر رہا ہوں۔

میرے عزیز دوست، ایک جماعت کی بقا کا انحصار صرف اسکی تہذیب کی بقا پر ہے اور اس میں سب سے نمایاں چیز زبان ہے۔ حیرت ہے کہ آپ میرے ساتھ اتنی زبردست خوش عقیدگی رکھتے ہیں لیکن اس کا اظہار فرماتے ہیں ایسی زبان میں جو نہ میری ہے نہ

ہاں علیگڑھ نہیں جاسکا، طبیعت مدمرہ تھی۔ اور ڈرا تھا ہوا کہ میں وہاں ہمیں
گیا۔ محض اثبات "خود" سے کیا ہوتا ہے۔ اصل چیز اضطراب حیات" ہے سو وہ اس
قوم سے مفقود ہو چکا ہے
وصت رودست رفتہ وحسرت فشردہ ما ئے
کیا آپ سایتس میں تشریف۔ لائیں گے کام کی بات ہو یا۔ نہ ہو لیکن اپنے آپکو
کھو دینے کے لئے رنگسوں کی کمی نہیں

عزرم۔ شاعر سے مطالبہ کہ وہ کوئی پیغام بھی دیناکو پہونچائے، بالکل جدید چیز
ہے، خاصکر اس صدی میں جب کہ دنیا سبھی ہر چیز کے حدود متعین کرنا چاہتی ہے آپ کا
رمانا درست ہے کہ پہلے شاعر کو مرجوع الخلق و مسلوب الحواس سمجھ کر انسان صرف اسکی
باتوں سے رہلسا کرتا تھا اور وہ بھی جو اس کے منہ میں آتا تھا کہہ گزرتا تھا لیکن یہ سب کچھ
بیکار نہیں گیا شاعر کی یہی دیوانگی آہستہ آہستہ لوگوں میں فرزانگی پیدا کر رہی تھی۔
یہاں تک کہ زمانہ کا رخ ادھر سے اُدھر ہوگیا اور دنیا وہی کہنے لگی جو شاعر کہتا تھا
اب تو چیز ختم ہو رہا ہے اگر اسوقت بھی جب اس کا لطلس شدید عام تھا
شاعر اتنا ہی آزاد تھا پھر لوگ یہ سب کچھ سمجھتے تھے اور خوش ہوتے تھے خوش ہونا تو
معمولی بات ہے رفتہ رفتہ ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی جو اس روش پر چلتی تھی۔
آپ مانیں یا۔ مانیں لیکن میں تو یہی کہوں گا کہ اس باب میں قدیم شاعر
کی خدمات بہت عظیم الشان ہیں آپ پیام" لئے پھرتے ہیں، میں کہتا ہوں اس سے

کتنے دنوں تک میری روح بھی شامل تھی۔ الٹرالی کی توہین برداشت کرنے والے کتنے
ختم ہو چکے اور اس وقار و خودداری کے دور کو بھی ساڑھے تیرہ سو برس سے زیادہ زمانہ
گزر چکا مگر آپ ہنوز وادی یاس کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ ایسی

از شراب عیش استاد ساغر کھینچ   معقول را

تمہ شاعت و عبادت، معصوم اگر صرف یہ ہے کہ پیشانی رگڑ رگڑ کر تقدیر کے لکھے
کو مٹایا جائے تو اس کا آپ اس کے بھی قائل نہیں، وہ جیسا گیسو میرے بس کی بات نہیں،
لیکن اگر اس سے مقصود کوئی استقلال روحانی بھی ہے تو مجھے بتائیے کہ اس کا اثر
سبحہ و مصلا و ریش و دروت پر کیوں ہو؟

مرکز عشق با دو آبے عزت نیست

میں سمجھا کہ یہ بدگمانی آپ کو کیوں پیدا ہوئی۔ برسوں کے بعد آپ نے مجھے لکھا اور
ایسی صورت میں جس کی توقع آپ کو نہ تھی۔ "توقع" کا لفظ میں نے غلط استعمال کیا اندیشہ
کہنا چاہیے۔ بہتر ہے آئندہ کبھی حاضری کا موقع نصیب ہوئی تو کوشش کروں گا کہ آپ کا
جذبہ زیارت "موئے مبارک" بھی پورا ہو جائے۔

مکرمی۔ یاد فرمائی کا شکریہ، میں اس دوران میں بہت کم یہاں رہا۔ اسی لئے عریضہ
پیش کرنے میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ معذرت خواہ ہوں۔

ڈاکٹر صاحب حیدرآباد ہی میں ہوں گے۔ کئی مہینے ہوئے ایک خط آیا تھا ایران
جانے کی تیاریاں کر رہے تھے اور مجھ کو بھی "دعوت ہمراہ روی" دے رہے تھے۔ لیکن
غالباً ابھی اس ارادہ کی تکمیل نہیں ہوسکی، ورنہ ضرور اطلاع دیتے۔

ایسے شخص فہم رسا میں سادہ مادر سی پیدا ہوتے ہیں

میرے عزیز دوست ۔
آپ کی داستان درد سنکر سخت تکلیف ہوئی لیکن آپ نے کبھی اس پر بھی غور
کیا کہ جو شخص مصائب کو خود دعوت دے اسے تنکوہ شکایت کا کیا حق حاصل ہے
آپ کو یاد ہوگا میں نے پہلے ہی مطلع کر دیا تھا کہ دیکھئے اس سے بچئے ایسی مردم خور
صورت یا تو اس وقت نظر آئی تھی جب آدم اس کے مشورہ پر عمل کرکے عدن سے نکالے
گئے یا اس شخص کو ملی ہے لیکن آپ نہ مانے اور آخر کار وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا
میں نے ایک شاعر کے متعلق اسے تصور کو ہمیشہ بہت لمبا مانا ہے اور میں سمجھتا
ہوں کہ اعلا شاعر سے بہتر اخلاق کسی اور کا نہ ہونا چاہئے لیکن بدنصیبی صرف سرگزشت
کے حصہ میں آئی ہے کہ جو شخص جتنا اچھا شعر کہتا ہے اتنا ہی زیادہ بد اخلاق ہے ۔
بہر حال اب بھی کچھ نہیں گیا جرأت سے کام لیکراں سے صاف صاف کہدیجئے
کہ آیندہ مہربانی کی ضرورت نہیں ورنہ سچ کہتا ہوں وقت وہ آنے والا ہے جب آپ
خودکشی کے لئے زہر کا پیالہ ہاتھ میں لئے ہوں گے اور وہ دیکھ کر مسکرا رہا ہوگا
بہرحال مجھے آیندہ کوئی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ میں خود سن لونگا
آپ کا کیا حشر ہوا ۔

حضرت ۔ یہ آپ کس زمانہ کی باتیں کر رہے ہیں آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ تم لوگ

ہوتا ہے ازدحام تمنا اسی قدر
ہوتی ہے جتنی دیر کشودِ نقاب میں

اس شعر کے سمجھنے میں تم نے جس بدتمیزی سے "جنسی جذبات" کا تجزیہ کیا ہے وہ نہ صرف یہ کہ تمھاری انتہائی بدذوقی کو ظاہر کرتا ہے، بلکہ فی نفسہ شباب" کی بھی توہین ہے۔

ایک شعر سے لطف اٹھانے کے لئے شاعر کی "نفسیات" سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم کو خود اپنے علوئے نفس سے کام لینا چاہیئے۔ اور اسے بھی جانے دو میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تمنا کا ایک خاص مفہوم قرار دینا اور پھر لفظ "ازدحام" کی چھان بین میں اتنی بدتمیزی کا اظہار۔ اس کا تمھیں کیا حق حاصل تھا، جب کہ "کشودِ نقاب" کی تعیین خود اس کے منافی پڑتی ہے۔

ایک صاحب تم سے بھی زیادہ خوش تمیز یہاں موجود ہیں۔
غالب کا مشہور شعر ہے۔

میرے ہونے میں کیا ہے رسوائی
اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی

انھوں نے رسوائی اور خلوت کو ملا کر ایک عجیب مفہوم پیدا کیا ہے۔ یعنی شاعر اپنے محبوب سے کہتا ہے کہ اگر خلوت میں آپ نے مجھے بلا لیا تو رسوائی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ دنیا جانتی ہے میں بالکل ضعیف و ناکارہ ہوں اور کسی کو کچھ شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔

بولو قائل ہوئے کہ نہیں۔ اب آؤ گے تو میں تمھیں انھیں کا شاگرد کرا دوں گا۔

کے عذاب سے آپ کو نجات مل جائے

یہ تم شعر سمجھنا چاہتے ہو یا اس پر جراحی کرتے ہو شاعری۔ اقلیدس کا مقالہ ہے یہ حدیقہ حکیم سنائی کہ "دو اور دو چار" کے سے حقائق اس میں بیان کئے جائیں تو درس احالت ضرور ہو

نقش دنگار سے لطف اٹھانے کے لئے صرف نگاہ سے کام لینا چاہیے، اگر تم نے انکو کھرچ کر یہ دیکھنا چاہا کہ ان کے پیچھے کیا ہے تو سوائے لے آب و رنگ کاغذ کے اور کیا ملے گا؟

غالب کا یہ شعر کتنا پاکیزہ ہے۔

بامادہ تلخ ستودہ و سینہ ریش تر
مگدازم آبگینۂ و در ساغر افگنم

لیکن اگر تم نے یہ بحث شروع کر دی کہ غالب کا بچ گلانے کے فن سے کب واقف تھا یا یہ کہ اس وقت ملمّاروں میں شیشہ گروں کی دوکانیں کہاں تھیں جہاں انھوں نے آبگینہ پگھلوایا ہوگا یا یہ کہ ساغر میں ڈالنے کے بعد کانچ قیق کیونکر رہا ہوگا کہ پیا جاسکتا یہ کہ اس کے پینے کے بعد کوئی زندہ کیونکر رہ سکتا تھا تو سوائے اس کے کہ سننے والا ایا سمجھ بیٹھے اور کیا کر سکتا ہے

جن اشعار کا تم نے مضحکہ اڑایا ہے ان سے لطف اٹھانے کی اہلیت تم میں ہی نہیں۔

آپ کو انہیں گنہگار آدمیوں میں سے کسی۔کسی کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ پھر زیادہ سے زیادہ آپ یہی فکر کر سکتے ہیں کہ جس نے کم سے کم معصیت کی ہو وہ آپ کے ہاتھ آجائے تاکہ دنیا میں جس معصیت کی سب سے بڑھتی ہے، ہو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور میں کیا یقین دلاتا ہوں خود ان کی حماقتیں آپ کو باور کرا دیں گی کہ وہ کافی سے زیادہ معصوم واقع ہوئے ہیں۔

میرا نظریہ اس بات میں آپ سے بہت مختلف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شوہر بننے کی صلاحیت انسان میں جب اس کے بعد پیدا ہوتی ہے جب وہ تمام گناہوں سے سیر ہو چکے ہوں۔ صورت کا سوال چنداں اہم نہیں آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ خوبصورت بھی ہو، جوان بھی ہو اور اس پر طرفہ محال یہ کہ خیال و تصور میں بھی اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ غالباً آپ کو ایسے نوجوان تو مل جائیں گے جو صائم الدہر بھی ہوں، تہجد گزار بھی ہوں، زائل الخطرات کا بھی ورد رکھتے ہوں لیکن اس کا یقین کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ وہ جذبات شباب سے خالی الذہن ہو کر رہے ہیں۔

آپ ایک فطری رسم ادا کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ فطرت سے جنگ کر رہے ہیں۔ عجیب تماشہ ہے۔

بہت زمانہ ہوا جب تھوڑی سی بے اعتدالی ان سے ہوئی تھی لیکن جب سے وہ "بارود" بنانے والی "زہرہ" غروب ہو چکی ہے، پھر کوئی اور اطلاع اس قسم کی کانوں تک نہیں پہنچی۔ پھر اس سے زیادہ بجھے ہوئے دل کا آدمی آپ کو اور کہاں ملے گا۔ زیادہ چھان بین نہ کیجئے اور اس فرض سے سبکدوش ہو کر ہجرت کر جائیے تاکہ اس اجلاس آ،

ایک لمحہ بھی الجھن میں بسر ہوا اور دشمن کی دشمنی کبھی کوئی نہ کوئی ایسی تاویل کر لیتا ہوں کہ اسکی طرف سے خلش باقی نہ رہے چہ جائیکہ دوست!

پھر آپ ہی فیصلہ کیجیے کہ ایسے احمق کو دنیا میں جینے اور خوش رہنے کا کیا حق حاصل ہے اور وہ کس منھ سے ان صدموں کا حال بیان کرے جو دشمنوں سے نہیں) دوستوں سے اسے پہونچا چاہیے۔

بہرحال حقیقت یہ تھی جو عرض کر دی گئی اور اگر اب بھی آپ ماننے کے لیے تیار نہیں تو غالب کے اس شعر کو اپنی شفاعت میں پیش کرتا ہوں۔

گرفتۂ دل خویشم نہ ستمگراں یکسر
دیدہ دلفریب ہا گفتہ مہربانہاست

دیکھیے، آپ نے پھر ستانا شروع کیا۔ جس طرح آپ میرے صبر و تحمل کو بے نیازی پر محمول کرتے ہیں، اسی طرح میں آپ کی "دل پرسی" کو دل آزاری سمجھتا ہوں۔

میں آپ سے داد وفا نہیں چاہتا تو آپ کیوں اس کا تقاضا کریں۔ میں نے خود اپنے آپ سے خفا ہونا سیکھ لیا ہے، مجھے کیا ضرورت ہے کہ کسی اور سے برہم ہو کر خواہ مخواہ اس کی ہمدردیوں کا احسان لوں۔

پروانۂ چراغ مزار خودیم ما

صدیقی۔ کرم نامہ ملا۔ آئیے شوق سے تشریف لائیے لیکن یہ احسان رکھئے

محب گرامی۔

کرمت نامہ کل شام کو ملا اور ساری رات میں یہی سوچتا رہا کہ تعمیل ارشاد
کروں تو کیونکر کروں اور نہ کروں تو پھر وہ کیا صورت ہے کہ آپ برا نہ مانیں
اور کیجئے یہ داستاں اتنی طویل ہے کہ مجھے خود نہیں معلوم اس کا سررشتہ کہاں سے
انجام کا کیا ذکر کہ اس کی باریکیوں نے تو میری قوت فکر و احساس بھی مجھ سے چھین لی
ہے مگر ہاں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ جو کچھ ہوا سب جائز و درست تھا۔

زمانہ کی شکایت کیا کروں کہ اس میں کوئی شاعرانہ لذت بھی باقی نہیں
رہی (حقیقت تو خیر کبھی تھی ہی نہیں)، اپنی کمزوریوں کا ذکر کرتے ہوئے ڈرتا ہوں
کہ مبادا آپ اسے بجائے حقیقت کے "میرے ضعف" ہی پر محمول کریں حالانکہ یہی وہ
ایک چیز ہے جسے میں نہ سمجھا چاہتا ہوں نہ سمجھا۔

میری جرموں کا علم تو آپ کو ہوگا لیکن اپنی برائیوں سے میں خود جس قدر واقف
ہوں ان سب کا تذکرہ تو وقت طلب ہے لیکن مثالاً صرف ایک سن لیجئے وہ یہ کہ
میں ان سے بھی لطف کی امید رکھتا ہوں جو نیکیاں اس دنیا میں کرتے ہیں اور انعام
دوسری دنیا میں چاہتے ہیں گویا اسی "نیکی کی داد" ان لوگوں سے چاہتا ہوں جو مجھ سے
زیادہ "تشنۂ تیغ ستم" ہیں اب بتایئے یہ میری فطری کمزوری ہے یا نہیں اس میں عناصر
اور ان کے "عدم اعتدال" کا کیا دخل

دوسری برائی اسی سلسلہ کی اور سن لیجئے۔

چونکہ موت کو میں پایان حیات سمجھتا ہوں اس لئے جی نہیں چاہتا کہ زندگی کا کوئی

جب دوست کے حضور میں سراپا رہنِ عشق و محبت ہو کر پہونچتا ہے تو سوائے
سِن کے اس کی زبان سے کچھ نہیں نکلتا۔

کس ہمی داند کہ در بزم تو غمناکم چرا

عمر بھر سر و دست رہنے کے لئے یہی ایک مصرعہ کافی ہے۔ اور کیا کیجئے گا۔

صدیق کرم۔

آپ کا معذرت نامہ دیکھا جس میں زیادہ کوشش اس بات کی گئی ہے کہ آپ کے
اس "عذر گناہ" کو بدتر از گناہ نہ سمجھا جائے۔

میرے عزیز دوست، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ "عذر گناہ" کو گناہ سمجھنے کی
غلطی مجھ سے کبھی سرزد نہیں ہوئی مگر اس وقت کہ اس سے مقصود واقعی "اجتناب و احتراز"
ہی ہو۔ پھر آپ نے یہ کیسے جانا کہ میں آپ کو خدانخواستہ "نصوح" سمجھ کر آپ کی اس معذرت
پر ایمان بھی لے آؤں گا۔

آپ بھی عجیب چیز ہیں۔ کیسی معصیت، اور کہاں کی توبہ گناہ کیجئے اس نیت سے کہ
معذرت کی فرصت ہر وقت نصیب ہے اور معذرت کیجئے اس عزم کے ساتھ کہ آئندہ پھر
وہی گناہ کرنا ہے خصوصیت کے ساتھ میرے معاملات میں جو آپ کو بےگناہ سمجھنے کے گناہ
میں ایک بار بھی کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ ہوش میں آئیے اور بے جا پچھتاوے سے بچئے۔

تو ہر گناہ کہ خواہی بکن کہ معذوری

من آں نیم کہ دگر می تواں فریفت مرا
فریبمش کہ مگر می تواں فریفت مرا

یہ توجیہ مثالیں صرف انداز بیاں کی ندرت کی ہیں معنی آفرینی اور حسن تعبیر کا
ذکر کروں تو مہینوں گزر جائیں تو بھی اس داستاں کو ختم نہیں کر سکتا۔ غالب کا ایک شعر
عرض کرتا ہوں ملاحظہ ہو آشیاں کے جلنے کے ہزاروں شعر آپ نے دیکھے ہونگے لیکن
د ااس کو بھی دیکھئے لکھتا ہے ۔

مرا دمیدن گل در گماں فگند امروز
کہ بار بر سر شاخ گل آشیانم سوخت

معاف فرمائیے میں نے آپ کا بہت وقت ضائع کیا، لیکن کیا کروں اس وقت
کہ فارسی کا ذوق بالکل مفقود ہوا جا رہا ہے کسی طرف سے کوئی آواز اسی آسمان سے تو
دل بے چین ہو جاتا ہے اور بہت سی وہ باتیں جو زباں تک اس لئے نہیں آتیں کہ ان کا
سننے والا اب کوئی ہے نہ بے اختیار منہ سے نکل ہی جاتی ہیں۔ خوش رہئیے کہ آپ نے
یہ ذکر چھیڑ کر دل کا بوجھ کچھ تھوڑا سا ہلکا کر دیا۔ لیکن اسی کے ساتھ آخر میں دل زباں
مجھے یہ بھی کہہ دیجئے کہ فارسی شاعری کا دلدادہ میں اس کی تشریح نگاری یا معنی آفرینی کے
لحاظ سے نہیں ہوں بلکہ صرف اس لئے کہ وہی جلال اسیر جو یاروں کی صحبت میں اپنے
محبوب کا ذکر اس رنگیں بیانی سے کرتا ہے کہ

در گلستاں دیدمش بشناختم
ترسمش پیراہن گل تنگ بود

میں فارسی انداز بیان کی چند مثالیں یہاں پیش کرتا ہوں۔ اگر ان سے ہٹ کر کوئی اور راہ اردو نے شوخ نگاری کی پیدا کی ہو تو میں بھی سننا چاہتا ہوں۔

قمریاں پاس غلط کردہ خود می دارند
ورنہ یک سرو دریں باغ باندام تو نیست

شوخ نگاری سے میری مراد بیان کا وہ مخصوص انداز ہے جو معمولی سی بات میں ندرت پیدا کر دے۔ شاعر کہنا صرف یہ چاہتا ہے کہ میرا محبوب خوش قامتی میں سرو سے بہتر ہے لیکن شاعر کی تلاش اور طرز ادا کو دیکھیے کہ معلوم ہوتا ہے نہ ذکر سرو کا ہے نہ قامت یار کا بلکہ صرف قمریوں کا۔ لیکن اصل مدعا حسن لطافت کے ساتھ ظاہر ہو گیا، نہ اہل نظر سے مخفی نہیں

اسی انداز بیان کا ایک اور شعر ملاحظہ ہو۔

ساقی تو لئے دسادہ دلی ہیں کہ شیخ شہر
باور نمی کند کہ ملک میگسار ہست

ہندوستان کے فارسی شعراء میں غالب اس رنگ کا تنہا مالک تھا چند شعر اسکے بھی سن لیجئے۔

خجلت نگر کہ در حنا تم نیافتند
جز ردزۂ درست از صہبا کشودہ

لفظ خجلت اور درست نے اس شعر کے انداز بیان کو اعجاز کی حد تک پہونچا دیا ہے جس کی مثال اردو شاعری پیش نہیں کر سکتی۔

اٹھانے کی صورت یہ پیدا کرتا ہے۔

میر کم بر سر گلے تا خارے از پامی کشم

حالانکہ اسیرے ایک جگہ شمع و پروانہ اور گل بلبل کا اجتماع جس حسن اہتمام سے کیا ہے اسے ملاحظہ فرمائیے

شمع را ہمدرد بلبل کرد عشق
رنگ گل جیب پروانہ ساخت

گویا صوبوں کی سیج ہے

الغرض ایرانی عاشق اگر محنت بھی کرتا ہے تو اس سلسلہ کے ساتھ کہ

درکار عشق نالہ و آہے ضرور نیست

اور صحرانوردی پر مجبور ہوتا ہے تو اس شان کے ساتھ کہ

بر سایۂ خارے شکنی طرف کلاہے ست

میں سلسلہ گفتگو میں معلوم نہیں کہاں سے کہاں پہونچ گیا۔ ہاں تو مقصود یہ کہنا تھا کہ فارسی کے اداریاں میں جو طرحداری پائی جاتی ہے وہ اردو کو نصیب نہیں البتہ مومن و غالب کے یہاں اس رنگ کی مثالیں ملتی ہیں لیکن ان میں بھی کوئی بات ایسی نہیں جو فارسی سے میسر کر سکے۔ پھر اس کا سبب وہی ہے جو میں بیان کر چکا کہ فارسی زبان میں جو وسعت ہے وہ اردو کو میسر نہیں اور اسی لئے غالب کا ذوق شعری فارسی میں جاکر پورا ہوا اور اسے اردو کلام کو مجموعہ عیلے رنگ کہہ کر اپنے معذرت کرنا پڑی

عرفی کا ایک شعر ہے۔

خوش آنکہ پیش تو بر سند حال عرفی داد
شکایتے بکنایت ز روزگار کند

کسی قوم کی زبان میں طنزیہ لٹریچر اسی وقت بڑھتا ہے جب وہ تمدن کی انتہائی سرحدیں طے کر چکی ہو اور معیشت و معاشرت کی لطافت و نزاکت نے اس کی ہر ہر چیز کو مخصوص اصول و ضوابط کا پابند بنا کر خاص قسم کی پُرتکلف شائستگی اس میں پیدا کر دی ہو۔ اب عرفی کے اس شعر کو دیکھئے اور غور کیجئے کہ اس سے کتنا لطیف کلچر ظاہر ہوتا ہے اور شکوہ و شکایت کرنے کے لئے جو اہتمام عرفی کے پیش نظر ہے وہ "تہذیب" کے کتنے گہرے نقوش اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ایرانی شاعر کسی حال میں ہو لیکن "بزم آرائی" اور "باغ و راغ" کے خیال سے وہ کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ تشبیہ و استعارہ تو خیر بالکل آرٹ کی چیز ہیں لیکن وہ اپنے غم آلود جذبات کے اظہار میں بھی "گل و گلستاں اور شمع و شبستاں" کے دائرہ سے باہر جانا پسند نہیں کرتا وہ اپنی پریشاں حالی کا اظہار کرتا ہے تو بھی اس کا معیار یہ قرار دیتا ہے کہ

آشفتگی کجا و ہوائے چمن کجا

اور اپنی دل کی آگ کا ذکر کرتا ہے تو بھی انداز بیان یہ ہوتا ہے

آتش زدی چمن چمن افروختی مرا

دشت نوردی و آبلہ پائی کا منظر ایسا نہیں کہ اس میں کوئی رنگین بیانی کام دے سکے لیکن وہ یہاں بھی اپنی اس وضع پر قائم رہتا ہے اور اس ذریعات سے فائدہ

ملتی ہیں لیکن یہ سب وہی ہیں جن میں فارسی کا عنصر غالب ہے اور اس بات میں اردو کی محوری ظاہر ہے کیونکہ اس کے حروف صلہ و روابط نے اس کی وسعت کو بہت کم کر دیا ہے اور وہی ایک خیال جسے ہم فارسی کے دو لفظوں میں ادا کر سکتے ہیں اردو کے چار لفظوں سے بھی ادا نہیں ہو سکتا ایک بار میں اس خیال کو ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ مجھ محور کے ہجوم آرزو کا حال تم کیا پوچھتے ہو کیونکہ تمہاری سرد نگاہ جو مجھ تک نہیں پہونچ سکی اسی کو میں نے اس کا عاقرار دے لیا جو کہ اس وقت فارسی کی غزل پر فکر کر رہا تھا اس لئے شعر یوں ہو گیا۔

چہ پرسی از ہجوم آرزو ہائے من بیکس
سبب‌ہائے من ہر نگاہ ہست را کہ ماندہ کارم

اردو میں اس خیال کو اس قدر اختصار کے ساتھ ظاہر کرنا دشوار ہے اور اس کا بڑا سبب وہی ہے جو ابھی عرض کیا کہ اس میں نے کا کی وغیرہ بہت جگہ لے لیتے ہیں اور فارسی میں صرف زیر زبر سے یہ کام نکل جاتا ہے غالب کا شعر ہے

تشنہ باریک مزل دور نقش جادہ ناپیدا
ہلاکم جلوہ برق سراب گاہ گاہی را

دوسرے مصرعہ کے چند الفاظ جتنے وسیع مفہوم پر حاوی ہیں وہ اردو کے پورے شعر سے بھی ظاہر نہیں ہو سکتا۔

دوسری چیز جو فارسی شاعری کو اردو سے ممیز کرتی ہے اس کے انداز بیان کا تیکھا پن ہے جو ایرانی فکر کی رنگینیوں اور اس کے بڑھے ہوئے تکلفات سے پیدا ہوا ہے

ہے آپ سے کہیں معلوم نہیں آپ کی طبع مرگماں اس کو روا رکھے گی یا نہیں بہرحال اگر اس کا امکان ہو تو اس کی پتہ تسلی کر دیجئے اس میں حرج ہی کیا ہے اور اگر آپ نے کسی ہمیشہ کے حول سے دامن آلودہ کرنے کا عزم کر لیا ہے تو بسم اللہ شوق سے قلم اٹھائیے۔ امید ہے گا آپ کا

جان عالم!

کیا بتاؤں کل شام سے کس عالم میں ہوں بادل امڈ امڈ کر آرہے ہیں کہ بدلیاں رہا ہے بادل گرج رہے ہیں، ہوائیں چل رہی ہیں اور رم جھم رم جھم مینہ برس رہا ہے دن میں سانولا سلونا دوپہری سے تھا لیکن شام کو تمام رنگ محفل ایسی تھی ایسی رہی کہ اس کیا کہوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کھیتیاں پاؤں میں گھنگرو باندھے ہوئے بانسری بجا رہے ہیں مستانہ رقص کر رہے ہیں اور شاید پاؤں کی آخری سرحد تک گھنگرو کی آہٹ ہی تھکا رہ کر بانسری کے آخری کے ساتھ بساط عالم بھی ہمیشہ کے لئے الٹ دی جانے والی ہے تم جانتے ہو کہ ایسے موسم میں سوائے بیکار بیٹھے رہنے اور گنگنانے کے میں کچھ نہیں کر سکتا گنگنانا اس لئے کہتا ہوں کہ اگر اسے میں نے گانا کہا تو تم ہنس پڑو گے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں گایا اور تنہائی میں جتنی قوت اور آزادی کے ساتھ ایک شخص گا سکتا ہے میں بھی گایا مگر صرف ایک شعر کا ان ہم گھنٹے گزر گئے ہیں مگر وہی ایک شعر زبان پر ہے زبان تھکتی ہے نہ دل آسودہ ہوتا ہے خدا کے عالت سے تم بھی سن لو۔

دہید بادۂ گلفام وہیں سلام کہم   نماں نہ بادہ سلامم مراد ہید جواب

اور جل رہے ہیں

وشتان ما بین قتل و ثمر!

ہاں صبر اچھی چیز ہے اگر کسی سے بن آئے ورنہ لطافت اسی میں ہے کہ اُدھر ایک ہاتھ سے دامانِ یار کھینچے اور اُدھر دوسرے ہاتھ سے دامانِ ضبط!

کوئی اور لکیر؟

اے حضرت!

یہ قصہ کیا ہے یعنی آپ کو یقین نہیں آتا اور کوئی کہے تو سنتے نہیں آخر یہ گتھی سلجھے تو کیونکر!

یا محال گفتن دہ یا نگفتہ باور کن

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور اگر میں قسمیں کھانے کا عادی ہوتا تو کائنات کی ہر ہر چیز کو شاہد بنا کر یقین دلاتا کہ تسنیم کے منہ سے ایک لفظ اس باب میں کسی سامنے نہیں نکلا آپ فرمائیں گے "کیا تو ہر وقت ان کے ساتھ رہتا ہے جو اس وثوق سے کہتا ہے" میں کہوں گا "ہاں، کیونکہ اس شخص کی فطرت سے آگاہ ہوں، اس کی روح کا رازدار ہوں، اور اس پر اتنا اعتماد رکھتا ہوں کہ وہ کہیں بھی ہو گویا میں اسی کے ساتھ ساتھ ہوں جو لوگ کانوں کے کچے ہوتے ہیں وہ ضد کے پکے نہیں ہوا کرتے۔ آپ میں یہ عجیب بات ہے کہ وہ بھی ہیں اور یہ بھی

اللھم احفظنا من کل بلاء

جمیل بتاتے ہیں کہ ایک بار انھیں رخصت باریابی مل جائے تو وہ خود آکر جو کچھ کہنا

آپ تک بھی نہیں پہنچ سکا در نہ ممکن نہ تھا کہ ایک حریر قاضی کے لئے تو حلال ہوتی اور
میرے لئے حرام آپ شمر میں کشمیر جا رہے ہیں اور مجھے بھی دعوت دے رہے ہیں
لیکن لیکن افسوس ہے کہ کشمیر میں میرے لئے اب کوئی کشش باقی نہیں رہی، اگر وہ جنت
بھی ہے تو میری دیکھی بھالی ہوئی ہے گو کھنگالی ہوئی نہیں ہاں اگر آپ "کالے پانی"
چل سکتے ہیں تو میک میں تیار ہوں میں وہاں کوئی دیکھے گا نہیں ایسی جگہ جانے سے
اندہ جہاں خود اپنی اوقات سے نفرت ہو جائے ـــــ سنا ہے کہ میر صاحب قبلہ کا مزاج
ناساز ہے اگر آپ کو کچھ حال معلوم ہو تو اطلاع دیجئے مجھے ان سے خاص علاقہ ہے اور
میں ان کی صحت و عافیت کا ہمیشہ متمنی رہتا ہوں، کیونکہ اب ہماری بزم میں دو ہی ایک
رہ گئے ہیں جن کو گالیاں دیا جاتا ہے اگر خدانخواستہ وہ اٹھ گئے تو پھر محبت سے کوئی
"د کیسے والا بھی نظر نہیں آتا۔ خود جاکر دریافت کیجئے اور اطلاع دیجئے کہ خدانخواستہ
مرنے والے تو نہیں

ماشاءاللہ کیا کہنا ہے آپ اور مدارج خلت، محبت پر وعظ فرمائیں یعنی وہ
جو نہیں جانتے وہ کیا ہے ہوش میں آؤ کہ سب سے بلند ساحل پر کھڑے ہو کر ان گہرائیوں
پر رائے زنی کرنے چلے ہو جن کا علم طوفان کے تھپیڑے کھانے کے بعد ہی حاصل ہو سکتا
ہے شاعری کی دنیا میں اگر مبالغہ سے زیادہ بھی کہہ سکتے تھے تو کیا میں تم کو بتاؤں کہ
حقیقت کسے کہتے ہیں مگر نہیں بتاؤں گا، تم سمجھ ہی نہیں سکتے۔
اے سحر خلیل کے لئے آگ مہیا کی گئی اور وہ بچ نکلے، یہاں آگ کا پتہ نہیں

یعنی جنت میں شراب ملی بھی تو کیا نہ وہاں شور نوشا نوش ہے نہ رندوں کا جوش و
خروش، نہ گھٹاؤں کا لطف ہے نہ بادِ نسیم کے جھونکوں کا مزہ، نہ چھنا چھن تاتا کا موقعہ
ہے نہ کسی کی صدائے قلقل کا انتظار، رنگین حور سوا ایسے معشوق کو لے کر کیا کروں جو نہ
جھوٹی قسم کھاتا ہو اور نہ دست درازی کے وقت بدن چرانا، جسے نہ اظہار مدعا پر
گالیاں دینا معلوم ہو اور نہ انداز سپردگی میں کسی خواہش لطف کا احساس ہو بنا آ پہنچ
یہ ہے تمام عمر کے زہد و اتقا کا نتیجہ۔ فردوس یا بقول غالب کہ ایک پاک میخانہ
اور پاک، سبحان اللہ!! تو کیا آپ ہی بتائیے کہ اس دنیا میں جبکہ زندگی نام صرف
یک قاعدہ مشین کی سی گردش کا ہو، جینے کے کیا معنی ہیں جس پیدہ تو قیمہ پر سر
گوارا ہو سکتا تھا اس کا حال بھی آپ نے سن لیا۔

آپ کا ذکر نہیں کہ جب چاہا سو سو کر دن کو رات بنا لیا اور شرابیں پی پی کر رات
کو دن۔ میں اپنی کہتا ہوں اور آپ سے پوچھتا ہوں کہ باوجود اس علم کے آپ کی یہ
"دلیر سیاں" چھیڑ نہیں تو اور کیا ہے!

آپ کو کیا خبر کہ اس دو من دو سیر کے نہ ہل سکنے والے وزنی جسم کے اندر کتنا بے چین
و متحرک دل چھپا ہوا ہے۔ دل بیقرار، دماغ بیقرار، فطرت بیقرار۔ لیکن ایک زبان ہے
جو نہیں کہتا تو۔ یا سمجھتی ہے کہ میں جامد و بےحس ہوں، قانع و متوکل ہوں۔ استغفراللہ!
احساس کی بارشیں! معاذاللہ۔ خدا جانے کتنی بار جی چاہا کہ "دامن کے چاک اور گریباں کے
چاک" کو ملا دیجئے۔ لیکن سوائے اس کے کہ میں اور میرا دربان دونوں کا "دار گھر کی گھاس
کھودنے" پر رہا ہو، ان سیلاب انگیزیوں سے اور کوئی لطف نہ اٹھا سکا۔ حد یہ ہے کہ

میں ایسی "تشنہ لبی والے سروسامانی" سے آپ ہی بتایئے کہ یہ رور کی جگر کاوی و دماغ پاشی، سدرمق سے زیادہ کبھی ۔ بڑھنے والی آسودگی اور اس کو بھی جانے دیجئے ۔ یکساں تمام سحر یہ رور صبح اٹھنا اور رات کو سو جانا آخر سے کیا؟ اس میں کیا لطف ہے کہ کوئی شخص جیئے کی تمنا کرے

ہائے غالب احسا اس سے محشر میں باز پرس ہوئی کہ یہ جو تونے ساری عمر سیاہکاری میں بسر کر دی، تو اس سے تجھے کیا ملا اس نے جواب دیا کہ میں کچھ نہیں ، ما سا مجھے تو اتنا معلوم ہے کہ اگر میں ساری عمر روزہ نماز میں بسر کر دیتا تو بھی آپ کیا دیتے زیادہ سے زیادہ یہی کرتے نا کہ فردوس عنایت کر دیتے لیکن آپ ہی بتائیے کہ مجھے ہاں کیا خاک لطف آتا ۔

صبوحی خورم گر شراب طہور | کجا سر صبح و جام بلور
دم خسرو بہائے مستانہ کو | ہنگامہ ہو عائے مستانہ کو
دراں پاک میخانۂ بے خروش | چہ گنجائش شورش نائے ونوش
سیہ مستی ابر و باراں کجا | خزاں چوں نباشد بہاراں کجا

نظر بازی و ذوق دیدار کو | بفردوس روزن بدیوار کو
بہ ختم آرز و مستند و نالۂ | بہ دل تشنۂ ناہ پرکالۂ
رہ گئی حور، سو اس کی بھی یہ کیفیت ہے کہ
گر ز دوم بوسہ ابیش کجا | فریبندہ سوگند دیش کجا

آخرت اگر اس دنیا کے علاوہ کسی اور عالم سے متعلق ہے تو وہ مجہول و غیر معلوم ہے
اس کی فکر میں دنیا خراب کرنا، عاقبت خراب کرنا ہے۔ اگر خدا کا وجود محبت کی دنیا سے علیحدہ
ہٹ کر کہیں اور پایا جاتا ہے تو ایسا خدا آپ کو مبارک ہو۔ مجھے تو بے دین ہی مرنے
دیجئے۔ "جرم محبت" کی سزا میں مجھے "دوزخ" گوارا ہے لیکن وہ "جنت" منظور نہیں جو صرف
"اشداء علی الکفار" کے لئے مخصوص ہے۔ ایسے سرکہ پیشانی اور خشک و عبوس چہرہ رکھنے
والے مولویوں کے ساتھ اگر فردوس ملے بھی تو بقول غالب وہ دوزخ میں ڈال دینے
کے قابل ہے۔

اگر آپ نے آئندہ اس سے زیادہ کچھ اور کہا تو اس سے زیادہ کچھ اور سننے کے لئے
بھی تیار رہئے۔ آپ کے خلوص کا قائل ہوں، آپ کی دوست نوازی کا معترف ہوں، لیکن
اب کیا ضرور ہے کہ آپ مجھے اپنی "عقل و ہوش" کے متعلق بھی رائے زنی پر مجبور کریں۔

میرے عزیز دوست۔

آپ نے جس جوش محبت سے میرا حال پوچھا ہے، اس کا اقتضاء تو یہی تھا کہ پریشان
تباہ حال ہوتا اور رنجیدہ رہتا اور در خور التفات رہتا، لیکن افسوس ہے کہ زندہ ہوں، خوش
ہوں اور ایسی پرسکون زندگی بسر کر رہا ہوں کہ۔

تو گوئی موجے از دریائے زند رست

یہ تو میں نے اس لئے لکھ دیا کہ اگر آپ یہ تحریر کسی اور کو دکھائیں تو اس کو مجھ پر رشک
آ جائے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا میں اب میرا اتنا حصہ کبھی نہیں ہے جتنا آپ کا، بعض یا
فرق صرف اتنا ہے کہ آپ اس منزل پر پہونچے ہیں "اسباب بادہ نوشی" کی فراوانی سے

اس کے بعد ظاہر ہے کہ "داستان ترا سائی" سانے آپ کے حضور نہ آؤں گا تو کیا دیوبند
کے کسی مولوی کے پاس جاؤں گا ——— بیدرد ماندہ ——— ا
سندہ نواز۔

نوازش نامہ ملا پڑھ کر بہت لطف آیا کیا کہوں کہ حضرت نے کیا کیا حکمتیں ارشاد فرمائیں
ہیں علی کا ایک مشہور مقولہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حکمت مومن کا کھویا ہوا مال ہے جہاں
سے اس پر قبضہ کر لو" اس لئے اگر عمل کی توفیق نہ ہوئی تو کیا انہیں سنوں گا بھی نہیں
سنوں گا چاہے کلیجہ جوں سی کیوں نہ ہو جائے۔

میرے عزیز دوست، میں نے توجہ سے لیا جو آپ نے فرمایا لیکن آپ نے اسکا خیال رکھئے
کہ جو لوگ "سرمایہ دارانہ" رکھتے ہیں ان کے سامنے فلسفہ طرز کلیم دہرانا کوئی معقول بات
نہیں ۔ کو تو بہار پیدا کرنے کے لئے کوثر سلسبیل، طوبیٰ و فردوس، حور و قصور جانے
کس کس چیز کا اہتمام کر، لیتا ہے اور یہاں تمام کائنات کی رنگینیٔ کا حاصل کرنے کے لئے
اس سے زیادہ کچھ نہیں کر پاتا۔

جو لے نہ جگر تیغ کس و رنگ بروں آ

اللہ اللہ کیجئے، آپ بھی کس خبط میں مبتلا ہیں کام کیجئے اور نتیجہ کو کارساز پر چھوڑیئے
ندگی ہو یا موت رہیں نہ آپ کا تعلق بیندگی سے زیادہ کا نہیں اس سے آگے پاؤں پھیلانا
دوسرے کا حق ہمسائی غصب کرنا ہے۔ زندہ رہنا اور دوسروں کو زندہ رہنے دینا، یہ ہے
صل منشاء قرآن۔ تمدن کی اس اصول سے ہٹ کر آپ سرمایہ دار بن سکتے ہیں، پیر بالغاہ
سکتے ہیں، دیوبند اور ندوۃ العلماء کے ناظم و مدرس ہو سکتے ہیں لیکن انسان بننا مشکل ہے

بالکل لغو و لایعنی تھا۔

پہلے تو میں یہ سمجھا کرتا تھا کہ تمھاری طبیعت میں صرف ضد ہے خود بینی نہیں لیکن اب پتہ چلا کہ تم بد خو بھی ہو اور بے حس بھی۔ باوجود بیکسی و بیمارگی کے اس کی وسعت ظرف کا حال تو مجھے معلوم تھا لیکن تمھارے متعلق یہ بالکل پہلی مرتبہ علم ہوا ہے کہ صرف دل ہی نہیں بلکہ آنکھیں بھی پتھرائی ہوئی رکھتے ہو۔

اب دیکھتا ہوں کہ اس احسان سے سبکدوش ہونے کے لئے تم کیا کرتے ہو۔ کرو گے کیا جانتا ہوں کہ شکریہ کا رسمی خط بھی نہ بھیجو گے۔ ازلی شقی ٹھہرے نا!

میرے کرم فرما،

آپ مجھے یاد فرمائیں اور میں حاضری میں پس و پیش کروں! یہ آپ نے کیا فرمایا۔ مگر اس کا کیا علاج کہ بیدست و پا بھی ہوں اور بے زبان بھی۔ یعنی اگر حاضری سے مجبور رہوں تو میں اس کی تفصیل آپ سے بیان کرنے کا نہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر کہے آپ کو کیا معلوم ہو سکتا ہے

بہرحال میں نے جو عذر پیش کیا وہ جناب کے سر عزیز کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رسمی و لایعنی نہ تھا۔ دل کے داغ کہیں چھپائے چھپ سکتے ہیں آپ دور ہیں، اس لئے ایسا فرماتے ہیں، یہاں آکر دیکھئے کہ اس لالہ زار کی بہار کا کیا عالم ہے۔

اگر سوال میری موت و زندگی کا ہوتا تو بھی میں اس کی پروا نہ کرتا، بیماری یا نقاہت کیا چیز ہے، لیکن آپ ہی بتائیے کہ مقطع میں کوئی "سخن گسترانہ" بات آپڑے تو کیا کیا جائے۔ بہرحال ابھی چند دن تک تو حاضری ممکن نہیں لیکن "قمر در عقرب" کسی نہ کسی دن آخر ختم ہی ہوگا۔

کا دیوان نہیں کہہ سکتے۔

مجھے ستاکر خوش ہونے والے!
لکھنو کا ایک مشہور شاعر اپنے معشوق کو دلآزاریوں سے باز رکھنے کیلئے ڈراتا ہے
کہ "روز محشر قریب ہے اس لئے اگر تم نے عشاق کا خون بہایا تو بڑی مصیبت میں پڑ جاؤگے
کیونکہ اگر تمہارے خنجر نے تمہارے خلاف شہادت نہ دی تو بھی اس کا کیا علاج کہ ــــ
لہو پکارے گا آستیں کا"
اگر میں شاعر ہوتا تو ممکن ہے تمہاری ستمرانیوں سے تنگ آکر میں بھی تمہیں خدا اور
رسول سے ڈرانے کی کوشش کرتا حالانکہ تم ایسے دشمن دین و ایمان ہو کہ یوں بھی نہ ڈرتے
لیکن بدقسمتی سے "عاشق غیر شاعر" ہوں اور باوجود اس کے کہ ہمیشہ "ستم تازہ" کا شکار
رہتا ہوں زبان سے یہی نکلتا ہے کہ
گرچہ میدانم نگاہت فتنہ است اما خوش است
خیر یہ تو میں نے اس لئے کہدیا کہ ایسی باتوں سے تم خوش ہوتے ہو لیکن سچ بتاؤ
میری تمہاری یہ لاگ ڈانٹ کب تک قائم رہیگی میں اگر تمہاری خاطر سے لاکھ بار بھی
کو رات کہدیتا ہوں تو کیا حرج ہے اگر ایک بار تم میری بندگی دیرینہ کا لحاظ کر کے دن کو
دن کہدو۔

میں نے تمہیں وہاں جانے سے اس لئے باز نہیں رکھا تھا کہ تمہیں تکلیف ہوگی
بلکہ صرف اس لئے کہ انہیں ہوگی اب تم مجھ کو یہ جرسناتے ہو کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ

مکرمی۔ آپ کا خط تو جواب طلب نہ تھا لیکن چونکہ خود مجھے ایک بات آپ سے
پوچھنا ہے اس لئے یہ عریضہ پیش کر رہا ہوں۔ وہاں ایک صاحب ہیں جو وفا
تخلص کرتے ہیں غالباً دو محلے میں رہتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ان کے پاس ایک
قلمی نسخہ کلیات مومن کا ایسا موجود ہے جسے خود مومن نے درست کیا۔ اعتبار راوی
خود اپنا دیکھا تو بیان نہیں کرتے لیکن ان کے انداز بیان میں اتنا وثوق ہے کہ خواہ مخواہ
اعتبار کر لینے کو جی چاہتا ہے۔ اگر آپ سے وفا صاحب کے مراسم ہوں تو اس کا پتہ
لگائیے اور لکھئے کہ کیا وہ بیک نظر اس نسخہ کے مطالعہ کی اجازت دے سکتے ہیں
میں خود وہاں آنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ آپ خود اسے ایک بار دیکھ کر
یہ کہیں کہ واقعی دیکھنے کی چیز ہے۔

جناب من تسلیم۔ آپ نے میرے تبصرہ کو بہ امعان نظر دیکھا۔ شکریہ۔ یقیناً
مسائل تصوف آپ کے ممدوح بھی نظم کرتے ہیں اور میر درد بھی نظم کرتے تھے لیکن
یہ آپ کو کیونکر سمجھاؤں کہ

دارد تفاوت آب شدن تا گریستن

آنسو ٹپکا دینا رونا نہیں ہے اور نہ باچھیں پھاڑ دینا ہنسنا۔ حال و قال کے
فرق سے اگر آگاہ ہوتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ "ورد" و "آمد" میں کتنا تفاوت ہے۔
شاعری کی جان صرف "جذبۂ بے اختیار" ہے نہ کہ عاقلانہ حزم و احتیاط، آپ یہ تو کہہ سکتے
ہیں کہ اصغر صاحب نے ابن عربی کے "فصوص الحکم" کی شرح لکھی ہے لیکن اسے تغزلیا

کرم گسترا آپ نے جو کچھ فرمایا بالکل درست، جو تدبیریں آپ نے سوچی ہیں نا ناک تیر بہدف لیکن اس کا کیا علاج کہ

ہمہ کار سازی بخت ہ و اعتقادم نیست

میری مراد یہاں بخت سے وہ قوت مجہول نہیں جو سے سارے کاموں کو بگاڑ دینے میں خاص شہرت رکھتی ہے اور رہ وہ زنانی لوح جس پر میرے گناہوں اور علمائے کرام کے اعمال حسنہ کی پوری فہرست بہ قید وقت منقوش ہے بلکہ مقصود یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں اس افتاد طبیعت کو کیا کروں جو اس حد تک گر کر حصول مراد کی بھی ناکامی تصور کرتی ہے۔ جب تک کسی خواہش کا اظہار صرف آنکھوں سے ہو رہا ہے وہ تمنا ہے لیکن ہاں سے کہا اور اس نے گدائی کی صورت اختیار کر لی پھر آپ ہی انصاف کیجئے کہ جو آسائش شدید احمق ہو اس کو مجبور کر پاکہ وہ کہے اور بار بار کہے" کتنی عظیم الشان دانائی کی ذمہ داری اس کی گردن پر رکھتا ہے۔

یقیناً بے یارانہ زندگی بسر کرنے کے اسباب مجھے حاصل نہیں ہیں لیکن آخر تو آپ بھی جانتے ہوں گے کہ یہ محبت ہے انہیں اسباب کی طرف سے بے پیاری کا جس سے میں لڑ رہا ہوں اس سے ڈرتا بھی نہیں، خدا سے میں نے کبھی جنگ نہیں کی تو اس سے کیوں ڈروں جسم ورد رج سب کو فانی سمجھتا ہوں اور اس "الملک" روزگار میں سب سے بڑی تسکین مرجانے ہی میں ہے۔ آپ کیوں ایسا وقت میری ہمدردی میں خراب کریں۔

یاد بسدگاں ہر کہ در افتادہ را افتاد

کرنا چاہیئے۔ منشی اسلم صاحب سے رابطہ ہوا حط و کتابت بند کر دی ہے اور اگر آپ یہ نہ کہتے کہ وہ بستی میں ہیں تو مجھے یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے۔ موجودہ حالات اگر آپ کے لئے اطمینان بخش ہیں تو بسم اللہ ان کو بلا کر یا خود وہاں جا کر کام کی طرح ڈال دیجئے۔ یہ سات آسمان بلا وجہ تو گردش میں ہیں نہیں کوئی نہ کوئی فتنہ بپا ہو ہی جائے گا۔

عزیز گرامی۔ آپ مجھے صبر و تحمل کی تلقین کرتے ہیں اس ہمدردی و دلنوازی کا شکریہ لیکن آپ کو شاید معلوم نہیں کہ تعلقات مجھ ... و خلوص کے باب میں ضبط کا مفہوم میرے نزدیک کبھی وہی رہا ہے جو سعدی کا تھا یعنی یہ کہ

دوستی نیست دراں دل کہ شکیبائی ہست

آپ جانتے ہیں کہ "دل کے خون ہو جانے" سے کبھی نہیں ڈرتا اور نہ کبھی آج تک اس کی شکایت میں نے کسی سے کی ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی دوسرا مجھ سے دعوائے محبت کرے اس حال میں کہ "باندازۂ خلش نہار" بھی اس نے کوئی تکلیف برداشت نہیں کی ہے بہر حال اگر وہ میری خواہش کے بغیر یہ اقدام کر چکے تھے تو آپ نے اس کا ذکر ہی کیوں کیا اور اگر کیا تھا تو کم از کم یہ تعزیت و تلقین کی صورت تو اختیار نہ کی جاتی۔ مجھے زبان پر قابو حاصل ہے لیکن غم و غصہ پر نہیں کہوں گا نہیں لیکن کڑھوں گا ضرور آپ کو ان کی معذوریوں پر تو بہت رحم آتا ہے کبھی مجبوریوں پر بھی رحم آ جائے تو کیا گناہ ہے۔

ہو کر یہیں گذر رہیں اور نہ اس کا اندیشہ۔

غالب کہتا ہے کہ غم عشق اگر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب دلی لٹنے کے بعد بھی دلوں میں حسن و عشق کی گرمیاں باقی تھیں اور شمع گل ہونے پر بھی لگن کی خاک میں کچھ چنگاریاں موجود تھیں لیکن اب کہ آئین دلربائی کیساتھ ادائے عاشق وجاں سپاری بھی بدل گیا ہے صورت حال بالکل دوسری ہے یعنی یہ کہ اگر غم روزگار سے فرصت ہو تو پھر غم عشق بھی گوارا کر لیا جائے

اس وقت اسد اللہ خاں زمانہ کی شکایت کرتے تھے تو اس حسرت کا اظہار ہوا کرتا تھا کہ

وہ ولولے کہاں وہ جوانی کدھر گئی

مگر اس وقت تو سوال جز حیات بالکل رہ گئی کا ہے جان آئے تو اس کے ساتھ کا افسوس بھی ہو، ولولے پیدا ہوں تو ان کے بعد ان پر ماتم بھی کیا جائے

سو مقصود کہنے کا یہ ہے کہ اگر آپ اس میں بھی مجھ سے دعوائے ہمسری رکھتے ہیں تو آپ کی ناانصافی ہے کیونکہ میرے آپ کے زمانہ میں پوری ایک صدی کا فرق ہے میں انیسویں صدی کی چیز ہوں جب کہ ساٹھویں میں بھی لوگ تردامنی کی فکر سے غافل نہ رہتے تھے اور آپ بیسویں صدی کی پیداوار ہیں جب با وجود خوشحالی کے بھی عشق میں کسی کا برا حال دیکھنے میں نہیں آتا اُس وقت لوگ صرف ذکر عشق سے بے چین ہو جاتے تھے اور اب چونکہ حال بھی سامنے سے دامن کشاں گزر جائے تو نبض کی رفتار ۹ سے ۵ و نہیں ہوتی آپ کہ ان اصولوں میں اقتصادی و معاشی مسائل کا حل موجود ہے

سنی تھی، دو تین شعر اب بھی یاد ہیں۔

تھا میں آتا ہے کہ اک دن مر کے ہم — مست دوش عزیزاں دیکھ لیں
اسباب جوش وحشت بجز کہاں — نہ رسکے جب تک بیاباں دیکھ لیں
گر نہیں ہے خوف عرض آرزو — دور سے حال پریشاں دیکھ لیں

مگر نہیں، کیوں لیٹ آنے لگے تم شہر سے مرد ہو فی، جب تک مسئلۂ وحدت الوجود درمیان نہ آئے اور اس کو فلسفہ کا کیا عمل طور پر پیش نہ کیا جائے، تمہارے نزدیک شعر ہی کیا۔

تم شوریدہ تسلیم کی روح کو کیونکر مطمئن کر سکو گے، تمہیں تغزل سے کیا واسطہ، تم کیا جانو کہ مومن کی نادری شاعری کا جوہر تھی، تم ذوق پر اکھوانلک کی تعریف کرو، خواجہ وزیر کے کلام کو پیش کرو۔ اور تسلیم وغیرہ کو ہم ایسے قدامت پرستوں کے لئے چھوڑ دو۔ مجھے بھی اس بات کا اندیشہ نہیں کہ تمہاری صوفیانہ شاعری کی توہین کر کے حور و قصور سے محروم ہو جاؤں گا اور تم بھی شاید میر (مومن) کی رائی کو نجات کے لئے ضروری قرار دیتے ہو اس لئے جانتا ہوں کہ فیصلہ دشوار ہے۔

بہر حال تسلیم کے متعلق جو کچھ میری ذاتی رائے تھی وہ لکھ دی ہے۔ کیا کوئی کتاب لکھ رہے ہو یا تصور صرف مجھے چھیڑنا تھا۔

صدیقی — میں جس غم کا شکار ہو کر سرد ہو چکا ہوں اس کے آپ ابھی صرف امیدوار ہیں! یوں آپ کی خاطر سے کہئے کہہ دوں کہ سبحان اللہ کیا عزم و استقلال ہے، کیا صبر و شکر ہے، لیکن سچ تو یہ ہے کہ حقیقی تلخیاں اس زندگی کی ابھی آپ کے پاس سے بھی

بھی آساں کر دیجئے، لیکن وہاں وہ اس قدر مصروف تھے کہ میری بات بھی نہ پوچھی محوؔ ادالیں ۱
آگیا اب ارادہ ہے کہ یہ سکڑہ پورا ہی کرلوں کیسے دالے نے کہا حضرت اس کے بعد پھر آکائی
ہے فرمایا کہ پھر صاف ہے حیائی ہے

ایک بار مشاعرہ میں بھی دیکھا تھا۔ نواب مرحوم کو سالیاد وق مشاعرہ کا ہوا تھا اور کئی
کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رہتا تھا، منشی امیر اللہ تسلیم کی نوبت آئی تو وہ عصا ٹیک کر
کھڑے ہو گئے اور غزل کسی اور نے پڑھنا شروع کی نواب ان کے اشعار کی داد دیتے تھے تو
لوگ ان کے کان کے پاس منھ لگا کر زور سے چیخ چیخ کر کہتے تھے کہ سرکار آپ کے کلام کی
داد دے رہے ہیں، وہ جھک جھک کر آداب بجالاتے تھے مثنوی لکھنے میں ان کو کمال
حاصل تھا اور کہنہ مشقی کا یہ عالم کہ نواب کی سیاحت یورپ کے متعلق جو سرکاری نامات
امیہ پہنچتے تھے انھیں وہ اسی وقت نظم کر دیا کرتے تھے، چنانچہ جب واپس آئے تو انھوں نے
یہ مثنوی مولوی فرحی صاحب کے ذریعہ سے جو نواب کے استاد تھے پیش بھی کی۔ لیکن
افسوس ہے کہ ان کو کوئی صلہ نہ ملا بعض کا خیال ہے کہ مولوی فرحی نے اسے پیش ہی نہیں
کیا کیونکہ وہ خود سفرنامہ مرتب کر رہے تھے (جو بعد کو میر حامدی کے نام سے شائع ہوا) اور
نہ پسند کرتے تھے کہ اس موضوع پر کوئی اور شخص کچھ لکھے بہرحال ان کی آخر عمر کا کارنامہ
یہ مثنوی ہے جو ممکن ہے اب بھی رامپور میں تلاش سے دستیاب ہو جائے۔

غزلگوئی میں چونکہ یہ خاندان مومن سے تعلق رکھتے تھے اس لئے بادجود لکھنوی ہونے کے
ان میں لکھنویت بہت کم تھی جدت نگاری کے ساتھ ساتھ مومن کی ہلکی ہلکی فارسی ترکیبوں
کا عکس ان کے کلام کی بھی خصوصیت تھی ایک بار میں نے خود ان کی زبان سے ایک غزل

ہاں میں نے منشی امیر اللہ تسلیم کو دیکھا ہے۔ ان سے ملا بھی ہوں اور ان کی شاعری کا بھی معترف ہوں۔ میرا عنفوان شباب ہے، اور ان کا زمانہ شیب، یعنی میری مسیں بھیگ رہی ہیں اور وہ "دورِ پرافشانی" سے گذر رہے ہیں۔ ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ جس پر جھریوں کا یہ عالم جیسے کپڑے پر اتو کر دیا ہو۔ یہ ہے ان کی ہیئت کذائی! بغیر عصا کے سہارے کے ایک قدم چلنا دشوار، سماعت اور بینائی تقریباً مفقود، کمر جھکی ہوئی، ریش و بروت سب برف کے گالے کی طرح سفید، ہاتھ پاؤں میں رعشہ، لیکن خوشدلی اور خوش مزاجی کا یہ عالم کہ گویا جوانی ابھی آئی ہے۔

رامپور میں بزمرۂ خوش نویساں ملازم تھے تیس روپیہ مشاہرہ تھا لیکن خدمت معاف تھی۔ جوانی کے زمانہ میں کسی خوشرو پنجابی لڑکے سے محبت تھی، جو اب خود بھی ضعیف ہو گیا تھا لیکن وضعداری کا یہ عالم تھا کہ شام کو مغرب سے قبل روزانہ عصا ٹیکتے ہوئے گھر سے چل کر اس دوکان پر آکر ایک گھنٹہ بیٹھنا ضرور۔ جامع مسجد کے قریب اسکی دوکان تھی، مغرب کی اذان ہوتے ہی مسجد چلے جاتے تھے، اور یہاں سے پھر وہ عشا کی نماز پڑھکر گھر واپس جاتے تھے۔ جب تک ان میں ذرا بھی سکت رہی ان کا یہ معمول ترک نہیں ہوا۔ کیا بتاؤں کس قدر دلچسپ انسان تھے، بچوں میں بچے، جوانوں میں جوان اور بوڑھے تو خیر وہ تھے ہی، سو سے ایک دو سال کم۔ لکھنؤ سے کئی ماہ کے بعد واپس آئے ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جب لکھنؤ میں سخت طاعون پھیلا تھا اور شاید اس میں مبتلا بھی ہو چکے تھے، کسی نے پوچھا "حضرت اس مرتبہ وطن میں بہت قیام رہا" فرمانے لگے ہاں میاں گیا تو اسی ارادہ سے تھا کہ اب یہاں واپس نہ آؤں گا اور حضرت طاعون سے التجا کروں گا کہ میری مشکل

ہوتا ہے اور میں صرف اس لئے کہ آپ کی دلآزاری نہ ہو، کہدیتا ہوں ——" جو آپ کی مرضی"
دوجیسے اس طرف کی بات ہے —— اس کے بعد اشارۃً دکھاتا یا دہائی کرتا ہوں، کوئی
جواب نہیں ملتا، صراحتہً تقاضا کرتا ہوں، آپ خاموش رہتے ہیں، طعن و تشنیع پر اتر آتا ہوں
آپ ٹال جاتے ہیں یہ آخر کیا وضع ہے اگر ارکم آپ نے یہ تو خیال کیا ہوتا کہ آپ کے وعدہ
پر اعتماد کر کے ایک شخص ہر طرف سے کٹ کے آپ ہی کا ہو رہا ہے، پھر اس سکوت سے کیا معنی
میں تو اس قدر مجبور سا ہوں کہ جس وقت وہ آتے ہیں تو ملنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی اور آگی
نے جگر ہی کا یہ عالم کہ خط کا جواب تک دینا گوارا نہیں —— بہرحال میں تو مایوس سی ہو چکا
ہوں، وہ بھی رعشہ عشرہ میں صبر کر کے منتظر رہ گئے لیکن یہ سوچتا ہوں کہ اگر اس دنیا
میں کبھی آپ سے ملاقات ہوئی (جس کی بظاہر کوئی امید نہیں ہے) تو آپ نہیں بلکہ میں کیونکر
آپ سے آنکھیں چار کر سکوں گا

سچ کہتے ہو، میں قدامت پرست ہوں، میر و درد، نسیم و مصحفی، مومن و غالب
کی یاد میرے دل سے کسی طرح نہیں نکلتی، اور تمہاری جدت پرستی کا کیا کہنا کہ صبح تک صبح کو
خاک شفاخانے کر رمی سے دو گھونٹ حلق سے اتار لو کسی کا منہ دیکھنا حرام

تمھیں کس طرح سمجھاؤں کہ یہ زمانہ شاعری کے لئے سازگار ہی نہیں، اور خدا نہ کرے
کہ ایسا ہو، کیونکہ شاعری ہمیشہ ایک قوم کے دور جہل و انحطاط ہی میں ترقی کرتی ہے اور جب
علمی ترقیاں شروع ہوتی ہیں تو شعر اس کے لئے جگہ چھوڑ دیتا ہے۔ تم جس قوم و ملک کی تاریخ
شاعری کا مطالعہ کرو گے اسی نتیجہ پر پہنچو گے پھر کیوں تم ہندوستان کے لئے یہ خیال مد
اپنے سر سے نکالے ہو کہ اس کا موجودہ دور شاعری پہلے سے بہتر ہے۔

ہے اماں نہیں پر۔ ہے اور اسی کے ساتھ مجھ پر بھی کہ میں ان کی تکلیف زندگی کی کوفت سے آزاد ہو گیا۔ کل دو غریب ملے تھے۔ اس حال میں کہ آپ کا ذکر زبان پر تھا اور آنکھیں آنسوؤں سے لبریز۔ ان میں تو اتنی بھی جرأت نہیں کہ آپ کے سامنے اعتراف کرم کی کوئی ناکام کوشش کر سکیں۔ آپ نے تو ان سے ہمیشہ کے لئے قوت گویائی چھین لی ہے، میں یہ خدمت ان کی اور اپنی طرف سے انجام دے رہا ہوں لیکن جانتا ہوں جو حقیقت اسکی ہے۔ خوش رہیئے اور کیا کہوں۔

فراموشکار من

عرفی کا شعر ہے۔

مرا فریب دہد نالہ در پہ ہم گوید
زمن ترانہ شنو با اثر چہ کار مرا

آپ کو معلوم ہے کہ محبت کی کس منزل کی طرف اس میں اشارہ ہے؟ یاس و ناامیدی کی وہ آخری حد جب محبت کرنے والا اپنے آپ کو فریب دینا چاہتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ میں فریب دے رہا ہوں۔ لیکن ایک منزل اس سے آگے اور بھی ہے جب اس احساس کے بعد یک لخت خاموشی شروع ہو جاتی ہے سو میں آپ کو آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ اس تحریر کے بعد ہی میں اس منزل میں قدم رکھنے والا ہوں "من و تو" کا جھگڑا انتہائے قرب نہیں بلکہ انتہائے بعد و ہجران کی صورت میں ہمیشہ کے لئے مٹ جاتا ہے آپ ایک امر کا عزم فرماتے ہیں میں اسے پسند نہیں کرتا، اس کے بعد آپ کا اصرار شروع

ٹھہرا اور

ریا مدرک - گاں آوار

کا حال تم کو معلوم ہی ہے یہ آخری اور بالکل آخری خوشخبری ہے جو شخص سار ناموں میں مرچکا ہوں اور احساس بعد الموت کا قائل نہیں ہوں اس لئے جو چاہو کہو جو چاہو کرو، مری طرف سے اب کسی شکایت کا اندیشہ ہی نہیں سدا حافظ

سدہ لوار - کرمامہ ملار الطاف و عنایت کا شکریہ ادا کرنا فرص ہے، لیکن اس قرص سے عہدہ برآ ہونے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ یہ آپ ہی بتا سے

اول تو احسان کے عوض میں احسان کرنے کا خیال ہی سرے سے ایک نامعقول بات ہے لیکن اگر میں اس نامعقولیت پر راضی ہو جاؤں تو بھی سیدسٹ ویانی اور بے رنگ دیاری کا کیا علاج جس نے سوائے ترمندۂ احسان رہنے کے مجھے اور کسی کام کا رکھا ہی نہیں

میں جانتا ہوں کہ آپ کی فطرت اس سے بہت بلند ہے کہ آپ کسی کو ممنون سپاس اور اس کے اعتراف کی بھی خواہش رکھیں لیکن میں اپنی فطرت کے انحطاط کو کیا کروں جو خواہ مخواہ اس بات پر غور کرتی ہے جس پر آپ راضی نہیں بہرحال سوائے خاموش دعاؤں کے اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں جب تک زندہ ہوں دعاگو ہوں اور اس احساس کے ساتھ کہ یہ سب لغو و بیکار ہے

آپ کا یہ احسان صرف ایک قریشی صاحب پر نہیں ہے، بلکہ ان کی بیوی بچوں پر

"ماوراء کفر و ایمان" آپ کے پاس موجود ہے

آرام جان

تمھیں شرم آنی چاہیے کہ تمھاری طرف سے اتنی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد بھی تمھیں "آرام جان" کہتا ہوں اگر تمھیں اصل راز سے آگاہ کر دوں تو تم خفا تو خیر کیا ہوگے لیکن خفگی کا اظہار ضرور کرو گے اور یہ مجھے پسند نہیں کہ جس نے ہمیشہ ہنس ہنس کر مجھے اذیت پہونچائی ہے وہ اب "چینِ پیشانی" کے ساتھ خنجر آزما ہو۔

آج تمھارا وہ خط جو تم نے یعقوب صاحب کو لکھا ہے اتفاق سے دیکھنے کو مل گیا ماشاء اللہ، کیا کیا گل افشانیاں کی ہیں، کیا کیا "برشِ تیغِ جفا" پر ناز فرمایا ہے۔ کیوں نہ ہو، شاعر ہو، خوبصورت ہو، نوجوان ہو، اور اپنی اس قوت سے واقف کہ

کرشمہ کن و یک شہر را خراب انداز

اچھا تو سنو، میں نے بھی ایک فیصلہ کیا ہے اور وہ یہ کہ تمھیں کسی نہ کسی طرح یہ یقین دلا ہی دوں کہ جو کچھ تم چاہتے ہو وہ پورا ہو گیا۔

کل شام کو ایسی سخت آندھی آئی کہ میرے مکان کی چھتیں گر پڑیں، در و دیوار سرنگوں ہو گئے، اس کے بعد دفعتاً ایک گوشہ سے شعلہ بلند ہوا اور میری ایک ایک چیز کو خاکستر کر گیا۔ بس گھر سے باہر نکل کر بھاگا تو لوگوں نے پتھر مارنا شروع کئے، میں گھبرا کر ایک کنوئیں میں کود پڑا اور وہیں ختم ہو گیا تمھیں خوش کرنے کے لئے اس سے زیادہ میرے امکان میں نہ تھا بولو اب کیا کہتے ہو۔ کہو گے کیا اور اگر کہو گے بھی تو سنو گے کیا؟ میں تمھارا کشتہ

کو غلہ تقسیم کرنے کی خدمت ہو۔ کے سپرد کی گئی اس خیال سے کہ اس کے ہاتھ چھوٹے چھوٹے ہیں، خرچ کم ہوگا، لیکن وہاں ساری دنیا بھکاری بن کر جمع ہوگئی "۔ ایک آپ ہی کی مہربانی ستم ڈھانے کے لئے کیا کم ہے کہ کسی اور کی جستجو ہو

زنیرنگ نسوں پردازی الفت چہ می پرسی
تو در آغوشی و من کشتۂ از دور دیدنہا

--

خط کا جواب ذرا تعویق سے جارہا ہے، معافی چاہتا ہوں، آپ سے نہیں ان سے جن کو ہر چند میں نے آپ کی وساطت سے جانا ہے لیکن معذرت براہ راست انھیں سے کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے اشعار سے آپ کا زور طبیعت، آپ کی بلند تخئیل ضرور ظاہر ہوتی ہے لیکن غزل کے لئے حسن جذبات سپردگی کی ضرورت ہے وہ ایک عورت کے کلام میں قدرتاً زیادہ قوی ہونا چاہیئے چنانچہ ہے۔ ان سے کہہ دیجئے۔

اچھا ہے آپ شنیدہ خوانی کیجئے اور عزیزہ بانو زمزمہ سرائی۔ آپ دونوں خدمتیں انجام دینے پر اصرار نہ کریں اس کے معنے یہ ہونگے کہ آپ کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ ہائے ان کا اور آپ کا یہ تعلق کہ

"بیداد تواں دید و ستمگر نتواں گفت"

کس قدر قابل رشک ہے خوش رہئے۔

آپ عید کی مبارکباد دیتی ہیں حالانکہ

عید را در شہر یار رسم مبارکباد نیست

تمام عالم کو ٹھکرا دیا

درہائے فردوس وا بود امروز

از بیدماغی گفتیم فردا

پھر اب کہ پژمردگی و واماندگی کا مفہوم ہی میرے نزدیک بالکل بدل گیا ہے۔ اگر تمہارے کہنے پر عمل کروں تبھی تو بیکار ہے۔ آشفتگی میں "نقش سویدا" درست کرنے کے معنی صرف یہ ہیں کہ "داغ دل" کے سرمایہ کو اور رسوا کیا جائے۔

محترمہ، آپ کی طویل خاموشی سخت دلخراش تھی، لیکن خلاف توقع نہ تھی، میں جانتا تھا کہ آپ نے مجھ سے بات کرنے کی قسم کھائی ہے اور میں خود اس کی ابتدا کرتا، اسکا امکان صرف اس صورت میں تھا کہ حسن کو تغافل میں جرأت آزمایا پاتا۔

شکر ہے کہ آخر کار آپ کو رحم آ ہی گیا اور مجھے، کہ اب تنکے کا سہارا بھی ہاتھ سے جا رہا تھا، ڈوبنے سے بچا لیا۔

سانحہ کا حال معلوم کر کے بے اختیار آنسو ٹپک پڑے۔ آپ کی آغوش سب سے پہلی مرتبہ آباد ہو کر یوں اجڑ جائے! قیامت ہے، قیامت!

شعلہ تا نبض جگر ریشہ دوانی مانگے۔

آپ نے خطا۔ ۔ کا ذکر کر کے ایک ایسا نشتر چبھو دیا ہے کہ عمر بھر اسے فراموش نہیں کر سکتا۔ اللہ، اللہ، اڈیٹر۔ ۔ مجھے ادیب الملک کا خطاب دے اور آپ اس پر اظہار مسرت کریں! تو ۔ ہے مجھ پر اور میری ادبیت پر۔

میں نے مولانا کو خط لکھا ہے اور میں برائیاں میں تمہاری کر رہا تھا دست
کردی ہیں گالیاں مجھے زیادہ یاد نہیں، تاہم جتنی انھیں دو تین دستے [illegible] میں
وہ تمہیں میری تحریر دکھائیں گے تو نہیں، لیکن ممکن ہے باتوں ہی باتوں میں جو کچھ
ذکر کو چھیڑیں، اس لئے میں تمہیں پہلے سے مطلع کئے دیتا ہوں کہ اگر اس موقعہ پر تم نے ذرا بھی
غلط بیانی سے کام لیا تو سچ کہتا ہوں آکر ترک کر دوں گا اور سب [illegible] پڑھ جاؤں گا
مرد خدا کسی وقت تو انسان بن جایا کر سنجیدگی میں بات ہو تو کوئی [illegible] ہیں
لیکن مذاق میں سنجیدگی حد درجہ خطرناک چیز ہے

میرے ہمدم و دمساز سلامت رہو کہ میری عنایت کے علاوہ ایک تمہیں دنیا
میں رہ گئے ہو گو اسی کے ساتھ اس کا بھی یقین ہے کہ

یتیمم بچہ سوال کرد پاک دامن گل را

دنیا میں مصائب دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک وہ جن کا تعلق خارجی اسباب
سے ہے اور دوسرے وہ جو خود اپنے احساس سے پیدا ہوتے ہیں پہلے اُن کا علاج
تو بہت سے ممکن ہے لیکن ان کا مداوا کیونکر ہو سکے آگ لگے تو پانی سے بجھائی جا سکتی
ہے لیکن جب میں پانی کو آگ سمجھنے لگوں تو تم یا کوئی اور کیا کر سکتا ہے۔ سو بھائی
میری سوختہ سامانیاں بھی بالکل اسی قسم کی ہیں اور مقدرات کا یہی مفہوم میرے
ذہن میں آتا ہے
میرے لئے دنیا میں کیا نہ تھا، سب کچھ تھا اگر صرف ایک بیدار احساس نے

آپ کے سامنے دلیل پیش کرنے کا یارا نہ حجت طلب کرنے کی جرأت - آپ
تک بس - مجھے خوش نصیب سمجھتے رہے میں خوش نصیب تھا، اب آپ بد قسمت کہتے
ہیں تو میں بد قسمت ہوں - اُس کا شکریہ ادا کرنے کا حوصلہ کبھی نہ ہوا تو اِس کے شکوہ
کرنے کی ہمت کہاں - سہ الاوّل -

گفتہ بودی ہمہ زر قند و فریبند و فسوس
سعدی آں نیست ولیکن چو تو فرمائی ہست

آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے اور مجھے یقیناً اولین فرصت میں حاضر ہونا چاہیے،
لیکن ڈرتا ہوں کہ مبادا حضرت کا یہ لطف و کرم بھی ہاتھ سے کھو بیٹھوں - کیونکہ جناب
کو شاید علم نہیں کہ میں داڑھی منڈا کر بصورتاً بھی مسخ ہو گیا ہوں - خدانخواستہ اگر
آپ کی نگاہ کو کوئی گزند پہونچ گیا تو میں کیا کروں گا ——— ایام دولت مستدام!

———

حقیقت یہ ہے کہ تم سا لغو انسان میں نے تو آج تک نہ دیکھا نہ سنا، بلکہ میں تو یہ
سمجھتا ہوں کہ تخلیق نوع انسان کے وقت ذہن فطرت میں بھی نہ ہوگا - گردن
اٹھاؤ، ذرا آنکھ میں آنکھ ڈال کر جواب دو - خاکم بدہن، میں نے کب اور کس سے کہا
تھا کہ مولانا کو مالیخولیا ہو گیا ہے - ذکر عام مولویوں کا تھا کہ ہمارے مولانا کا؟ جن کا
جواب خرابات میں بھی نہیں مل سکتا، چہ جائیکہ محراب و منبر
انھوں نے جس انداز سے شکوہ کیا ہے اس کا جواب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ اپنا سر
پھوڑ ڈالوں یا تمہارا - تم پر اختیار نہیں اس لئے اپنا ہی سر پھوڑنا پڑے گا -

حودودن تک گھر ویراں رہے گا اس کی تلافی کی تدبیر پہلے ہی کر لوں

سوجی تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تم سے حیا ہوں اور جب کوئی سے جاہتا ہے تو بات نہیں کیا کرتا

میں سمجھتا ہوں کہ تم بہت متاب ہو گئے لیکن ہوا کر دیری بلا۔ میرے پاس اتنا وقت کہ وہاں جاکر تمہارا پیام کہوں اور نہ شاید انہیں اتنی فرصت کلیساں سے ہیں اور جواب دیں تم کو ایسی التجا۔ بار ہو مانہ ہو لیکن انکیں اسی لیے بیاری مرد رہے گر شخص یقین کیوں آنے لگا؟ اور ہاں میں نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ جھاکیوں ہوں اور تم سے باتیں کرنے لگا   لاحول ولا قوۃ!

قبلہ محترم۔ صحیفہ گرامی عزیزی یوسف کے ذریعہ سے پہنچا آپ کو اور آئے ماہ آئے لیکن جو احترام حضرت کا میرے دل میں ہے وہ قطعاً ناں اظہار سے بے نیاز ہے لفظ احترام میں نے ادنا استعمال کیا ورنہ مجھے محب کہنا چاہیے تھا۔

آپ نے حسن رافت و ہمدردی سے، حسن محبت و عنایت سے میری سوائی پر آنسو بہائے ہیں، وہ رگ سنگ سے بھی لہو ٹپکا دینے کے لئے کافی ہے، لیکن اس کا کیا علاج کہ میں بہرا بھی ہوں اور گونگا بھی یعنی اس سوائے دل کی آواز کے کوئی اور صدا کانوں میں آتی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات زبان سے نکلتی ہے۔

عیش دانند ل سرگشتہ پریشانی را   ناخدا ابود کشتی طوفانی را

مکتوباتِ نیاز

(حصہ دوم)

کیا بتاؤں کس حال میں ہوں اور کیا بتاؤں کہ عمر کس طرح بسر ہوئی ہے جو زمانہ گزر گیا اس کو بربادی کی یاد، جو گزر رہا ہے وہ یکسر حسرت آباد۔ شکوہ کروں بھی تو کس کا اور کس زبان سے

ہستی بہ تپش رفت و اثر نیست نفس را
فریاد کز ایں قافلہ بردند جرس را

جانتا ہوں کہ چھیڑتے ہو۔ تاکہ میں کچھ کہوں اور تم منہ پھیر کر ہنسو۔ چلو ہٹو، میں اب اس حال میں نہیں ہوں کہ کسی کو ہنستا دیکھوں اور خوش ہوں۔

مجھ سے ہمدردی کی باتیں نہ کرو۔ ورنہ سچ کہتا ہوں تم سے نفرت ہو جائے گی۔ وہ حزیں طول آنکھوں والے دوست کل ملے تھے تم کو پوچھتے تھے۔ میں نے کہا بہت برا حال ہے اس کا جواب انھوں نے کیا دیا، جب آنا تو خود انھیں سے پوچھنا۔ میرے کہنے کا اعتبار تمھیں کیوں آنے لگا؟ تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ جن آنکھوں کو تم نے سوگوار دیکھا کل وہ ہنس رہی تھیں۔ اب یہ خبر نہیں کہ میرے قال پر یا تمھارے حال پر۔ ابھی تو کہیں باہر جانے کا قصد نہیں ہے۔ تاہم اپنی آمد کی اطلاع دو دن پہلے دیدینا تاکہ تمھارے جانے کے بعد

مکتوباتِ نیاز

حصہ دوم

حضرت نیاز کی دوسری تصانیف

مکتوبات نیاز حصۂ اوّل	سے/ مجلد
شہاب کی سرگزشت	عہ/ "
صحابیات	سے/ "
نگارستان	سے/ "
جمالستان	للعہ/ "
حسن کی عیاریاں اور دوسرے افسانے	عہ/ "
جذبات بھاشا	۱۲/ "
مقالات نیاز	عہ/
نقاب اُٹھ جانے کے بعد	۸/
شاعر کا انجام	۱۲/

مجموعۂ استفسار و جواب ۔ سے (تین جلد)

نگار بک ایجنسی، لکھنؤ